# تاریخِ کاظمین

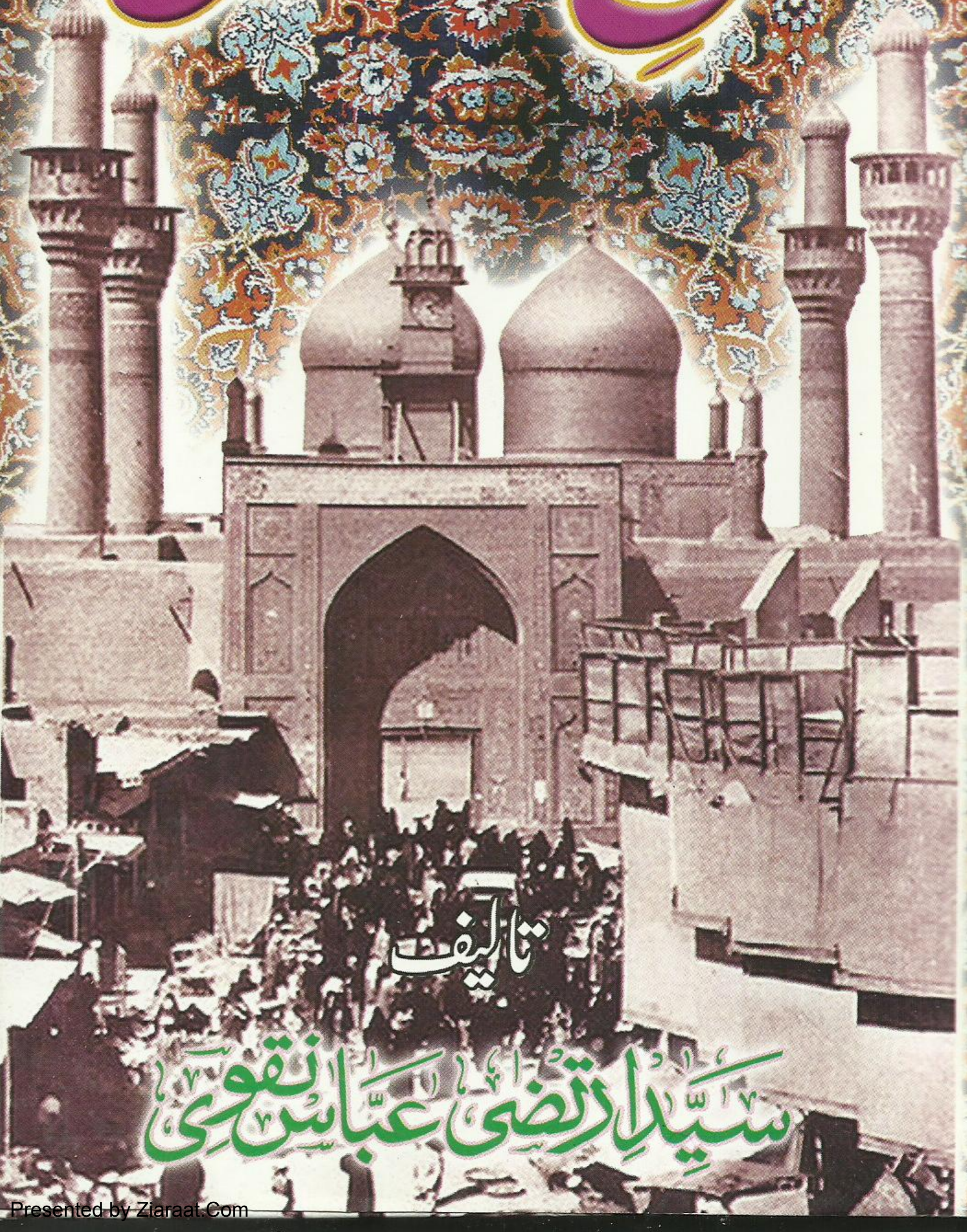

تالیف

سیدِ ارتضیٰ عباس نقوی

Presented by Ziaraat.Com

یه کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم هیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے هیں.

منجانب.

سبیلِ سکینه

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by Ziaraat.Com

۷۸۶
۱۱۰-۹۲
یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

یا عباسؑ

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

DvD Version

# لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

## اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

مرکز تحقیق علوم آلِ محمدؐ کی ساتویں پیشکش

الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ

جو راحت اور سختی ہر حال میں انفاق کرتے ہیں اور غصہ کو پی جاتے ہیں

# تاریخِ کاظمین


تالیف و تحقیق

سید ارتضیٰ عباس نقوی


Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

التماسِ فاتحہ

سید موسیٰ رضا رضوی ابن سید محمد رضا رضوی

عسکری بیگم بنتِ محمد باقر

ناہید رضا رضوی ابن موسیٰ رضا رضوی

کتاب: تاریخ کاظمین

تالیف و تحقیق: سید ارتضیٰ عباس نقوی

اشاعت: اوّل، ستمبر ۲۰۱۳ء

تعداد: ایک ہزار

قیمت: ۲۵۰ روپے

طابع: سید غلام اکبر

﴿کتاب ملنے کا پتہ﴾

مرکزِ تحقیق علومِ آلِ محمدؑ

ایف۔ ۷، رضویہ سوسائٹی

ناظم آباد نمبر ۱، کراچی

پاکستان

0346-2781009

Presented by Ziaraat.Com

# انتساب

امامینِ جوادین

## حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

اور

## حضرت امام محمد تقیؑ

کی بارگاہِ اقدس میں

Presented by Ziaraat.Com

قالب نجف میں روح رواقِ حسینؑ میں
آنکھیں رضاؑ کے روضے پہ دل کاظمین میں
(مرزا دبیر)

Presented by Ziaraat.Com

روضۂ کاظمین کی قدیم ترین تصویر..... عہدِ صفوی کی عمارت جب روضے کے مینار نہیں تھے۔

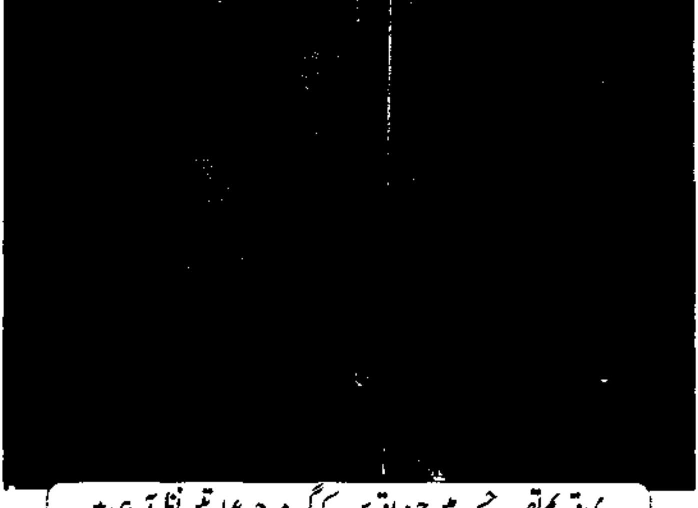

دوسری قدیم تصویر جس میں حرم اقدس کے گرد موجود عمارتیں نظر آ رہی ہیں۔

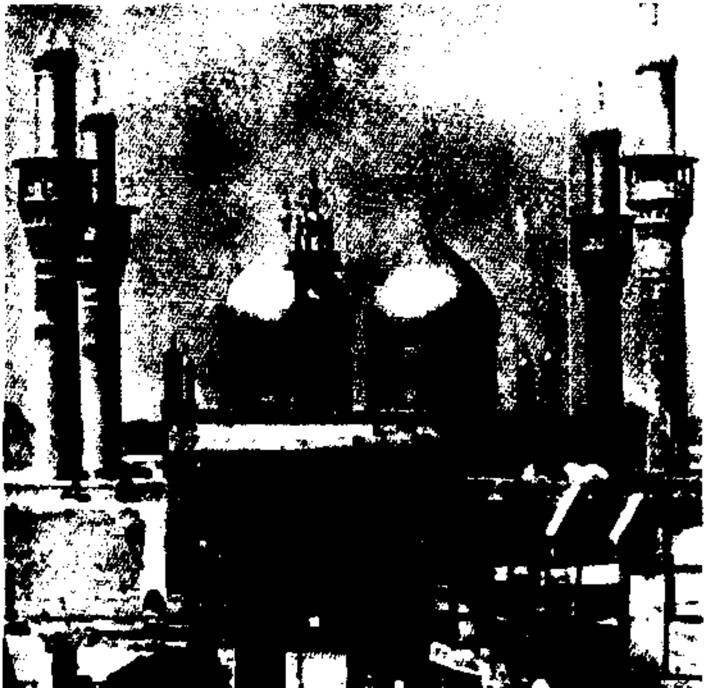

زائرین کے قافلے حرم میں داخل ہوتے ہوئے

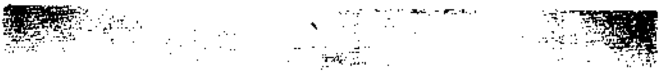

شہرِ کاظمین کا منظر

دوسرے عہدِ عباسی میں روضہ کے لیے تیار کیا گیا صندوق جو تقریباً ۶ سو برس پرانا ہے
اور آج کل بغداد کے عجائب خانے میں موجود ہے۔

جامع براثا کی قدیم ترین تصویر۔قبریں نظر آرہی ہیں۔

جامع براثا کا جدید منظر

جامع براثا کے صحن میں موجود قدیم پتھر جسے امیر المومنینؑ سے منسوب کیا جاتا ہے۔

جامع براثا میں موجود قدیم پتھر جسے امیر المومنینؑ نے برآمد کیا تھا۔
کہا جاتا ہے کہ اس پتھر پر حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو رکھا تھا۔

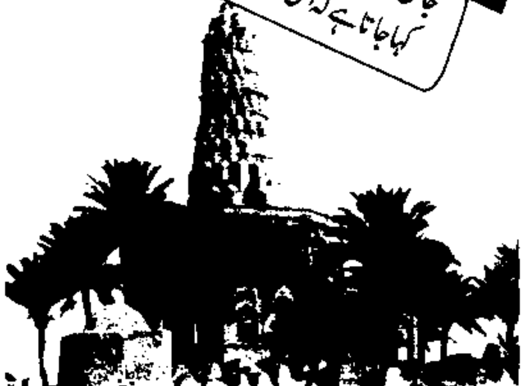

زبیدہ بنت جعفر بن منصور عباسی زوجۂ ہارون رشید کا مقبرہ جو شہر کاظمین میں واقع ہے۔

عثمان بن سعید عمری (نائب اول امام عصرؑ)......بغداد

شیخ محمد خلانی (نائب دوم امام عصرؑ)......بغداد

حسین بن روح (نائب سوم امام عصرؑ)......بغداد

شیخ علی بن محمد سمری (نائب چہارم امام عصرؑ)......بغداد

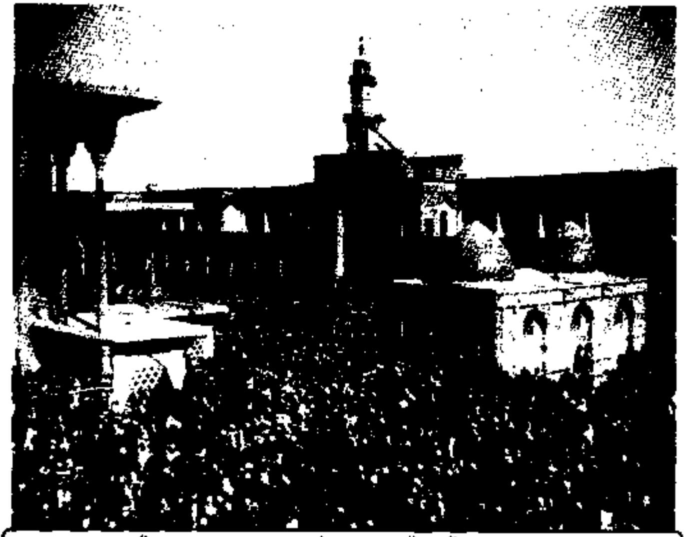

مراسمِ عاشورہ کے موقع پر کاظمین کا منظر۔ صحن اقدس میں امام موسیٰ کاظمؑ کے
دوصاحبزادگان ابراہیم اکبرؒ اور اسماعیلؒ کی قبروں کے گنبد نمایاں ہیں جو اب حرم میں موجود نہیں ہیں۔

موجودہ روضہ کاظمین جدید تعمیرات کے بعد۔ باب مراد نظر آرہا ہے۔

# فہرست

مدحِ کاظمین ـــــــ تعشق لکھنوی ۱۹
وصفِ کاظمین ـــــــ مکرم لکھنوی ۲۰
حرفِ آغاز ـــــــ سید ارتضیٰ عباس نقوی ۲۱

﴿باب۔۱﴾

## اسمائے کاظمین

۱۔مقابرِ شونیزیہ ۲۵
۲۔مقابرِ قریش ۲۵
۳۔مقابرِ بنی ہاشم ۲۶
۴۔کاظمین (کاظمیہ) ۲۶
۵۔جوادین ۲۸
۶۔مشہدالکاظمی (مشہدالکاظمیہ) ۲۸
۷۔بابُ التبین ۲۸

﴿باب۔۲﴾

## بغداد شہادتِ امام موسیٰ کاظمؑ سے پہلے

جامع بُراثا ۲۹
مقامِ بُراثا پر امیرالمومنینؑ کا ورود ۳۱

Presented by Ziaraat.Com

۱۴۵ھ میں شہرِ بغداد کی تعمیر کا آغاز ۳۴
مدینۃ المنصور کا نقشہ ۳۶
قصر بابِ الذہب ۴۳
جی لی اسٹرینج کی تحقیق ۴۵

﴿باب۔۳﴾

# امامینِ کاظمینؑ کی اسیری اور شہادت

## امام موسیٰ کاظمؑ زندانِ بغداد میں

ہادی کی قید میں ۴۹
امام موسیٰ کاظمؑ کو بغداد بلانے کی سازش ۵۰
عیسیٰ بن جعفر کی قید میں (بصرہ) ۵۳
فضل بن ربیع کی قید میں ۵۴
سندی بن شاہک کی قید میں ۵۵
امام موسیٰ کاظمؑ کو زہر دیا جانا ۵۷
اسی (۸۰) مشاہیر بغداد کا آنا ۵۹
مظلومِ بغداد کی شہادت ۶۱
لاشِ اقدس پلِ بغداد پر ۶۲
مقامِ جنازہ پر عمارت کی تعمیر ۶۴
مسیتب کے نام امام موسیٰ کاظمؑ کی وصیت ۶۵
امام علی رضاؑ کا بغداد آ کر سامانِ تجہیز و تکفین کرنا ۶۵

Presented by Ziaraat.Com

## امام محمد تقیؑ بغداد میں


| | |
|---|---|
| امام محمد تقیؑ کو زہر دیا جانا | ۶۷ |
| لاشِ اقدس دارالامارہ سے نیچے پھینک دی گئی | ۷۲ |
| امام محمد تقیؑ کی تجہیز و تکفین | ۷۲ |


﴿باب۴﴾

# روضہ کاظمین کی تاریخ


| | |
|---|---|
| کاظمین کی زمین امام موسیٰ کاظمؑ نے خریدی تھی | ۷۴ |


## ............روضہ کاظمین عہدِ بویہی میں............

(۳۲۲ھ تا ۴۴۷ھ)


| | |
|---|---|
| شیخ صدوق نے روضہ کاظمین کی پہلی ضریح دیکھی تھی | ۷۶ |
| روضہ پر نذر کی گئی قندیل | ۷۶ |
| حرم اقدس کے گرد احاطے کی تعمیر | ۷۶ |
| زائرین کی سیرابی کیلئے مشرف الدولہ کی خدمات | ۷۷ |
| جلال الدولہ اور اس کے فرزند فولادستون کا مدفن | ۷۷ |
| بغداد کا فتنۂ عظیم اور روضہ اقدس کا مسمار ہونا | ۷۸ |
| ۴۴۴ھ میں روضہ اقدس کی دوسری تعمیر | ۸۰ |


## ............روضہ کاظمین عہدِ سلجوقی میں............

(۴۲۹ھ تا ۵۵۲ھ)


| | |
|---|---|
| سلطان ملک شاہ اور زیارت روضہ کاظمین | ۸۱ |
| عہد ابوالفضل البراوستانی میں حرم کی تعمیر | ۸۲ |


Presented by Ziaraat.Com

حرم کاظمین کی غارت گری ۸۲

روضہ کاظمین دوسرے عہدِ عباسی میں............

(۵۷۵ھ تا ۶۵۶ھ)

صندوق، رواق اور میناروں کی تعمیر نو ۸۳

۵۷۵ھ میں حرم کے رواقوں کے نام ۸۳

دجلہ میں طغیانی اور احاطے کی تعمیرِ نو ۸۳

حرم اقدس میں آگ کے شعلے ۸۴

روضہ کاظمین کے قدیم صندوق کی تاریخ ۸۵

عہدِ عباسی میں کاظمین کے چند اہم واقعات ۸۶

تعمیراتِ حرم کا خلاصہ ۸۷

عہدِ عباسی کی تعمیر کا خلاصہ ۸۹

روضہ کاظمین مغل دورِ حکومت سے عہدِ عثمانی کے آخری حصے تک

(۶۰۳ھ تا ۹۲۰ھ)

روضہ کاظمین عہدِ صفوی اوّل میں

(۹۱۴ھ تا ۱۰۳۲ھ)

عہدِ صفوی کے آثار جواب بھی حرم میں موجود ہیں ۹۹

روضہ کاظمین پہلے ترکی دور میں ۱۰۸

روضہ کاظمین دوسرے عہدِ صفوی میں

(۱۰۳۲ھ تک ۱۱۴۴ھ)

روضہ کاظمین دوسرے عہدِ عثمانی میں ۱۱۰


Presented by Ziaraat.Com

## روضہ کاظمین کے دروازے


| | |
|---|---|
| جنوبی دروازہ روضہ امام کاظمؑ | ۱۲۰ |
| مشرقی دواز ہ روضہ امام کاظمؑ | ۱۲۲ |
| غربی دروازہ روضہ امام کاظمؑ | ۱۲۴ |
| شمالی دروازہ (امام جوادؑ) | ۱۲۵ |
| مشرقی دروازہ (امام جوادؑ) | ۱۲۷ |
| غربی دروازہ (امام جوادؑ) | ۱۲۷ |


## روضہ کاظمین کے رواق


| | |
|---|---|
| رواقِ شمالی | ۱۲۸ |
| رواقِ غربی | ۱۲۹ |
| رواقِ شرقی | ۱۲۹ |
| رواقِ شرقی کا دروازہ | ۱۲۹ |
| رواقِ جنوبی | ۱۳۶ |


## حرمِ اقدس کی دیواریں


| | |
|---|---|
| دیوارِ شمالی | ۱۴۰ |
| دیوارِ شرقی | ۱۴۰ |
| دیوارِ غربی | ۱۴۲ |
| دیوارِ جنوبی | ۱۴۲ |
| روضہ کاظمین کے حوالے سے چند اہم یادداشت | ۱۴۴ |
| حکومتِ صدام کے خاتمے کے بعد ۲۰۰۴ء سے ہونے والی اضافی تعمیرات | ۱۴۵ |
| شبیہِ روضہ کاظمین (لکھنؤ) | ۱۴۶ |


Presented by Ziaraat.Com

﴿باب ۵﴾

# مدفونینِ کاظمین


امام زادگان کی قبریں ۱۵۰

علماء کی قبریں ۱۵۵


﴿باب ۶﴾

# کاظمین سفرناموں کی روشنی میں


ابنِ بطوطہ کا بیان ________ ۷۲۶ھ ۱۶۷

کتاب ''رفیق الزائرین'' ________ قبل ۱۲۹۵ھ ۱۶۸

کتاب ''سلوک الزائرین'' ________ ۱۸۸۸ء ۱۶۹

کتاب ''تاریخ آلِ امجادؔ'' ________ ۱۳۱۰ھ ۱۸۳

کتاب ''ہدایت الزائرین'' ________ ۱۹۲۵ء ۱۸۳

کتاب ''زائر حسینؑ کا روزنامچہ'' ________ ۱۹۵۲ء ۱۹۳

کتاب ''سفرنامہ عراق، عرب وعجم'' ________ ۱۳۴۷ھ ۲۰۱

کتاب ''معین الزائرین'' ________ ۱۹۳۱ء ۲۰۴

مولوی مظہر حسن سہارنپوری کا بیان ________ ۱۳۳۰ھ ۲۰۸


﴿باب ۷﴾

# زیارتِ کاظمین کا ثواب

Presented by Ziaraat.Com

تعشق لکھنوی

# مدحِ کاظمین

ہے مقامِ نور دنیا میں مقامِ کاظمین
صبحِ جنت پر ہنسا کرتی ہے شامِ کاظمین

تثنیہ کوئی کہے واحد کو یہ ممکن نہیں
دو اماموں سے ہوا مشہور نامِ کاظمین

کون وہ جا ہے جہاں ہوں ایک جا دو آفتاب
ایک بس دونوں جہاں میں ہے مقامِ کاظمین

ہمسری کا ہے اگر دعویٰ تو پھر آ سامنے
اے صبا یہ خلد کو پہنچا پیامِ کاظمین

صبحِ جنت کو فروغ اپنا دکھانے کے لیے
چاند کا لے کر چراغ آتی ہے شامِ کاظمین

کیوں نہ پہنچے کا سرِ تسلیم تا خاکِ نیاز
اور جھک جا اے فلک بہرِ سلامِ کاظمین

دیکھ کر حوروں کے عارض اور گیسو خلد میں
میں یہ سمجھا مل رہے ہیں صبح و شامِ کاظمین

اپنی پوشش کا جو کعبے کو ہے منظور احترام
دام لے اُترا ہوا ملبوس شامِ کاظمین

روشنی جاتی رہی بالکل چراغِ طور کی
اس قدر روشن ہوا دنیا میں نامِ کاظمین

ہیں وہاں مدفوں جو دو لختِ جگر شبیرؑ کے
کربلا کا پارۂ دل ہے مقامِ کاظمین

پھر سلیمانؑ کو نہ ہو کونین کی شاہی قبول
دے اگر اللہ عہدہ انتظامِ کاظمین

دو اماموں سے رہا کونین میں باقی نشاں
نقش ہے دونوں جہاں کے دل میں نامِ کاظمین

صورتِ جنت وہاں آٹھوں پہر ہے وقتِ صبح
نور برساتی ہوئی آتی ہے شامِ کاظمین

ہیں جو عالی ظرف کم ظرفوں کو ہے ان سے فروغ
دور بزمِ دہر کا ہر ایک جامِ کاظمین

خُلد کے پھولوں کا نکہت سے پریشاں ہو دماغ
دو گلوں سے کیا معطر ہے مقامِ کاظمین

پیشِ حق ہیں فرد ہوں میں دفترِ کونین میں
ہے زبانِ حال سے ہر دم پیامِ کاظمین

ہے عجب گلشن خزاں کا بھی نہیں کھٹکا جسے
صورتِ گلزارِ جنت ہے دوامِ کاظمین

سب ہیں اس کے تحت میں اعلیٰ سے بھی اعلیٰ یہ ہے
مثلِ کرسی عرش ہے جائے قیامِ کاظمین

ہے تعشق دل نثار اُس شمسۂ پُرنور پر
چرخ کہتا ہے جسے ماہِ تمامِ کاظمین

Presented by Ziaraat.Com

مکرّم لکھنوی
(نبیرۂ میر عشق لکھنوی)

# مدحِ کاظمین

شیعوں کی رُوح زائروں کی جاں ہے کاظمین
اور مرکز اُمیدِ غریباں ہے کاظمین

دو گنبدِ طلا ہیں یہاں رشکِ آفتاب
ہاں نور بخش مہر درخشاں ہے کاظمین

ہم کو یقیں ہے موسیٰ و مختار کی قسم
کعبے کی بعد کعبۂ ایماں ہے کاظمین

دو آفتابِ دیں ہیں یہاں کاظمؑ وتقیؑ
اپنے عروجِ بخت پہ نازاں ہے کاظمین

اس کی ضیا سے خلد میں پہنچی ہے روشنی
انوارِ حق سے روشن و تاباں ہے کاظمین

پُرنور ہیں قبورِ جوادینِ ذی شرف
حقا نشانِ رحمت یزداں ہے کاظمین

دو گنبد طلا جو یہاں نور پاش ہیں
شمس و قمر ہیں ماند درخشاں ہے کاظمین

مخفی منافقین کے ظلم و ستم نہیں
حرفِ جلی ہے سّرِ نمایاں ہے کاظمین

راحت رساں ہے چشمِ زیارت کا نور ہے
گرمیِ دین و تابشِ ایماں ہے کاظمین

رکھے نہ کیوں نگاہِ مودّت اسی طرف
سچ پوچھیے تو جنتِ رضواں ہے کاظمین

ملتا ہے مومنین کو درسِ حق آگہی
دینِ رسولؐ حق کا دبستاں ہے کاظمین

زوّار کیوں نہ جائیں جبیں سائی کے لیے
ہم عاصیوں کے درد کا درماں ہے کاظمین

جنت میں لے کے جاؤں گا اس عکسِ پاک کو
میرے دل و نگاہ میں پنہاں ہے کاظمین

زیرِ فلک مکرّمِ عاصی کے واسطے
جنت نشاں مرقعِ ایماں ہے کاظمین

Presented by Ziaraat.Com

# حرفِ آغاز

بغداد کا شمار اقوامِ عالم کے قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ لکھنے والوں نے عام طور پر یہاں کی آبادی کا سہرا منصور عباسی کے سر رکھا ہے۔ حالانکہ اس سرزمین کی آبادی امیرالمومنینؑ کے قدموں کی مرہونِ منت ہے۔ جب آپ نہروان سے واپسی پر یہاں سے گزرے تو مقامِ براثا پر قیام فرمایا تھا اور جہاں نماز پڑھی تھی وہاں مسجد کی بنا ہوئی اور دوسرے ہی دن سے وہاں آبادی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ منصور نے بغداد کو بسانے میں کیا کیا کوششیں نہ کی تھیں، مختلف شہروں سے لوگوں کو بلوا کر یہاں آباد کیا، مکانات دیئے، تنخواہیں مقرر کیں، لیکن یہ امیرالمومنینؑ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے کہ آپ اپنی حیات میں صرف ایک بار بغداد آئے اور ایک یادگار چھوڑ گئے جس سے برکت حاصل کرنے کے لیے لوگ یہاں آباد ہو گئے۔ آج عہدِ منصور کے آثار بالکل مفقود ہیں فقط امیرالمومنینؑ کی نشانی باقی ہے۔

آج بغداد کی پہچان روضہ کاظمین ہے جو کہ جلوہ گاہِ توحید باری ہے۔ یہاں کا ذرہ ذرہ امام موسیٰ کاظمؑ کی مظلومیت کا گواہ ہے جو یہاں ۱۴ برس قید رہے۔ زمانے نے دیکھا کہ کل جس کا لاشہ پلِ بغداد پر رکھا گیا تھا آج پوری دنیا سے لوگ اُن کی زیارت کو آتے ہیں۔ اُن کے حصّے میں زیارتِ رسولؐ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اس طرح یہاں شانِ توحید کے ساتھ شانِ رسالتؐ بھی موجود ہے۔

جب ہم پہلی بار کاظمین گئے تو حرم اقدس کو بہت غور سے دیکھا تھا۔ ۲۰۱۱ء میں امام حسینؑ کی مجلسِ سوئم روضہ کاظمین میں پڑھی تھی۔ حرم کی دیواروں پر کتابت کی گئی آیاتِ قرآنی اور فنِ خطاطی کے نادر جواہر پارے اگلے زمانے کی یادیں تازہ کرتے ہیں۔ یہاں کے ہر در و دیوار میں رعب و دبدبہ ہے۔ ہر طرف کہکشاں ہی کہکشاں سی ہے کیونکہ دو اماموں کا مدفن ہے اس لیے رعب و جلال بھی دُگنا ہے۔ بادشاہوں نے اس حرم کی تعمیر کے لیے جی کھول کر لعل و جواہر لٹا دیئے کہ تاریخ میں اِن کا نام حرم کے تذکرے کے ساتھ آئے۔

Presented by Ziaraat.Com

خاندانِ رسولؐ کے روضوں کی تعمیر اور احوال و آثار کو محفوظ کرنے پر نصِ قرآنی موجود ہے۔
سورہ کہف میں ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ط رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ط قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ○

اور اس طرح ہم نے قوم کو ان کے حالات پر مطلع کر دیا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے جب یہ لوگ آپس میں ان کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے اور یہ طے کر رہے تھے کہ ان کے غار پر ایک عمارت بنا دی جائے۔ خدا ان کے بارے میں بہتر جانتا ہے اور جو لوگ دوسروں کی رائے پر غالب آئے انہوں نے کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔

(سورہ کہف، آیت ۲۱)

قرآن نے اصحابِ کہف کی یادگار کو باقی رکھنے اور اس پر مسجد تعمیر کرنے کے ذکر کو بطورِ خاص محفوظ کیا ہے تاکہ آنے والوں کے لیے دلیل قرار پائے اور کوئی اعتراض نہ کر سکے۔ اربابِ حدیث نے اُن روایات کو بھی محفوظ کیا ہے جن میں تعمیرِ حرم کی عظمتوں کے اشارے موجود ہیں۔ رسولِ خداؐ نے ایک دن امیر المومنینؑ سے فرمایا تھا:

"یا علی! جس شخص نے تمہاری قبور کی تعمیر کی اور ان کی دیکھ بھال کا فریضہ انجام دیا گویا اس نے بیت المقدس کی تعمیر میں حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام کے ساتھ امداد کی اور جس نے تمہاری قبروں کی زیارت کی اس کا ثواب ستر حج کے برابر ہے اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب وہ تمہاری زیارت کرنے کے بعد واپس لوٹ آتا ہے تو ایسے ہے جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ پس تمہیں بھی خوشخبری ہو اور اپنے دوستوں اور حب داروں کو بھی خدا کی نعمتوں اور آنکھوں کی ٹھنڈک پیدا کرنے والے ایسے ارباب کی خوشخبری سنا دو کہ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے۔"

(فرحۃ الغری، ص ۶۳، وسائل الشیعہ، ج ۱۰، ص ۲۱۴)

انہی روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جسے امام زین العابدینؑ اپنی پھوپھی

Presented by Ziaraat.Com

حضرت زینبؑ سے بیان کرتے ہیں اور وہ حضرت امِ ایمن سے روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خداؐ نے امام حسینؑ کی شہادت اور مدفن کے بارے میں پیش گوئی کے طور پر ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا تھا کہ ''پھر خداوند عالم تیری امت سے کچھ ایسے لوگوں کو بھیجے گا جنہیں کفار نہیں پہچانتے ہوں گے اور وہ لوگ ان مظلوموں کے خونِ ناحق بہانے میں قول و فعل اور نیت کسی طرح سے بھی شریک نہیں ہوں گے وہ ان شہیدانِ راہِ خدا کے مبارک بدنوں کو خاک میں دفن کریں گے اور سیدالشہداؑ کی قبر کا نشان ریت اور کنکریوں کے ساتھ مقرر کریں گے اور وہ قبر اہلِ حق کے لیے مغفرت کی علامت اور مومنین کے لیے باعثِ نجات وفلاح ہوگی۔''

(کامل الزیارات، ص ۲۶۵)

نجف اشرف سے پہلے مرکزِ علم کاظمین ہی تھا۔ یہیں شیخ مفید، شیخ صدوق اور شیخ یعقوب کلینی کے مکانات تھے۔ شیخ الطائفہ کی زندگی کا بیشتر حصہ یہیں گزرا۔ جب فسادات ہوئے اور گھر اور کتب خانے کو آگ لگادی گئی تو آپ نجف کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ یہیں کتب اربعہ جیسی عظیم کتابیں تالیف کی گئیں جن پر عقائد شیعہ کی بنیاد ہے۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر پھر کبھی گفتگو ہوگی فی الحال روضہ کاظمین کی تاریخ ہمارے پیش نظر ہے۔ اردو میں امامینِ کاظمینؑ پر سیر حاصل مواد موجود ہے لیکن ایسی کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو روضہ کاظمین کی تاریخی حیثیت کو اجاگر کرتی ہو۔ زیارات پر لکھی گئی کتابوں میں صرف بنیادی باتیں ہوتی ہیں جو زائرین کے لیے ناکافی ہیں۔ صاحبانِ مطالعہ چاہتے ہیں کہ زیارت پر جانے سے پہلے روضے کی تاریخ کا بھی مطالعہ کریں۔ اس لیے ہم نے اسے اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی تاریخِ جنت البقیع، تاریخِ مشہد مقدس اور تاریخِ سامرہ اشاعت کے لیے تیار ہیں جو انشاءاللہ اپنے اپنے موقعوں پر شائع ہوتی رہیں گی۔ محترمی اقبال رضا رضوی کی خواہش تھی کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کا سامان کریں۔ انہوں نے اپنے وعدے کو پورا کیا جس کے لیے ہم سراپا سپاس ہیں۔

سید ارتضیٰ عباس نقوی

۲۵ ستمبر ۲۰۱۳ء

Presented by Ziaraat.Com

## امام شافعیؒ

''قبرِ موسیٰ کاظمؑ تریاقِ مجرّب ہے''۔

(منتخب التواریخ حصہ دوم)

## ابوعلی خلال حنبلی

''جب بھی مجھے کوئی مشکل کام پیش آیا تو میں نے موسیٰ کاظمؑ کے روضے پر جا کر انہیں اپنا وسیلہ بنایا تو خدا نے وہ کام مجھ پر آسان کر دیا''۔

(تاریخِ بغداد، خطیب بغدادی)

## ابن جوزی

''جو شخص موسیٰ بن جعفرؑ کی قبر پر آ کر خدا سے دعا مانگتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ میں نے اس کا کئی مرتبہ تجربہ کیا ہے''۔

(کتاب المنتظم)

Presented by Ziaraat.Com

﴿باب۔۱﴾

# اسمائے کاظمین

کاظمین اپنے اس نام سے اس وقت موسوم ہوا جب یہاں امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کے بعد ۲۲۰ھ میں امام محمد تقیؑ دفن ہوئے۔ محبانِ آئمہؑ یہ چاہتے تھے کہ اس مقام کو دونوں اماموں کی نسبت سے پکارا جائے تو اسے ''کاظمین'' اور ''جوادین'' کہا گیا۔ اس سے پہلے اسے مقابرِ قریش یعنی قریش کا قبرستان کہا جاتا تھا۔ محدثین، مورخین اور سیرت نگاروں نے ''کاظمین'' کے مختلف ناموں کا تذکرہ کیا ہے۔ جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

## ۱۔ مقابر شونیزیہ

یہ کاظمین کا قدیم ترین نام ہے جو ساسانیوں کے عہد میں مشہور تھا۔ ''شونیز'' عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''سیاہ دانہ''۔ خطیبِ بغدادی نے اس نام کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ بعض بزرگوں کا بیان ہے کہ مقابرِ قریش سے متصل ایک چھوٹا قبرستان تھا جسے مقابر شونیزی کہتے تھے۔ یہاں دو بھائی ایک مکان میں دفن ہوئے جنہیں ''شونیزی'' کہا جاتا تھا۔ اس لیے یہ قبرستان ان ہی کے نام سے موسوم تھا''۔

(تاریخ بغداد جلد ۱ صفحہ ۶۶)

## ۲۔ مقابرِ قریش

یعنی قریش کا قبرستان، خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ ۱۴۶ھ میں منصور نے شہرِ بغداد کی بنیاد رکھی۔

(تاریخ بغداد جلد ۱ صفحہ ۱۲۲)

لیکن طبری نے اس کا ذکر ۱۴۹ھ کے حوادث میں کیا ہے۔

(تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۳۴)

Presented by Ziaraat.Com

منصور نے بغداد کے غربی حصے کو آباد کیا اور شہر سے باہر کے حصے میں قبرستان کیلئے جگہ چھوڑ دی گئی جس کا نام مقابر قریش رکھا گیا۔

(معجم البلدان جلد ۸ صفحہ ۱۰۷)

اس قبرستان میں سب سے پہلے ۱۵۰ھ میں جعفر اکبر بن منصور دوانقی کی قبر بنی۔ دوسری قبر ۱۵۶ھ میں ہیثم بن معاویہ کی بنائی گئی۔ اس کے بعد سے یہاں قریش کے لوگ دفن ہونے لگے۔ یہ قبرستان دریا کے کنارے واقع تھا۔

(تاریخ بغداد جلد ۱ صفحہ ۱۲۰، معجم البلدان جلد ۸ صفحہ ۱۰۷)

## ۳۔ مقابرِ بنی ہاشم

یہ دراصل ''مقابر شونیزیہ'' کا دوسرا نام ہے جو مقابر قریش سے الگ ایک چھوٹا سا قبرستان تھا۔ اسی قبرستان میں امام موسیٰ کاظمؑ کی تدفین ہوئی یعنی آپ قریش کے قبرستان سے الگ پاک و پاکیزہ سرزمین پر دفن کیے گئے۔ مقابر قریش میں دشمنانِ آلِ رسولؐ کی قبریں تھیں اس لیے یہاں محبانِ اہلبیتؑ نے بھی دفن ہونے سے گریز کیا۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ''امام کاظمؑ مقابرِ شونیزیہ میں دفن ہوئے''۔

(وفیات الاعیان جلد ۴ صفحہ ۳۹۵)

امام موسیٰ کاظمؑ اور امام محمد تقیؑ کی تدفین کے بعد یہاں اولادِ آئمہؑ اور خاندانِ بنی ہاشم کے دیگر افراد دفن ہوئے پھر یہ قبرستان ''مقابرِ بنی ہاشم'' کہا جانے لگا۔ ان مدفونین کے نام ہم نے پانچویں باب میں درج کیے ہیں۔ بعد میں یہی قبرستان ''کاظمین'' کے نام سے مشہور ہوگیا۔ ''مقابرِ بنی ہاشم'' کا ذکر اربلی نے کشف الغمہ صفحہ ۲۴۹ پر اور شیخ مفید نے الارشاد صفحہ ۲۳۲ پر کیا ہے۔

## ۴۔ کاظمین (کاظمیہ)

یہ لفظ قرآن مجید میں دو مقامات پر موجود ہے:

Presented by Ziaraat.Com

الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ O

جوراحت اور سختی ہر حال میں انفاق کرتے ہیں اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سورہ آل عمران آیت ۱۳۴)

وَ اَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کٰظِمِیْنَ۔ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ O

اور پیغمبر انہیں آنے والے دن کے عذاب سے ڈرایئے جب دم گھٹ گھٹ کر دل منہ کے قریب آ جائیں گے اور ظالمین کے لیے نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا جس کی بات سن لی جائے۔

(سورہ غافر آیت ۱۸)

امام موسیٰ کاظمؑ غصے کو ضبط کرنے کے سبب ''کاظم'' کہے جاتے تھے کیونکہ ہر امام ذات وصفات میں ایک دوسرے کے برابر ہوتا ہے اس لیے امام محمد تقیؑ بھی اس صفت کے حامل تھے امام محمد تقیؑ کی شہادت کے بعد یہ جگہ ''کاظمین'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ شعرائے عرب و ایران نے اس کی مدح میں طویل قصیدے کہے ہیں جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں شعرائے اردو کے کلام سے چند اشعار درج ذیل ہیں:

قالب نجف میں روح رواقِ حسینؑ میں آنکھیں رضاؑ کے روضے پہ دل کاظمین میں

(مرزا دبیر)

صورتِ جنت وہاں آٹھوں پہر ہے وقتِ صبح نور برساتی ہوئی آتی ہے شامِ کاظمین

(تعشق لکھنوی)

Presented by Ziaraat.Com

بتلائے دیتا ہوں تجھے میخانوں کا پتہ بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا
(مشیر لکھنوی)

## ۵۔جوادین

امام محمد تقیؑ کے مشہور لقب ''جواد'' کی نسبت سے کاظمین کو''جوادین'' بھی کہا جاتا ہے لیکن اس نام کو وہ مقبولیت حاصل نہ ہوئی جو''کاظمین'' کو ہوئی۔کسی شاعرِ عرب کا شعر ہے:

ماخاب من أمّ جوادا فهل یخیبُ من امّ جوادین؟

سید حیدر حلّی کا شعر ہے:۔

وعلی بلدة الجوادین عرّج بالقوافی مهینا وبشیرا

## ۶۔مشهد الکاظمی (مشهد الکاظمیہ)

نجف کے مشہور نام ''مشهد امام علیؑ'' کی طرح کاظمین کو''مشهد الکاظمی'' بھی کہا جاتا ہے۔یہ نام زیادہ تر خواص کی زبانوں پر رہا۔

## ۷۔بابُ التین

یہ بغداد کا ایک محلّہ تھا جو قبرستانِ شونیزیہ کے بالکل ساتھ واقع تھا۔(معجم البلدان)
جغرافیائی لحاظ سے باب التین موجودہ کاظمین کا ایک حصہ کہا جائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

باب ۔۲

# بغداد شہادت امام موسیٰ کاظمؑ سے پہلے

تاریخِ اسلام میں بغداد کا ذکر سب سے پہلے ۱۲ھ کے واقعات میں آتا ہے جب عہدِ خلافت اول میں خالد بن ولید نے افواجِ اسلام کے ساتھ ''انبار'' پر دریائے فرات کے کنارے خیمے استادہ کئے ہوئے تھے اور تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ ''سوقِ بغداد'' (بازارِ بغداد) کی منڈی کے موقع پر حملہ کیا تھا اور غنیمت کا مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ ۱۴۹ھ میں منصور نے شہرِ بغداد کو مکمل طور پر آباد کیا۔ اس سے پہلے کہیں تاریخ میں بغداد کا ذکر نظر نہیں آتا۔

شیخ صدوق اور شیخ طوسی نے روایت نقل کی ہے کہ جنگِ نہروان کے بعد حضرت علیؑ کوفہ جاتے ہوئے بغداد سے گزرے تھے اور یہاں ''مقامِ بُراثا'' پر آپ سے کرامت ظاہر ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بعد سے یہاں آبادی شروع ہوگئی تھی یعنی آبادیِ بغداد کی ابتدائی کڑیاں منصور عباسی سے نہیں بلکہ حضرت علیؑ کے عہد سے جاملتی ہیں۔

## جامع براثا

نہرِ عیسیٰ اور نہر کرخیہ کے جائے انفصال کے قریب اور محول سے تقریباً نصف میل اور کناسہ کے قبرستان ''المقبر ۃ القدیمہ'' کے اوپر، جو شارع محول کے ساتھ ساتھ نہر عیسیٰ اور کرخیہ کے انفصال تک پھیلا ہوا تھا، ''قصبہ بُراثا'' واقع تھا۔ بُراثا سے ''قنطر ۃ الرومین'' تک نہر کرخیہ کے داہنے کنارے کے ساتھ ساتھ باغات کا سلسلہ چلا جاتا تھا۔ یعقوبی لکھتا ہے کہ یہ سلسلہ ''دار کعیوبہ'' پر جو قنطر ۃ الرومین کے عین بالمقابل تھا، ختم ہوتا تھا۔ ''کعیوب''

Presented by Ziaraat.Com

بصرہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے بصرہ سے کھجوروں کے چھوٹے چھوٹے درخت اس جگہ لگائے۔ اُن سے نہایت عمدہ کھجوریں پیدا ہوتی تھیں۔

قصبہ بُراثا کی شہرت ایک مسجد کی وجہ سے تھی جس کے لیے مشہور تھا کہ ۳۹ھ میں حضرت علیؑ نے جب نہروان پر فوج کشی کی تو اس جگہ آ کر ٹھہرے اور جہاں یہ مسجد واقع ہے وہاں نماز پڑھی تھی۔ بغداد اس واقعہ کے ایک سو سال بعد تعمیر ہوا لیکن براثا بغداد سے پہلے بھی ایک آباد گاؤں تھا۔ اس میں ایک حمام بھی تھا کہتے ہیں اس جگہ حضرت علیؑ نے غسل فرمایا تھا۔ اُس زمانے سے براثا ''ارضِ مقدس'' خیال کی جاتی تھی اور شیعہ یہاں زیارت کو آتے تھے۔ بعض تو اسی جگہ اقامت اختیار کرتے اور نہر کے کنارے جھونپڑیاں بنا کر رہتے۔ انہی میں سے ایک مرد اور عورت کا قصہ یاقوت حموی نے لکھا ہے جو براثا میں عرصۂ دراز تک زندہ رہے اور زہد و تقویٰ کے باعث مشہور تھے۔ حضرت علیؑ کی خلافت کے بعد اس جگہ یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ یہاں شیعوں کا اجتماع ہوتا اور وہ رسمیں ادا ہوتیں جو سنیوں کی نظر میں بدعت، بلکہ شرک اور کفر کی حد تک پہنچتیں۔ چوتھی صدی ہجری تک تو یہی حال رہا لیکن خلیفہ مقتدر کے عہد خلافت میں سنیوں سے نہ رہا گیا۔ جمعہ کے روز سپاہِ شاہی نے مسجد کا محاصرہ کر لیا اور سب کو اسیر کر کے زندان میں لے گئے اور سخت سزائیں دیں۔ یہ شیعہ مسجد منہدم کر دی گئی اور زمینِ ''المقبرۃ القدیمہ'' میں شامل کر لی گئی۔

یہ مسجد بہ نسبت پہلی مسجد کے بہت وسیع تھی۔ اس میں ملحقہ مکانات کی زمین بھی شامل کی گئی تھی اور دیواریں پختہ اینٹوں کی تھیں۔ سقف مسجد میں ساگوان کے شہتیر تھے جو نقش و نگار سے آراستہ ہو رہے تھے۔ دروازہ پر خلیفہ رضی کا نام کندہ تھا۔ خلیفہ متقی نے اس کی تکمیل کی اور حکم دیا کہ وہ منبر جو خلیفہ ہارون الرشید نے مسجد مدینۃ المنصور میں رکھا تھا اور بالفعل بیکار تھا اس مسجد میں رکھا جائے اور امام مسجد رصافہ کو اس جگہ مقرر کیا۔ اس سے فارغ ہو کر خلیفہ نے پہلے جمعہ کی نماز اسی جگہ ادا کی۔ خلیفہ محل سے شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ برآمد

Presented by Ziaraat.Com

ہوا۔ مشرقی اور مغربی بغداد کے لوگ جوق در جوق اس جگہ جمع ہوئے۔ تسبیح وتہلیل کا ہر طرف شور وغل تھا۔ مسجد میں تل رکھنے کی کو جگہ نہ تھی۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۳۲۹ھ کے دوسرے جمعہ کا ہے۔ اس تاریخ سے مسجد براثا بغداد کی بڑی بڑی مسجدوں میں شمار ہونے لگی اور خطیب کے زمانہ یعنی ۴۵۱ھ تک اسی حال پر رہی مگر ایک دفعہ پھر منہدم ہوئی اور بقول یاقوت ۶۲۳ھ میں کھنڈرات کا ڈھیر تھی۔ اگرچہ دیواروں کے کچھ آثار باقی تھے مگر وہ بھی معدودم ہوتے جاتے تھے کیونکہ نئی عمارتوں میں اس کا مصالحہ لگایا گیا تھا۔

تاریخ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسجد براثا بغداد کی عظیم الشان مساجد میں شمار نہ ہوتی ہوگی کیونکہ استخاری جس نے ۳۴۰ھ میں بغداد کے حالات قلمبند کیے ہیں اس مسجد کا ذکر تک نہیں کیا حالانکہ خلیفہ متقی نے جب اس مسجد کی تکمیل کی ہے اس سے قریباً دس سال بعد کا ہی تذکرہ تھا۔ بقول استخاری بغداد میں اس وقت صرف تین عظیم الشان جامع مسجدیں تھیں۔ ایک تو مدینۃ المنصور میں اور دوسری رصافہ میں اور تیسری مشرقی بغداد کے شاہی محل سے ملحق تھی۔ ابن حوقل ہی پہلا شخص ہے جس نے ۳۶۷ھ میں مسجد براثا کا تذکرہ لکھا ہے اور علاوہ ان تین جامع مسجدوں کے جس کا ذکر استخاری کرتا ہے اسے چوتھی جامع مسجد قرار دیتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ مسجد براثا چند روز کے واسطے جامع مسجد بن گئی ہو اور وہ بھی سنی اور شیعہ کے جھگڑوں کے باعث جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے۔

(تاریخ بغداد صفحہ ۵۸، ۵۹)

## مقام براثا پر امیر المومنینؑ کا ورود

فضل بن یسار امام محمد باقرؑ سے اور آپ امام زین العابدینؑ سے اور آپ امام حسینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جن ایام میں امیر المومنینؑ نہروان کی لڑائی سے واپس تشریف لا رہے تھے تو شہر بغداد کی بنیاد نہیں پڑی تھی۔ حضرتؑ جب براثا کے علاقے میں پہنچے تو آپؑ نے لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز ادا فرمائی۔

(عیون المعجزات صفحہ ۱۲)

Presented by Ziaraat.Com

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ جنگ نہروان سے واپس تشریف لائے تھے تو ان کا گزر زمینِ زوراء پر ہوا فرمایا تحقیق کہ یہ ارض زوراء ہے یہاں سے گزر جاؤ کہ اس سے علیحدہ ہو جائیں کہ درآنا اس میں اور دھنس جانا اقرب ہے بہ نسبت درآنے میخ کے نخالہ یعنی بھوسے میں پھر آگے بڑھ کر ایک مقام پر دریافت کیا کہ اس زمین کو کیا کہتے ہیں اصحاب نے عرض کی کہ ارض نحرا کہتے ہیں فرمایا زمین شور ہے اس سے دہنی جانب کو ہو جاؤ جب دہنی جانب کچھ دور چلے تو ایک راہب سے ایک صومعہ میں ملاقات ہوئی امیر المومنینؑ نے فرمایا اے راہب میں یہاں پر نزول کروں۔ اس نے کہا مع لشکر یہاں نزول نہ کرنا اس لیے کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ مع لشکر اس زمین پر نہیں اتر سکتا مگر نبی یا وصی نبی کہ راہ خدا میں جہاد کرے۔ حضرت نے فرمایا اے راہب میں وصی سید الانبیاء ہوں اور بہتر ہوں اوصیاء سے راہب نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ تم اصلع قریش ہو وصی محمد مصطفیؐ ہو فرمایا ہاں میں وہی ہوں یہ سن کر راہب اپنے عبادت خانہ سے نیچے اترا اور عرض کی مجھ کو شرائع اسلام تلقین کیجئے کہ میں آپ کے اوصاف انجیل میں پاتا ہوں اور آپ ارض براثا، خانہ مریمؑ اور ارض عیسیٰؑ پر وارد ہوں گے امیر المومنینؑ نے فرمایا خاموش رہ اور مجھ کو کسی بات کی خبر نہ دے پھر ایک مقام پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اس جگہ کو کھودو پھر پائے مبارک اس جگہ مارا تو ایک چشمہ آب جوش مارنے لگا فرمایا یہ وہی چشمہ ہے کہ حضرت مریمؑ مادر عیسیٰؑ کے لیے نکلا تھا اور نماز ادا کی تھی پس امیر المومنینؑ نے اس جگہ پر نیزہ نصب کیا اور اس پر نماز پڑھی اور چار روز تک وہاں قیام فرمایا اور نماز کو تمام پڑھتے تھے اور اہل حرم کو وہاں سے خیمہ میں علیحدہ ایک آواز کی دوری پر اتارا اور فرمایا کہ یہ زمین براثا مکانِ مریم ہے یہی موضع مقدس ہے جہاں انبیاء نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ ہم کو معلوم ہے کہ اس مقام پر قبلِ عیسیٰؑ حضرت ابراہیمؑ نے نماز پڑھی ہے۔

(تہذیب المتین صفحہ ۷۷۵)

Presented by Ziaraat.Com

شیخ صدوق نے اپنے سلسلۂ سند سے نقل کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاریؒ کا بیان ہے کہ خوارج کے قتال کے بعد امیر المومنینؑ نے مقام براثا پر ہمیں نماز پڑھائی۔ اس وقت ہماری تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی۔ وہاں ایک عیسائی راہب کی خانقاہ بنی ہوئی تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو راہب اپنی خانقاہ سے باہر آیا اور اس نے کہا: اس لشکر کا سالار کون ہے؟

ہم نے امیر المومنینؑ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے سلام کر کے کہا: میرے آقا! کیا آپ نبیؐ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، نبیؐ میرے سردار تھے اور ان کی وفات ہو چکی ہے۔

راہب نے کہا تو کیا آپ نبیؐ کے وصی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

پھر آپ نے راہب سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اور یہ بتاؤ تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے؟

اس نے کہا: مقام براثا پر یہ خانقاہ اسی مقصد کے لیے بنائی گئی تھی اور میں نے سابقہ کتابوں میں یہ بات پڑھی ہے کہ اتنے بڑے مجمع کے ساتھ اس مقام پر یا نبی نماز پڑھے گا یا نبی کا وصی نماز پڑھے گا۔ اب میں اسلام قبول کرتا ہوں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ وہ راہب مسلمان ہو گیا اور ہمارے ساتھ کوفہ کی طرف چل پڑا۔

امیر المومنینؑ نے راہب سے پوچھا یہاں کس نے نماز پڑھی تھی؟

راہب نے کہا: یہاں حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ ماجدہ نے نماز پڑھی تھی۔

حضرتؑ نے فرمایا: میں بتاؤں یہاں کس نے نماز پڑھی تھی؟

راہب نے کہا: ہاں، آپ بتائیں۔

حضرتؑ نے فرمایا: یہاں ابراہیم خلیلؑ نے نماز پڑھی تھی۔

(من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۱، ص ۲۳۲)

Presented by Ziaraat.Com

شیخ عباس قمی نے مقامِ براثا کا تذکرہ کرتے ہوئے اس مقام کی مندرجہ ذیل فضیلتیں درج کی ہیں:

۱۔ خدا کی طرف سے یہ قرار دیا جانا کہ سوائے پیغمبر و وصی پیغمبر کے کوئی اور بادشاہ لشکر کے ہمراہ اس سرزمین پر نہیں اترے گا۔

۲۔ حضرت مریم صدیقہؑ کے گھر کا اس جگہ واقع ہونا۔

۳۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سرزمین ہے۔

۴۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں بی بی مریمؑ کے لیے چشمہ ظاہر ہوا۔

۵۔ اس چشمے کو امیر المومنینؑ کا دوبارہ ظاہر کرنا۔

۶۔ یہاں ایک بابرکت سفید پتھر کا ہونا جس پر حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو لٹایا تھا۔

۷۔ اسی پتھر کا امیر المومنینؑ کے معجزے سے دوبارہ ظاہر ہونا آپ کا اسے قبلہ کی سمت نصب کرنا اور اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔

۸۔ امیر المومنینؑ اور آپ کے دو فرزندان امام حسنؑ و امام حسینؑ کا اس مسجد میں نماز گزارنا۔

۹۔ اس مقام کی بزرگی و تقدس کے پیش نظر امیر المومنینؑ کا یہاں چار دن تک ٹھہرنا۔

۱۰۔ پیغمبروں کا یہاں نماز ادا کرنا اور خصوصاً خلیل خدا حضرت ابراہیمؑ کا اس مسجد میں نماز پڑھنا۔

۱۱۔ یہاں ایک پیغمبر کی قبر کا واقع ہونا اور شاید وہ حضرت یوشعؑ کی قبر ہے کیونکہ شیخ مرحوم کا ارشاد ہے کہ آپ کی قبر کاظمین کے باہر مسجد براثا کے سامنے ہے۔

(مفاتیح الجنان صفحہ ۹۴۴، ۹۴۵)

## ۱۴۵ھ میں شہرِ بغداد کی تعمیر کا آغاز

خلیفہ منصور نے ۱۴۵ھ مطابق ۷۶۲ء میں بغداد کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا اور اس وقت قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

Presented by Ziaraat.Com

''اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ''

زمین کل خدا کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے عنایت کرتا ہے۔

(سورہ اعراف، آیت ۱۲۸)

بابل، موصل، شام، فارس سے کاریگر اور صناع بلوائے گئے۔ چند ریاضی داں عالم مقرر کئے کہ عمارتیں اصول ہندسہ کے لحاظ سے تیار ہوں۔

اسی زمانے میں محمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن بن علیؑ نے خروج کیا کہ جو حسن و جمال میں یوسف ثانی تھے منصور نے انھیں قید کر کے زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ محمد ابن عبداللہ بن حسن بن علیؑ نے جو نفس الذکیہ کہلاتے تھے۔ مدینہ منور میں خروج کیا اور چند روز میں ایک بڑی جمعیت پیدا کر لی۔ بڑے بڑے پیشوایان مذہب حتیٰ کہ امام مالک نے فتویٰ دے دیا کہ ''منصور نے جبراً بیعت لی۔ خلافت نفس ذکیہ کا حق ہے''

منصور نے حمید ابن قحطبہ اور اپنے بھتیجے عیسٰی ابن موسیٰ کو مقابلہ میں بھیجا۔

ماہ رمضان ۱۴۵ھ میں فریقین کے درمیان ایک خوں ریز جنگ ہوئی۔ نفس ذکیہ نے بہت کوشش کی اور مردانگی کی داد دی لیکن مع اپنے جاں نثاروں کے میدانِ کارزار میں کام آئے۔

لیکن منصور کو فتح وظفر کی خبروں کے ساتھ یہ بھی اطلاع ہوئی کہ نفس ذکیہ کے بھائی ابراہیم نے علمِ خلافت بلند کیا ہے۔ جس وقت منصور کو ابراہیم اور ان کی جمعیت وغیرہ کا حال تحقیق ہوا تو سخت گھبرایا۔ عیسٰی کو جو حجاز سے مظفر و منصور واپس آ رہا تھا کہلا بھیجا کہ فوراً بصرہ کی خبر لو۔ ابراہیم نے بصرہ ہی سے خروج کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت منصور اس قدر مضطرب تھا کہ دو مہینے تک کپڑے نہیں بدلے سرہانے سے تکیہ اٹھا لیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ تکیہ میرا ہے یا ابراہیم کا۔

منصور اس قدر بے چین ہو رہا تھا کہ بذات خود کوچ کرتا ہوا کوفہ میں آیا۔ درحقیقت اس وقت اس نے بڑی دور اندیشی سے کام لیا۔ کیونکہ کوفہ ہی ایک ایسی جگہ تھی جہاں سے

Presented by Ziaraat.Com

سادات کو برابر امداد ملتی رہی۔ اس جگہ پہنچ کر خلیفہ نے قرار واقعی بندوبست کیا ارادہ تھا کہ بصرہ کی طرف کوچ کرے کہ خبر ملی ابراہیم شہید ہو گئے۔

منصور بغداد کی طرف واپس آیا۔ اس جگہ عیسیٰ اور حمید ابن قحطبہ نے حاضر ہو کر فتح کی مبارک باد دی اور انعام میں جاگیریں حاصل کیں۔

اس طرف سے فارغ ہو کر منصور نے پھر تعمیر شروع کر دی۔ ۱۴۶ھ ۷۶۳ء میں بغداد کا اس قدر حصہ تعمیر ہو گیا کہ دفاتر سرکاری کوفہ سے اس جگہ منتقل ہوئے۔ چونکہ اس عرصہ میں کوئی حادثہ واقع نہ ہوا۔ اس لیے خلیفہ ہمہ تن اسی کام میں مصروف تھا۔ تعمیر کا کام زور و شور سے جاری تھا۔ ایک لاکھ کاریگر کام پر لگے تھے۔ تین سال کے عرصہ یعنی ۱۴۹ھ ۷۶۶ء کے اختتام پر خلیفہ منصور نے شہر کی تعمیر سے فراغت حاصل کی۔ بغداد کی صورت اس وقت ایک شیر خوار بچہ کی تھی۔ اس کے خط و خال سے یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ عالم شباب میں اس کی کیا شکل ہوگی۔ اگرچہ منصور جس کے ہاتھوں سے اس کی پرورش ہو رہی تھی اس کی درازی عمر کے واسطے دعائیں مانگتا تھا مگر آئندہ قسمت کا حال کسے معلوم تھا۔ خلیفہ نے بغداد کا ڈھانچہ جو کچھ اس وقت کھڑا کیا وہ مدینۃ المنصور کہلاتا تھا۔

## مدینۃ المنصور کا نقشہ

مدینۃ المنصور بالکل دائرہ کی صورت میں تھا۔ یہ طرز تعمیر بالکل نئی تھی اور دنیا میں ایک یہی شہر تھا جو اس وضع پر تعمیر کیا گیا۔ چونکہ خلیفہ کا قول تھا کہ ''بادشاہ کو رعایا میں ہر ایک سے برابر فاصلہ پر رہنا چاہیئے'' اس لیے ماہران فن تعمیرات و علم ہندسہ نے پہلے ایک نقشہ تیار کیا جو بالکل خلیفہ کی خواہش کے مطابق تھا۔ شہر دائرہ کی صورت میں دکھایا گیا تھا جس کا مرکز ایوان شاہی تھا۔

مدینۃ المنصور تین دائروں میں منقسم تھا جن کا مرکز ایک ہی تھا اور یہ مرکز ایوانِ شاہی تھا۔ یہ تین دائرے تین دیواریں تھیں۔ ان دیواروں میں مساوی فاصلہ پر چار دروازے

Presented by Ziaraat.Com

نصب کیے گئے تھے۔ بیرونی دیوار کے گرد ایک خندق کھودی گئی تھی ان دروازوں میں سے باب کوفہ (جنوب مغرب) اور باب بصرہ (جنوب مشرق) نہر فرات کے رخ پر تھے اور باب خراسان (شمال مشرق) دریائے دجلہ کی جانب اور باب شام (شمال مغرب) سے ایک سڑک قصبہ انبار کو جاتی تھی۔ دروازوں کے نام ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا رُخ کس کس طرف تھا۔ بیرونی شہر پناہ میں ہر ایک دروازہ ۲۵۰۰ گز کے فاصلہ پر تھا۔ یعنی بیرونی دیوار تک قطر تقریباً ۳۲۰۰ گز تھا۔ تیسری یعنی اندرونی دیوار تقریباً ۲۰۰۰ گز زمین کا محیط تھی۔ اس زمین پر ابتدا میں صرف ایوان شاہی اور جامع مسجد منصور تھی لیکن رفتہ رفتہ دیگر عمارتیں بھی تعمیر ہوتی گئیں اس دیوار میں بھی اسی طرح چار دروازے تھے۔ جن سے چار سڑکیں ایوانِ شاہی سے جس کو قصر باب الذہب کہتے تھے، وسطی اور بیرونی دیواروں کے چاروں دروازوں سے نکل کر خندق کو عبور کرتی ہوئی جاتی تھیں۔

ان دیواروں کی تعمیر میں زیادہ تر خشت خام ہی استعمال میں آئی تھی۔ ان کا عرض طول معمولی اینٹوں سے بہت بڑا تھا۔ ان کی شکل صورت بھی مختلف تھی۔ بعض مکعب تھیں جو ہر ایک طرف ۱۸ انچ اور ۲۰۰ رطل وزن میں ہوتی۔ اس امر کی تصدیق بخوبی ہو چکی ہے کہ یہ عجیب وغریب اینٹیں کس پیمانہ کی تھیں۔ ایک دفعہ جب مدینۃ المنصور کی دیوار کا کچھ حصہ گرایا گیا تو ایک اینٹ جس پر وزن ۱۷ رطل کندہ تھا۔ تولی گئی تو پوری اُتری۔

وسطی دیوار بہ نسبت بیرونی دیوار سے اونچی تھی۔ درحقیقت یہی شہر پناہ تھی۔ بعض اقوال کے مطابق یہ دیوار ۹۰ فٹ بلند تھی اور بنیاد پر اس کا عرض ۱۵۰ فٹ تھا۔ بلندی کی طرف بتدریج کم ہوتی ہوئی ساڑھے ۳۷ فٹ عرض میں رہ جاتی تھیں۔ طبری کے بیان کے مطابق بیرونی دیوار بنیاد پر ۷۵ فٹ اور اسی طرح ۶۰ فٹ کی بلندی پر ۳۰ فٹ عرض میں تھی۔

وسطی دیوار کے چاروں دروازے لوہے کے تھے۔ ان کی نسبت طبری عجیب وغریب روایتیں لکھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ نے عراق میں ایک شہر زندوردنامی بسایا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اسی شہر کے نزدیک خاندان امیہ کے عہد میں حجاج بن یوسف ثقفی نے ۸۳ھ/۷۰۳ء میں شہر واسط آباد کیا۔ حضرت سلیمانؑ کے حکم سے جنوں نے پانچ آہنی دروازے زندورد کے واسطے بنائے ان کی ساخت سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ انسانی ہاتھ کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔ حجاج نے جب واسط کو آباد کیا تو زندورد سے یہ دروازے لا کر اس جگہ نصب کئے۔ یہ واقعہ ۸۴ھ/ ۷۰۳ء کا ہے۔ اس کے پچاس سال بعد منصور نے یہی آہنی دروازے بغداد کی دیواروں میں لگائے۔

طبری ۳۰۰ھ یعنی مدینۃ المنصور کی تعمیر سے ڈیڑھ سو سال بعد لکھتا ہے کہ یہ دروازے اب بھی موجود ہیں۔ ان میں سے چار تو وسطی دیوار میں اور اور پانچواں باب الذہب یعنی ایوان شاہی میں نصب کیا گیا۔ بیرونی دیوار میں چاروں دروازے مختلف وضع کے تھے۔ باب خراسان میں وہ دروازہ تھا جو شام سے لایا گیا تھا۔ باب کوفہ میں ایک دروازہ کوفہ کا تیار کردہ تھا۔ اسے خالد ابن عبداللہ نے بنایا تھا اور باب شام میں بغداد کا تیار شدہ دروازہ نصب تھا، مگر سب سے کمزور تھا۔ باب بصرہ کی نسبت معلوم نہیں کہ کیا اور کیسا دروازہ تھا۔

وسطی دیوار کے آہنی دروازے، جنوں نے تو نہ بنائے ہوں گے۔ مگر اُن کی ساخت سے اس بات کا شبہ ضرور ہوتا تھا اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ یہ دروازے خلیفہ منصور نے نہیں بنوائے تھے۔ کیونکہ اس کے اپنے تیار کردہ دروازے جو بیرونی دیوار میں نصب تھے بہت بودے تھے اور یہ تھے بھی پرانے۔ غالباً خلیفہ انہیں واسطہ ہی سے لایا ہوگا اور واسط کے لئے انہیں حجاج نے خود تیار نہیں کروایا تھا۔ اس لیے کچھ تعجب نہیں اگر ان کا تاریخی سلسلہ حضرت سلیمانؑ تک پہنچ جائے۔ یہ آہنی دروازے اس قدر بھاری تھے کہ بیسیوں آدمی انہیں کھولنے اور بند کرنے کے وقت لگائے جاتے۔ ان کی بلندی وغیرہ کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک اسوار نیزہ اٹھائے آسانی سے گذر سکتا تھا اور نیزہ کو نیچا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ وسطی دیوار درحقیقت فصیل تھی۔ بیرونی دیوار کے

Presented by Ziaraat.Com

دروازے بھی بودے تھے اور عرض و بلندی میں بھی اس سے نصف تھے۔ خلیفہ نے دور اندیشی سے زیادہ تر اس کی ہی مضبوطی کا خیال کر لیا تھا کہ حملہ کے وقت اگر دشمن خندق کو عبور کر آیا اور بیرونی دیوار پر قابض ہو گیا تو اس دیوار سے جو کہ بیرونی دیوار سے ۳۰ فٹ بلند تھی تیروں اور آتش یونانی کی زد میں آ سکتا ہے۔

وسطی اور بیرونی دیوار کے ہر ایک دروازہ پر ایک ایک بالا خانہ بنا ہوا تھا جسے مجلس کہا کرتے تھے۔ ان میں سے باب خراسان کے جھروکہ میں خلیفہ اکثر بیٹھا نظر آتا۔ باب خراسان کو ان دنوں میں ''باب الدولہ'' بھی کہتے تھے کیونکہ دولت عباسیہ کا ستارۂ اقبال خراسان ہی سے طلوع ہوا تھا۔

سعودی بیان کرتا ہے کہ خلیفہ منصور ایک دفعہ باب الدولہ کے جھروکہ میں بیٹھا ہوا تھا کسی شخص نے ایک تیر مارا۔ تیر خلیفہ کے پاؤں کے قریب آ کر گرا۔ اس میں ایک خط بندھا ہوا تھا جس میں چند سازشوں کا ذکر تھا۔ خلیفہ کو آگاہ کیا گیا تھا کہ ہوشیار رہے۔

بیرونی دیوار کے جھروکے دیوار سے دونوں طرف آگے بڑھے ہوئے تھے باہر کی طرف خندق پر اپنا سایہ ڈالتے تھے۔ ان میں زیادہ تر خشت پختہ ہی سے کام لیا گیا تھا۔

وسطی دیوار کی نسبت بیان ہو چکا ہے کہ عرض وطول و بلندی میں سب سے بڑی تھی کہتے ہیں کہ اس دیوار پر دمدمے اور برج بنے ہوئے تھے۔ ان برجوں اور دمدموں پر سوار بھی جا سکتے تھے۔ ہر ایک جھروکہ کے اوپر ایک ایک سبز رنگ کا گنبد تھا۔ سقف جس پر سونے کا پانی پھرا ہوا تھا اور نقش و نگار سے مرصع تھی، لکڑی کے ستون کے بل کھڑی تھی۔ یہ لکڑی ساگوان کی تھی۔ ہر ایک گنبد پر ایک ایک پرندے کی شکل بنی ہوئی تھی جس کے پروں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہوا کا رخ کس طرف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت اس زمانہ میں اپنی وضع کی پہلی ہی تھی کیونکہ مورخین بیان کرتے ہیں کہ بلحاظ خوبصورتی اور طرز جدید کے اس کا نظیر دنیا میں نہ تھا۔ گنبد کے نیچے ایک ایک کمرہ ۱۸ فٹ چوڑا اور ۳۰ فٹ لمبا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

تینوں دیواروں کے درمیان میں دو سڑکیں تھیں۔ اس طرح ہر ایک دروازے کے سامنے ایک ایک چوک تھا۔ اندرونی اور وسطی دیواروں کا درمیانی فاصلہ ۱۵۰ گز کے قریب تھا اور ہر ایک چوک ایک دروازے سے دوسرے دروازہ تک ایک میل طول میں تھا۔ ان دونوں دیواروں کے درمیانی فاصلہ پر مکانات بازار گلی، کوچے بنے ہوئے تھے۔ اگر چہ ان دونوں دیواروں کا فاصلہ بہ نسبت وسطی اور بیرونی دیوار کے فاصلہ کے کسی قدر کم تھا لیکن آبادی اسی جگہ تھی اور باہر کی زمین خالی چھوڑ دی گئی تھی۔ اس سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ وسطی دیوار ہی درحقیقت شہر پناہ تھی۔ بیرونی دیوار اور اس کا درمیانی فاصلہ اور اوطاق کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔ وسطی اور اندرونی دروازوں میں سے سڑکیں چوک بناتی ہوئی جاتی تھیں اور ہر ایک چوک میں مختلف گلیوں اور بازاروں کا راستہ کھلتا تھا۔ اس جگہ ابتدا میں مکانات صرف خلیفہ کے متعلقین اور ہوا خواہوں ہی کے تھے جنہیں اس جگہ گھر بنانے کے واسطے زمین عطا ہوئی تھی لیکن کسی شخص کو وسطی اور اندرونی دیوار کے ساتھ مکان بنانے کی اجازت نہ تھی۔ ان دیواروں کے ساتھ ساتھ ساڑھے بارہ گز عرض کی سڑکیں شہر کے گرد چلی گئی تھیں۔ ہر ایک گلی اور بازار کے سر پر دروازے نصب تھے۔ ہر ایک بازار اور گلی کوچہ کا نام کسی مشہور و معروف شخص کے نام پر تھا۔ جو اس جگہ کسی عالیشان مکان میں رہتا یا کسی باغ کا مالک ہوتا ان ناموں کی ایک مفصل فہرست یعقوبی نے لکھی ہے مگر چونکہ صرف اسمائے معرفہ ہی ہیں اس لیے اس جگہ ان کا نقل کرنا بے فائدہ ہے۔ ان سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ مدینۃ المنصور کی مختلف جگہوں کے کیا کیا نام تھے۔ جنوب کی طرف ان سڑکوں کے درمیان جو باب بصرہ اور کوفہ سے نکلتی تھیں منصور نے ایک جلسہ گاہ بنائی تھی جسے ''مطبق'' کہتے تھے۔ خلیفہ متوکل کے عہد تک یہ عمارت مغربی بغداد کا قید خانہ تھی۔ اس کے قریب ہی ایک سڑک جاتی تھی۔ جو امام ابو حنیفہ کے نام پر مشہور تھی شہر کے بعض حصے مختلف اور پیشوں کی وجہ سے مشہور تھے۔ مثلاً باب بصرہ اور خراسان کے درمیان ایک بازار سقوں کا مشہور تھا اور اسی طرح ایک جگہ موذّین

Presented by Ziaraat.Com

کی کہلاتی تھی۔

اندرونی دیوار کا محیط کوئی ۶۰۰ گز تھا۔ اس میں بھی بیرونی اور وسطی دیواروں کی طرح اور ان کے مقابل چار دروازے تھے۔ شروع میں تو اس دیوار میں بہت دروازے تھے جو اتنی ہی جگہوں اور بازاروں کے راستوں پر کھلے ہوئے تھے لیکن خلیفہ منصور نے ان سب کو سوائے اول الذکر چار بڑے دروازوں کے بند کروادیا مگر کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ اندرونی دیوار کے کسی دروازے میں سے سوار ہو کر داخل ہو۔ کیونکہ صرف خلیفہ ہی اس جگہ سوار ہو کر باب الذہب کی طرف جاتا تھا۔ ایک دفعہ خلیفہ کا چچا عیسیٰ بن علی بوجہ بیماری کے بہت کمزور ہو گیا۔ عرض کی کہ دروازہ محل تک نصف میل کا سفر پاپیادہ نہیں کر سکتا۔ اجازت ہو تو گھوڑے یا خچر پر سوار ہو جایا کروں۔ خلیفہ نے کہا کہ پالکی پر آیا کرو۔ اس نے جواب دیا کہ شرم آتی ہے کیونکہ یہ عورتوں کی سواری ہے مگر خلیفہ نے اس سے زیادہ کچھ رعایت نہ کی داؤد ابن علی ایک اور چچا مرض نقرس (گنٹھیہ) میں مبتلا تھا۔ اسے بھی پالکی کے سوا کسی اور سواری کی اجازت نہ دی اور اسی طرح ولی عہد سلطنت مہدی کا حال تھا کہ جس وقت اندرونی دروازہ میں داخل ہوتا پالکی پر سوار ہو کر محل کی طرف آتا خلیفہ کا ایک چچا عبدالصمد نامی تھا۔ اس نے بھی اس امر کی خواہش ظاہر کی۔ خلیفہ نے کہا کہ اگر باب الدولہ سے ایک نہر باب الذہب کے تالاب تک لاؤ تو خچر پر سوار ہونے کی اجازت ہے اور خچر بھی وہ جس پر سقے پانی کی مشکیں رکھا کرتے ہیں۔ عبدالصمد ساج کی نالیوں کے ذریعہ خراسانی دروازہ سے پانی لایا اور اسے خچر کی سواری کی اجازت مل گئی۔ اس کے بعد خلیفہ اور نہریں محلات تک کرخیہ اور دوسری نہروں سے لایا۔ چنانچہ پانی کی کثرت تھی کہ کسی موسم میں اس کے متعلق کسی فرد بشر کو شکایت نہ تھی۔

ایک سیاح جو دجلہ کے مغربی کنارہ کی طرف سے مدینۃ المنصور کی سیر کو آنا چاہتا تھا۔ جو صورت دور سے اسے اس شہر کی نظر آتی وہ یہی گمان کرتا کہ ایک عالیشان مضبوط قلعہ کی

Presented by Ziaraat.Com

طرف جارہا ہوں۔ جس کے سبز گنبد دیواروں سے اوپر اٹھے ہوئے ہیں اور جس کی دیواروں کے نیچے دریا کا پانی لہریں لیتا ہے۔ جوں جوں وہ نزدیک آتا اسے قلعہ کی مضبوطی کا یقین ہوتا جاتا۔ وہ اس کی وسعت پر جو چار میل تک تھی حیران ہوتا۔ شہر میں داخل ہونے سے پیشتر وہ خندق پر آتا۔ خندق کو صاف پانی سے بھرا ہوا پاتا۔ پل پر کھڑا ہو کر وہ پانی میں اپنے عکس کو لہریں لیتا ہوا دیکھتا۔ اسے ضرور حیرت ہوتی کہ یہ پانی کہاں سے آتا ہے کیونکہ بظاہر کوئی ذریعہ پانی کی آمد کا نظر نہ آتا۔ تحقیق کرنے پر اسے معلوم ہو جاتا کہ یہ پانی زمین کے اندر ہی اندر نہر کرخیہ سے آتا ہے۔ پل پر کھڑے ہو کر وہ ان مضبوط بندوں کو دیکھتا جو پانی کو دروازوں کی طرف جانے کو روکتے ہیں پل سے گذر کر وہ چاروں دروازوں میں سے کسی ایک میں داخل ہوتا۔ اس کی نگہ اگر کام کرسکتی تو دروازہ میں کھڑا ہو کر وہ دور افق میں قصر باب الذہب کو دیکھتا جو شہر کے عین مرکز میں ایوانِ شاہی تھا۔ بیرونی دیوار کے کسی دروازہ میں داخل ہو کر وہ سیدھا چلا جاتا حتیٰ کہ وسطی دیوار کے کسی دروازہ میں داخل ہوتا۔ جو کچھ وہ اپنے چاروں طرف دیکھتا اس سے اپنی غلطی کا یقین ہو جاتا کہ جسے اب تک وہ ایک قلعہ سمجھ رہا تھا درحقیقت ایک آباد شہر ہے۔ کشادہ بازاروں میں دکانیں لگی ہوئی ہیں۔ جہاں خرید و فروخت کا بازار گرم ہے۔ آگے بڑھ کر اسے عالیشان عمارتیں نظر آتی ہیں۔ جس طرف وہ نظر اٹھا کر دیکھتا دیر تک اسی طرف دیکھتا پڑتا لیکن ابھی تک باب الذہب جو اسے شروع ہی میں نظر پڑا تھا اس کے سامنے ہے سورج کی کرنیں اس کے سنہرے دروازہ پر پڑتی ہیں اور ایسا نظارہ پیش نظر ہے کہ اس کا قدم اسی طرف اٹھتا ہے۔ مسافر اپنے سامنے ایک دیوار کو دیکھتا ہے دروازے سے گذر کر وہ اس وقت دیوار کو اپنے گرد ۶۰۰ گز کے محیط میں دیکھتا ہے۔ اس جگہ وہ کبھی جامع مسجد کو دیکھتا ہے۔ جو ایوان شاہی کے پہلو میں ہے اور کبھی دارالسلام کی طرف نظر اٹھاتا ہے اور کبھی ان محلات کو حیرت زدہ ہو کر دیکھتا ہے جس میں خلیفہ کے متعلقین رہتے ہیں۔

مدینۃ المنصور کے عین وسط میں ایوان شاہی جسے "قصر باب الذہب" کہتے تھے اور

Presented by Ziaraat.Com

اس کے پہلو میں جامع مسجد منصور تھی، ان کے گرد سوائے جانب "باب شام" خالی جگہ پڑی تھی۔ خلیفہ کا ارادہ تھا کہ اس جگہ صرف اس کے متعلقین اور شاہی افسروں کے مکانات ہوں۔ باب شام کی طرف دو اور عمارتیں تھیں۔ ان میں سے ایک میں تو شاہی گارڈ اور دوسری میں پولیس افسر رہتے تھے لیکن جس وقت یعقوبی نے بغداد کے حالات لکھے ہیں اس وقت ان دونوں عمارتوں میں لوگ وقتاً فوقتاً نماز پڑھا کرتے تھے اور قصر اور مسجد کے گرد خلیفہ کے متعلقین اور دیگر فوجی افسروں اور امراء و وزراء کے مکان تھے۔

## قصرِ بابُ الذہب

قصر باب الذہب ۲۰۰ مربع گز رقبہ زمین پر واقع تھا۔ قصر باب الذہب کے عین وسط میں ایک سبز رنگ کا گنبد تھا۔ اسی وجہ سے باب الذہب کو "قبۃ الخضرا" بھی کہتے تھے۔ یہ گنبد زمین سے ۱۲۰ فٹ کی بلندی پر تھا۔ اس کی چوٹی پر ایک سوار کا بت تھا۔ سوار گھوڑے پر نیزہ تانے ہوئے تھا۔ خطیب لکھتا ہے کہ یہ ایک طلسم تھا۔ جسے حکما نے باندھا تھا۔ سوار نیزے کے اشارے سے اس سمت کو بتلا رہا تھا جس طرف سے خلیفہ کے دشمنوں نے آنا تھا۔ یاقوت اس روایت پر خوب ہنسی اڑاتا ہے اور لکھتا ہے کہ خطیب کو ایسی بے سرو پا روایتیں اور حکایتیں جو "بلیناس" ہی کے لائق ہیں لکھنی زیبا نہیں تھیں۔ ایسی لغو باتوں سے اسلام کی شان بڑھ نہیں جاتی۔ یہ تو سفید جھوٹ ہے اور فریب آلود باتیں ہیں۔ گنبد کے نیچے فرش قصر پر ایک ۳۰ مربع فٹ کمرہ تھا۔ اس کی چھت بھی ۳۰ فٹ بلند تھی۔ اس چھت پر اتنا ہی لمبا چوڑا ایک اور کمرہ تھا۔ اس کی چھت بھی سبز گنبد تھی۔ پہلے کمرہ کے سامنے ایرانی وضع کا ایک ایوان تھا۔ جس پر فرش سے ۴۵ فٹ بلند محراب تھی۔ ایوان ۳۰ فٹ چوڑا تھا۔

یہ پہلا قصر تھا، جو خلیفہ منصور نے مدینۃ المنصور میں تعمیر کروایا۔ کچھ سال بعد باب خراسان کے باہر ایک اور محل جو خلد کے نام سے مشہور ہوا۔ باب الذہب میں خلیفہ منصور اور اس کے جانشین ملکی معاملات بھگتایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہارون رشید اکثر قصر خلد میں رہا

Presented by Ziaraat.Com

کرتا تھا مگر ''امین'' نے پھر باب الذہب میں رہائش اختیار کی۔ اور اس پر کچھ اور بھی ایزاد کی جسے ابوجعفر جریر طبری ''جناح'' کے نام سے موسوم کرتا ہے اور جنگ کی نوبت پہنچی تو بد قسمت امین اسی باب الذہب میں محصور تھا اور مامون کی فوجوں نے اسی مدینۃ المنصور کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس محاصرہ کی وجہ سے مدینۃ المنصور کو سخت نقصان پہنچا لیکن اس کے ایک سو سال بعد بھی ''قبۃ الخضرا'' قائم تھا۔ لیکن امینؔ کے قتل کے بعد باب الذہب ہمیشہ کے واسطے ویران اور غیر آباد رہا۔

۳۳ سال کے بعد جامع منصور جو اس کے پہلو میں تھی اور وسعت دی گئی اس لیے قصر کا اکثر حصہ گرا دیا گیا مگر گنبد سبز کو اسی طرح چھوڑا گیا۔ حتیٰ کہ ۳۲۹ھ/۹۴۱ء میں وہ بھی سربسجود ہوگیا۔ یعقوبی اور طبری، خطیب اور یاقوت بیان کرتے ہیں کہ ۳۲۹ھ میں بغداد میں بڑے زور وشور کی بارشیں ہوئیں۔ دجلہ میں طغیانیاں آئیں۔

جمادی الثانی کی رات کو جب کہ اس پر گھنگور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور تمام بغداد پر گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ رعد اس زور سے گرجا اور بجلی بھی چمکی کہ دل دھل گئے۔ قبۃ الخضرا کو آگ لگی ہوئی تھی اور تمام گنبد بھی بجلی کے صدمہ سے پھٹ گیا تھا۔

مسجد کو باب الذہب کے پہلو میں تھی جسے خلیفہ منصور ہی نے تعمیر کروایا تھا لیکن محراب ٹھیک قبلہ رخ نہ تھی۔ وجہ یہ کہ قصر کی تعمیر کے بعد اس کی تعمیر کا خیال آیا۔ اگر قبلہ رو کھڑے ہوں تو مسجد باب الذہب کے جنوب مشرق کی طرف نظر آتی تھی اور بغداد سے مکہ قریب جنوب مغرب کی طرف تھا۔ یا بقول مورخین کے زیادہ تر بہ نسبت عین جنوب مغرب کے باب بصرہ کی طرف تھا۔

ابتدا میں مسجد کا رقبہ صرف ۱۰۰ مربع گز تھا اور تعمیر بھی خشت خام سے ہوئی تھی لکڑی کے ستون چھت کو سہارا دیتے تھے۔ اکثر ستونوں میں دو یا دو سے زیادہ لکڑی کے شہتیر جوڑے ہوئے تھے اور ان پر لوہے کے پترے چڑھے ہوئے تھے لیکن پانچ چھ ستون ایسے بھی تھے کہ

Presented by Ziaraat.Com

صرف ایک ایک درخت کے تنے سے بنے ہوئے تھے۔قریباً ۵۰ سال تک یہ مسجد اسی حال میں رہی۔خلیفہ ہارون الرشید نے اسے گرا کر از سر نو خشت پختہ سے تعمیر کروایا۔خطیب لکھتا ہے کہ مسجد کے دروازہ پر ایک کتبہ تھا۔جس پر خلیفہ ہارون الرشید اور معماروں کے نام بقید تواریخ ''۱۹۲ھ میں کام شروع ہوا اور ۱۹۳ھ میں ختم ہوا'' لکھا تھا۔خطیب نے اس مسجد کو ۴۵۰ھ مطابق ۱۰۵۸ء میں دیکھا۔

(خلاصہ: تاریخ بغداد جلد ۱، تاریخ طبری، تاریخ یعقوبی، معجم البلدان، تاریخ مسعودی)

## جی لی اسٹرینج کی تحقیق

انگریز محقق جی لی اسٹرینج نے قدیم بغداد کے جغرافیہ پر تحقیق کی تھی۔عہد عباسی کے بغداد کی جو تفصیل اس نے لکھی ہے وہ کسی دوسری کتاب میں اتنی وضاحت کے ساتھ دیکھنے میں نہیں آئی۔وہ بغداد کی نہروں، سڑکوں، محلاتِ شاہی کی تفصیل اس طرح بیان کرتا ہے:۔

سب سے پہلی بڑی نہر جو فُرات سے نکل کر دجلَہ میں گرتی تھی خلیفہ منصور عباسی نے ۱۴۵ھ (۷۶۲ء) میں اپنے شہر مُدَوَّد کی بنیاد ڈالی جو آخر میں بغداد بن گیا۔اس ابتدائی شہر کے چار دروازے ایک ایک عربی میل کے مساوی فاصلے پر تھے اور ہر ایک دروازے سے ایک ایک شاہراہ نکلتی تھی۔آئندہ زمانے میں انہیں چاروں سڑکوں پر شہر کی بیرونی آبادی قائم ہوتی چلی گئی اور یہ تمام آبادی بھی اس عظیم الشان دارالخلافہ کے وسیع حلقہ میں آ گئی۔ان چاروں دروازوں کے نام حسب ذیل تھے:۔(۱) جنوب مشرق میں بَابِ بَصْرَہ۔یہ اس آبادی میں واقع تھا جو دریائے دِجلہ کے کنارے اس جگہ پر تھی جہاں سے نہر عیسیٰ نکلتی تھی۔(۲) جنوب مغرب میں باب کوفہ یہاں سے جنوب کی سمت ایک سڑک نکلتی تھی اور یہی سڑک مکہ معظّمہ کو جاتی تھی۔(۳) شمال مغرب میں بابُ الشام جہاں سے ایک شاہراہ بائیں طرف فرات کے کنارے شہر انبار کو اور دائیں طرف دجلہ کے مغربی کنارے کے شہروں کو جاتی تھی، جو بغداد سے شمال میں واقع تھے۔(۴) باب خراسان یہاں سے ہو کر کشتیوں کے بڑے پل

Presented by Ziaraat.Com

کو ایک راستہ دریا اترنے کے لئے جاتا تھا۔ اس پل سے مسافر مشرقی بغداد میں آتا تھا۔ جو پہلے منصور عباسی کے بیٹے اور جانشین مہدی کے نام پر مدینۃ المہدی مشہور تھا۔ مہدی نے اپنے محل یہیں بنوایا تھا اور مشرقی بغداد کی عالیشان جامع مسجد تعمیر کرائی تھی۔ یہ مشرقی شہر تین حصوں میں منقسم تھا۔ پل کے سرے کے قریب کا حصہ رُصَافہ کہلاتا تھا، دوسرا حصہ شماسیہ تھا، جو رُصَافہ سے شمال میں دریا کے کنارے تھا، تیسرا حصہ مخرم زصافتہ کی جنوب کی طرف تھا۔ مشرقی بغداد کے ان تینوں محلوں کے گرد نصف دائرے کی شکل کی ایک فصیل تھی، جو دریا کے کنارے شماسیہ کے شمال سے شروع ہوکر مخرم کے جنوب میں دریا کے کنارے ختم ہوجاتی تھی۔ اسی مشرقی بغداد کے وسطی اور تنگ حصہ سے خراسان والی بڑی سڑک کا ابتدائی حصہ گزرتا تھا۔ یہ سڑک شہر مدور کے باب خراسان سے شروع ہوکر دریا اترتی ہوئی مشرقی بغداد کے باب خراسان سے (جو اس نام کا دوسرا دروازہ تھا) گزرتی تھی، اور یہاں سے جیا کہ اس کتاب کے پہلے باب میں بیان ہوا ہے یہ بڑی سڑک مشرق میں اسلامی سلطنت کے انتہائی حدود تک پہنچتی تھی۔

شہر مدور کے باب کوفہ سے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، کوفہ یا حاجیوں کی سڑک نکلتی تھی جس کا رُخ جنوب کی سمت تھا۔ اس دروازے کے باہر کی آبادی جس کا پھیلاؤ کم وبیش ایک فریخ تھا کرخ کہلاتی تھی۔ باب محول کے باہر کی آبادی دارالخلافہ کے مغرب کی طرف واقع تھی، اور بابِ کوفہ اور بابُ الشام دونوں سے ہوکر اس کو راستہ جاتا تھا۔ ان دروازوں کی دونوں سڑکیں مل کر وہ بڑی مغربی شاہراہ پیدا ہوجاتی تھی جو محول کی بستی سے گزرتی ہوئی انبار کو جاتی تھی۔ باب الشام کے شمال میں حربیہ کی آبادی تھی جو جنوب میں کرخ کی آبادی سے ہم پلہ تھی۔ حربیہ کے پار مغربی بغداد کے شمالی قبرستان تھے، جو دریا کے ایک خم کی وجہ سے دو طرف پانی سے گھرے ہوئے تھے۔ یہی قبرستان بعد میں کاظمین کے نام سے مشہور ہوئے کیونکہ یہاں شیعوں کے دو اماموں کے مزار ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

بغداد کا شہر چار بستیوں کے مرکز میں واقع تھا، ان چار بستیوں میں سے دو بستیاں دجلہ کے ایک کنارے پر اور دو دوسرے کنارے پر تھیں۔ مغربی کنارے قطربل کی بستی نہر عیسیٰ کے شمال میں اور بادرُ دیا اسی نہر کے جنوب میں واقع تھی، مشرقی کنارے پر نہر بوق کی آبادی خراسان کی شاہراہ کے شمالی جانب واقع تھی اور کلواذا کی بستی جنوب میں تھی کلواذا کی بڑی بستی دریا کے کنارے پر مشرقی بغداد کے انتہائی جنوبی دروازے سے ذرا فاصلے پر تھی۔ بغداد ہی سے جو اسلامی سلطنت کی سڑکوں کا مرکز تھا، دو سڑکیں نکلی تھیں ایک جنوب میں اور دوسری مغرب کی سمت جاتی تھی، اور انہوں نے یہ مختلف رُخ شہر مدور کے بابِ کوفہ کے سامنے اختیار کئے تھے اور دونوں سڑکیں شمال اور مشرق کو جاتے ہوئے مشرقی بغداد سے گزرتی تھیں اور کشتیوں کے پل کے آخری حصہ سے شروع ہوتی تھیں۔ جنوبی سڑک جو کوفہ (اور مکہ معظمہ) کو جاتی تھی، کرخ سے تھوڑی دور آگے بڑھ کر نہر صرصر کے کنارے کے شہر صرصر دوسری بڑی نہر تھی، جو فرات کو دجلہ سے ملاتی تھی اور جنوب میں نہر عیسیٰ کے بالکل متوازی بہتی تھی۔ مغرب یا انبار کی سڑک باب کوفہ سے رُخ بدلنے اور براثا کی آبادی میں سے گزرنے کے بعد کم وبیش ایک فرسخ (تین میل) آگے بڑھ کر محول کے شہر تک پہنچتی تھی، جو نہر عیسیٰ پر واقع تھا، جیسا کہ ذکر ہوا مشرقی یعنی خراسانی سڑک مشرقی بغداد کے بابِ خراسان یعنی محرم کے شمال سے شروع ہوتی تھی۔ اس سڑک پر سب سے پہلا جسر نہر دان کا پل تھا، جو اسی نام کی نہر کے کنارے پر آباد تھا، باقی رہی شمالی شاہراہ یہ شماسیہ کی آبادی میں سے ہو کر مشرقی بغداد کے باب بردان سے گزرتی ہوئی تھوڑی ہی سی مسافت کے بعد بردان کے شہر کو پہنچتی تھی، جو دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر واقع تھا۔ یہاں سے آگے بڑھ کر دریا کے بائیں کنارے سے یہ شاہراہ سامرا اور شمالی میسوپوٹیمیا کے دوسرے شہروں کو جاتی تھی۔

عباسی خلافت کے پنج صد سالہ دور میں بغداد کا شہر بڑھتا بھی گیا اور اس کے بعض حصے غیر آباد ہو کر ویران بھی ہوتے گئے، اس لئے شہر اور اس کی بیرونی آبادیوں کا نقشہ اُس

Presented by Ziaraat.Com

زمانے میں بہت کچھ بدلتا رہا۔اوپر جس بغداد کا ذکر ہوا ہے وہ ہارون الرشید کے عہد کا بغداد ہے۔اس خلیفہ کی وفات کے بعد جو خانہ جنگی ہوئی وہ شہر مدر کی بربادی کے باعث بنی۔ ۲۲۱ھ (۸۳۶ء) میں مستقر خلاف سامرا کو منتقل ہوا اور اس کے بعد سات خلفاء کے عہد میں بغداد کی حیثیت ایک معمولی سے شہر کی رہ گئی۔آخر کار جب ۲۷۹ھ (۸۹۲ء) میں سامرا کو ترک کر کے خلیفہ نے پھر پُرانے دارالخلافہ میں سکونت اختیار کی، تو اس مرتبہ مشرقی بغداد کو دارالخلافہ بننے کا فخر حاصل ہوا۔اب یہاں بہت سے نئے نئے محلات تیار ہو گئے۔شہر مدور رفتہ رفتہ ویران ہوتا گیا اور اس کی گزشتہ شان وشوکت کا وارث مشرقی بغداد بنا۔اس کے بعد پورے چار سو برس، یعنی تاتاریوں کی یورش تک، خلفا نے آبِ دجلہ کے مشرقی کنارے پر مستقل سکونت رکھی۔

ان بعد کے خلفاء کے محلات محرم کی جنوبی زمیوں پر تعمیر ہوئی تھی اور محرم ان تینوں بستیوں میں سے جو ہارون الرشید کے عہد میں مشرقی بغداد کی فصیل کے اندر واقع تھیں۔ سب سے زیادہ نشیب میں تھا۔جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں یہ تینوں بستیاں اُجڑ چکی تھیں لیکن اب نئے محلات کے گرد نئے آبادیاں قائم ہوگئیں اور پھر ان سب بستیوں کے گرد بہت جلد نصف دائرہ کی شکل کی ایک فصیل کھینچ دی گئی تھی۔مشرقی بغداد کی یہ نئی فصیل جس کے اندر پُرانے محرم کا ایک حصہ آ گیا تھا، محلوں کے شمال میں دریا کے کنارے سے شروع ہو کر جنوب میں دریا کے کنارے پر (کلواذا کے قریب) ختم ہوئی تھی اور خلیفہ مستظہر کے حکم سے ۴۸۸ھ (۱۰۹۵ء) میں تعمیر ہوئی تھی۔اگر چہ اس فصیل کی متعدد مرتبہ مرمت بھی ہو چکی تھی۔ لیکن ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) کے تاتاری طوفان کو نہ روک سکی اور عباسی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وقت بھی یہ فصیل شکستہ صورت میں موجود ہے اور اس کے وسیع حلقے میں دارالخلفاء کے چند آثار جو زمانہ کی دست برد سے بچ گئے ہیں، اب تک باقی ہیں۔اب بھی یہ شہر پناہ موجودہ بغداد کی، جو عراق کا صدر مقام ہے، حفاظت کر رہی ہے۔

(جغرافیہ خلافت مشرقی صفحہ ۴۰ تا ۴۴)

Presented by Ziaraat.Com

﴿باب ۔۳﴾

# امامینِ کاظمینؑ کی اسیری اور شہادت

## امام موسیٰ کاظمؑ زندانِ بغداد میں

امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت ۲۵ رجب ۱۸۳ھ میں بغداد میں سندی بن شاہک کی قید میں واقع ہوئی آپؑ کی عمر اس وقت پچپن سال اور کافی کی روایت کے مطابق ۵۴ سال تھی آپ کی عمر بیس سال تھی جب امامت آپ کی طرف منتقل ہوئی اور آپ کی امامت کی مدت ۳۵ سال تھی کہ جس میں سے کچھ تو منصور کی حکومت کے بقیہ دنوں میں اور اس کے بعد دس سال اور کچھ دن مہدی کی خلافت کے زمانہ کے تھے۔ اس نے حضرت کو عراق بلایا اور قید میں رکھا، لیکن بہت سے معجزات دیکھنے کی بناء پر وہ آپ کو اذیت و تکلیف دینے کی جرات نہ کر سکا اور حضرت کو مدینہ واپس بھیج دیا اور اس کے بعد ایک سال اور کچھ دن ہادی کی خلافت وحکومت کے تھے وہ بھی حضرت کو کوئی تکلیف نہیں دے سکا۔

## ہادی کی قید میں

صاحب عمدۃ الطالب کہتا ہے کہ ہادی نے حضرت کو گرفتار کر کے قید میں رکھا تو امیر المومنینؑ کو عالم خواب میں دیکھا کہ آپ نے اس سے فرمایا **فھل عیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم** پس کیا یہ امر قریب ہے کہ اگر تم والی ہو گئے تو زمین پر فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے۔

جب بیدار ہوا تو حضرت کا مقصد سمجھ لیا تو حکم دیا کہ امام موسیٰ کاظمؑ کو قید سے رہا کر دیا

Presented by Ziaraat.Com

جائے۔ کچھ مدت کے بعد دوبارہ اس نے چاہا کہ حضرت کو قید کرے، لیکن اجل نے اسے مہلت نہ دی اور وہ ہلاک ہو گیا۔

(عمدۃ الطالب صفحہ ۱۸۱)

## امام موسیٰ کاظمؑ کو بغداد بلانے کی سازش

شیخ طوسی اور دوسرے علماء نے روایت کی ہے کہ جب ہارون نے چاہا کہ امر خلافت اپنی اولاد کے لیے محکم کرے تو اس نے اپنے چودہ بیٹوں میں تین کا انتخاب کیا۔ پہلے اس نے محمد امین کو جو زبیدہ کا بیٹا تھا اپنا ولی عہد بنایا اور اس کے بعد عبداللہ مامون کے لیے اور اس کے بعد قاسم موتمن کے لیے خلافت قرار دی اور چونکہ اس نے جعفر بن محمد بن اشعث کو زبیدہ کے بیٹے کا مربی مقرر کیا تھا تو یحییٰ برمکی جو کہ ہارون کا وزیر اعظم تھا، اس نے سوچا کہ اگر ہارون کے بعد خلافت محمد امین کی طرف منتقل ہوگئی تو ابن اشعث اس کے اختیارات کا مالک ہو جائے گا اور حکومت میری نسل سے خارج ہو جائے گی، لہٰذا وہ ابن اشعث کی تباہی کے درپے ہوا اور بارہا وہ ہارون کے سامنے اس کی برائی کرتا، یہاں تک کہ اسے تشیع اور امام موسی کاظمؑ کی امامت کے اعتقاد کی نسبت دی اور کہا کہ وہ محب دموالی ہے امام موسیٰ کاظمؑ کا اور اسے خلیفہ عصر سمجھتا ہے اور جو کچھ اس کے پاس آتا اور اس کا خمس حضرت کے ہاں بھیجتا ہے اور ان شورانگیز باتوں سے ہارون کو حضرت کی فکر میں ڈالا یہاں تک کہ ہارون نے ایک دن یحییٰ اور دوسرے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم آل ابوطالبؑ میں سے کسی ایسے شخص کو جانتے ہو کہ جسے میں بلاؤں اور موسیٰ بن جعفرؑ کے کچھ حالات اس سے پوچھوں تو انہوں نے ایک شخص معین کیا، پس خلیفہ کے حکم سے انہوں نے اسماعیل کے بیٹے کی طرف خط لکھا اور اسے بلایا، جب آنجناب اس چیز سے باخبر ہوئے تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ میں تیرا قرض ادا کروں گا اور تیرے اخراجات کا کفیل ہوں گا۔ اس نے قبول نہ کیا اور کہنے لگا مجھے کوئی وصیت کیجئے۔

آپ نے فرمایا میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ میرے خون میں شریک نہ ہونا اور میری

Presented by Ziaraat.Com

اولاد کو یتیم نہ کرنا۔ دوبارہ اس نے کہا کہ وصیت کریں۔

حضرت نے دوبارہ یہی وصیت فرمائی تین مرتبہ تک، پس تمیں دینار طلائی اور چار ہزار درہم اسے عطا فرمائے۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت نے حاضرین سے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ میرا خون بہانے میں کوشش کرے گا اور میرے بچوں کو یتیمی میں مبتلا کرے گا۔

لوگوں نے عرض کیا فرزند رسولؐ اگر ایسا ہے تو پھر کیوں اس کے ساتھ آپ احسان کرتے ہیں اور اتنا زیادہ مال اسے دیتے ہیں تو فرمایا: **حدثنیٰ ابی عن اباته عن رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ان الرحم اذا قطعت فوصلت قطعها الله۔**

میرے آباء واجداد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب انسان اپنے کسی رحم کے ساتھ احسان کرے اور وہ اس کے مقابلہ میں بدی کرے اور یہ شخص اس سے اپنے احسان کو قطع نہ کرے تو خداوند عالم اس سے اپنی رحمت کو منقطع کر دیتا ہے اور اسے اپنے عقاب وعقوبت میں گرفتار کر دیتا ہے۔

بہرحال جب وہ بغداد میں پہنچا تو یحییٰ بن خالد برمکی اسے اپنے گھر لے گیا اور اس سے طے کیا کہ وہ جب ہارون کے دربار میں جائے تو حضرت کی طرف چند ایسی چیزوں کی نسبت دے کہ جس سے ہارون کو غصہ آ جائے۔ پس اسے ہارون کے پاس لے گئے۔ جب وہ اس کے دربار میں حاضر ہوا تو سلام کیا اور کہنے لگا کہ میں نے ہرگز یہ نہیں دیکھا کہ ایک وقت میں دو خلیفہ ہوں۔ آپ اس شہر میں خلیفہ ہیں تو موسیٰ کاظمؑ مدینہ میں خلیفہ ہیں۔ لوگ اطراف عالم سے اس کے لیے خراج لے آتے ہیں۔ اس نے خزانے جمع کر لئے ہیں اور ایک جائیداد اس نے تمیں ہزار درہم کی خرید کی ہے اور اس کا نام یسیرہ رکھا ہے۔

پس ہارون نے دولاکھ درہم کا حوالہ دیا کہ وہ اسے دیئے جائیں، جب وہ بدبخت اپنے گھر لوٹا تو اس کے حلق میں درد پیدا ہوا اور وہ ہلاک ہو گیا اور اسے زر و مال سے نفع نہ اٹھا سکا۔

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ا صفحہ ۶۹)

Presented by Ziaraat.Com

دوسری روایت میں ہے کہ چند دن کے بعد اسے پیچش عارض ہوئی اور اس کی تمام آنتیں باہر نکل آئیں اور جس وقت اس کے لیے زرومال لے آئے تو وہ حالت نزع میں تھا اور اس رقم سے حسرت دیاس کے علاوہ اس کو کچھ نہ ملا اور وہ رقم دوبارہ خلیفہ کے خزانہ میں چلی گئی۔

(غیبہ طوسی صفحہ ۲۲)

بہر حال اسی سال جو کہ ۱۷۹ھ تھا ہارون اپنی اولاد کی خلافت مستحکم کرنے کے لیے امام موسیٰ کاظمؑ کی گرفتاری کے ارادہ سے حج کے لیے آیا اور اطراف ملک میں فرمان جاری کیے کہ علماء وسادات اعیان واشراف سب مکہ میں حاضر ہوں تاکہ وہ ان سے بیعت لے اور اس کی اولاد کی ولی عہدی اس کی قلمرو کے تمام شہروں میں پھیل جائے، پہلے وہ مدینہ طیبہ میں آیا۔

یعقوب بن داؤد روایت کرتا ہے کہ جب ہارون مدینہ میں آیا تو میں ایک رات یحییٰ برمکی کے گھر گیا اور اس نے نقل کیا کہ آج میں نے سنا کہ ہارون رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس گیا اور ان سے خطاب کر کے کہنے لگا۔ میری ماں باپ آپ پر قربان جائیں اے اللہ کے رسولؐ۔ میں معذرت چاہتا ہوں اس امر میں کہ جس کا میں نے موسیٰؑ بن جعفرؑ کے معاملہ میں ارادہ کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے قید کردوں، چونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ فتنہ وفساد برپا کرے کہ جس سے آپ کی امت کا خون بہے۔

یحییٰ کہنے لگا مجھے یہی خیال ہے کہ کل انہیں گرفتار کرے گا۔ جب دن ہوا تو ہارون لعین نے فضل بن ربیع کو بھیجا جب کہ حضرت اپنے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ اثنائے نماز میں آپ کو گرفتار کر کے کھینچتے ہوئے مسجد سے باہر لے گئے اور حضرت اپنے جد بزرگوار کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے۔ اے خدا کے رسولؐ آپ سے میں شکایت کرتا ہوں اس چیز کی جو آپ کی اُمت بدکردار سے آپ کے اہلبیت باوقار کو پہنچ رہی ہے۔ لوگوں نے ہر طرف سے آواز گریہ ونالہ وفغان بلند کی۔ جب اس امام مظلوم کو ہارون کے پاس لے گئے تو اس نے آنجناب کو بہت برا بھلا کہا (نعوذ باللہ) اور حکم

Presented by Ziaraat.Com

دیا کہ حضرت کو قید کیا جائے اور دو محمل ترتیب دیئے تا کہ یہ معلوم نہ ہو کہ آنجناب کو کس طرف لئے جا رہے ہیں ایک محمل کو بصرہ کی طرف اور دوسرا بغداد کی جانب روانہ کیا اور حضرت اس محمل میں تھے کہ جو بصرہ کی طرف بھیجا تھا اور حسان سروی کو آپ کے ہمراہ بھیجا تھا تا کہ وہ آپ کو بصرہ میں عیسیٰ بن جعفر بن ابو جعفر منصور (جو کہ بصرہ کا امیر اور ہارون کا چچازاد بھائی تھا) کے سپرد کرے۔

(جلاء العیون جلد۲ صفحہ۴۰۲)

## عیسیٰ بن جعفر کی قید میں (بصرہ)

ذی الحج کی سات تاریخ کو ترویہ سے ایک دن پہلے آپ کو بصرہ میں داخل کیا گیا اور دن کے وقت علی الاعلان عیسیٰ کے سپرد ہوئے۔ عیسیٰ نے حضرت کو اپنے مکان کے ایک کمرے میں جو کہ اس کے دیوان خانہ کے قریب تھا قید کر دیا اور عید کی فرخ وسرور وخوشی میں مشغول ہوا۔ دن میں دو مرتبہ اس کمرے کا دروازہ کھولتے تھے۔ ایک دفعہ اس لیے کہ آپ باہر آ کر وضو کر لیں اور دوسری دفعہ جب کہ آپ کے لیے کھانا لاتے تھے۔

محمد بن سلیمان نوفلی کہتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک منشی جو کہ عیسائی تھا اور بعد میں اس نے اظہار اسلام کر لیا تھا میرا دوست تھا ایک دفعہ کہنے لگا کہ یہ عبد صالح اور خدا کے شائستہ بندے یعنی موسیٰ بن جعفرؑ جن دنوں اس مکان میں قید تھے تو آپ نے لہو ولعب ساز وسوز اور قسم قسم کے خواہش ومنکرات سنے کہ میں گمان نہیں کرتا کہ ان چیزوں نے کبھی بھی آپ کے دل میں خطور کیا ہو۔

(جلاء العیون جلد۲ صفحہ۴۰۳)

بہر حال ایک سال تک آپ عیسیٰ کہ قید میں رہے بارہا، ہارون نے اسے لکھا کہ وہ آنجناب کو زہر دے دے، اس نے جرأت نہ کی کہ اس امر قبیح پر اقدام کرے اور اس کے کچھ دوستوں نے بھی اسے اس چیز سے منع کیا۔ جب آپ کی قید کی مدت اس کے ہاں طویل

Presented by Ziaraat.Com

ہوگئی تو عیسیٰ نے ہارون کو خط لکھا کہ موسیٰ کی قید کی مدت میرے ہاں طویل ہوگئی ہے اور میں اس کے قتل کا اقدام نہیں کروں گا۔ میں جتنا بھی اس کے حالات کا تفحص و جستجو کرتا ہوں تو سوائے عبادت تفرع وزاری اور ذکر ومناجات با قاضی الحاجات کے کچھ نہیں سنتا اور میں نے ہرگز نہیں سنا کہ آپ پر یا مجھ پر یا کسی اور شخص پر اس نے نفرین کی ہو یا ہماری کسی برائی کو یاد کیا ہو، بلکہ وہ تو ہمیشہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہے وہ دوسرے کی طرف التفات نہیں کرتا، کسی کو بھیج دو تا کہ میں آنجناب کو اس کے سپرد کردوں ورنہ میں انہیں رہا کردوں گا۔ اب مزید انہیں قید میں رکھنا تکلیف دینا میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا۔

(جلاء العیون جلد۲ صفحہ ۴۰۵)

عیسیٰ کا ایک جاسوس جو حضرت کے حالات کی نگرانی پر موکل تھا بیان کرتا ہے کہ دن کے وقت زیادہ تر آپؑ سے سنتا کہ مناجات قاضی الحاجات میں عرض کرتے خدایا میں ہمیشہ تجھ سے سوال کرتا تھا کہ زاویہ خلوت اور گوشۂ تنہائی اور فراغ خاطر اپنی عبادت و بندگی کے لیے مجھے عطا فرما۔ اب میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے میری دعا کو شرف قبولیت بخشا ہے۔ جو کچھ میں چاہتا تھا تو نے عطا فرمایا ہے۔

(منتہی الآمال جلد۲ صفحہ ۵۳)

## فضل بن ربیع کی قید میں

جب عیسیٰ کا خط ہارون کو ملا تو اس نے کسی کو بھیجا جو آپ کو بصرہ سے بغداد لے گیا اور فضل بن ربیع کے پاس قید کر دیا اور اس مدت قید میں ہمیشہ آپ عبادت میں مشغول رہتے اور زیادہ تر آپ سجدہ میں رہتے۔

شیخ صدوق نے روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ دس سال سے زیادہ عرصہ تک ہر روز سورج نکلنے کے بعد سر سجدہ میں رکھتے اور سورج کے زوال تک دعا و تضرع میں مشغول رہتے اور جن دنوں آپ قید میں تھے بسا اوقات ہارون اس مکان کی چھت پر جاتا اور اس کمرے

Presented by Ziaraat.Com

میں نگاہ کرتا کہ جس میں حضرت قید تھے تو ایک کپڑا دیکھتا کہ زمین پر پڑا ہے اور کوئی شخص اسے نظر نہ آتا۔ ایک دن ربیع سے کہنے لگا کہ یہ کپڑا کیسا ہے جو کہ میں اس کمرے میں دیکھتا ہوں۔ ربیع نے کہا یہ کپڑا نہیں، بلکہ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں جو سورج نکلنے کے بعد سجدہ میں چلے جاتے ہیں اور زوال تک سجدہ میں رہتے ہیں۔

ہارون کہنے لگا بیشک یہ شخص راہب و عابد بنی ہاشم ہے۔ ربیع نے کہا کہ جب آپ جانتے ہیں کہ وہ ایسا ہے تو پھر کیوں اسے اس تنگ قید خانے میں رکھا ہوا ہے۔

ہارون کہنے لگا۔ ھیہات اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے یعنی میری حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسی حالت میں رہے۔

(امالی شیخ صدوق صفحہ ۱۴۶)

## سندی بن شاہک کی قید میں

فضل بن ربیع اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا مجھے ہارون رشید نے موسیٰ بن جعفرؑ کے پاس ایک پیغام دے کر بھیجا جب کہ آپ سندی بن شاہک کی قید میں تھے۔ میں قید خانے میں گیا تو دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں۔ آپ کی ہیبت نے مجھے بیٹھنے نہ دیا۔ مجبوراً میں تلوار کی ٹیک لگا کر کھڑا رہا۔ میں نے دیکھا کہ آپ مستقل نماز میں مشغول ہیں اور میری کوئی پرواہ نہیں کر رہے ہیں، ہر دو رکعت نماز کا جب سلام پھیرتے تو بلا فاصلہ دوسری نماز کے لیے تکبیر کہتے اور نماز میں داخل ہو جاتے۔

جب میرے توقف نے طول کھینچا اور مجھے ڈر ہوا کہ ہارون مجھ سے مواخذہ کرے گا تو جب آپ سلام پھیرنے لگے تو میں نے گفتگو شروع کر دی۔ اس وقت حضرت نماز میں مشغول نہ ہوئے اور کان لگا کر میری بات سننے لگے اور میں نے ہارون کا پیغام آپ کو پہنچایا اور وہ پیغام یہ تھا کہ ہارون نے مجھ سے کہا تھا کہ حضرت سے یہ نہ کہنا کہ مجھے امیر المومنین نے بھیجا ہے، بلکہ یہ کہنا کہ مجھے آپ کے بھائی نے آپ کی طرف بھیجا ہے اور اس نے آپ

Presented by Ziaraat.Com

کو سلام کہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مجھے آپ کی طرف سے کچھ چیزیں پہنچیں تھیں کہ جنہوں نے مجھے مضطرب اور پریشان کر دیا تھا، لہٰذا میں آپ کو مدینہ سے لے آیا اور آپ کے حالات کی جستجو کی تو میں نے آپ کے دامن کو ہر عیب سے پاک دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ جو کچھ آپ کے متعلق مجھ سے کہا گیا تھا وہ سب جھوٹ تھا پس میں نے غور و فکر کیا کہ آپ کو آپ کے گھر کی طرف واپس بھیج دوں یا آپ میرے پاس رہیں، میں نے دیکھا کہ آپ کا میرے پاس رہنا میرے سینہ کو آپ کی عداوت سے بہر طور پر خالی رکھ سکتا ہے اور آپ کے بدگوئی کرنے والوں کے جھوٹ کو زیادہ ظاہر کر سکتا ہے لہٰذا میں نے آپ کا یہیں رہنا مناسب سمجھا لیکن ہر شخص کیلئے کوئی خاص غذا موافق ہوتی ہے اور اس کے ساتھ اس کی طبیعت کو الفت ہوتی ہے اور شاید آپ مدینہ میں کچھ غذاؤں کی طرف میل فرماتے ہیں اور ان کے عادی ہوں اور یہاں کوئی ایسا شخص آپ کو نہ ملا ہو جو آپ کے لیے وہ درست کرے۔

میں نے فضل کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کے لیے تیار کرے جو کچھ آپ کی رغبت ہو، پس اسے حکم دیجئے کہ جو کچھ آپ پسند کریں اور منبسط اور کشادہ رو رہیں۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت نے میری طرف التفات و توجہ کیے بغیر دو فقروں میں جواب دیا۔

**لاحاضر لی حالی فینفنی ولم اخلق سولا اللہ اکبر** ۔یعنی میرا مال میرے پاس موجود نہیں جو مجھے نفع دے یعنی جو چاہوں حکم دوں اور میرے لیے درست کرے اور خدا نے مجھے سوال کرنے والا پیدا نہیں کیا۔ یہ فرما کر آپ نے اللہ اکبر کہا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔

راوی کہتا ہے کہ میں ہارون کے پاس لوٹ کر گیا اور اس سے کیفیت بیان کی۔ کہنے لگا اس کے بارے میں تمہیں کیا مصلحت نظر آتی ہے۔

میں نے کہا اے میرے آقا اگر زمین پر خط کھینچ دو اور موسیٰ بن جعفرؑ اس کے درمیان بیٹھ جائیں اور کہیں کہ میں اس سے خارج نہیں ہوں گا تو وہ سچ کہتے ہیں اور اس سے وہ باہر

Presented by Ziaraat.Com

نہیں جائیں گے۔ وہ کہنے لگا کہ ایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے، لیکن اس کا میرے پاس رہنا مجھے زیادہ محبوب ہے اور روایت ہے کہ ہارون نے اس سے کہا کہ یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرنا۔ وہ کہتا ہے کہ جب تک ہارون زندہ رہا میں نے کسی سے نہیں کہا۔

(منتہی الآمال جلد ۲ صفحہ ۵۴-۵۵)

## امام موسیٰ کاظمؑ کو زہر دیا جانا

محمد بن غیاث راوی کہتا ہے کہ مجھے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد نے خبر دی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے یحییٰ کے جواب میں فرمایا اے ابوعلی میری وفات قریب ہے اور میری اجل میں سے ایک ہی ہفتہ باقی رہ گیا ہے اور روایت ہوئی ہے کہ جب آپؑ فضل بن ربیع کی قید میں تھے فضل کہتا ہے کہ بارہا میرے پاس پیغام پہنچا کہ میں انہیں شہید کر دوں میں نے قبول نہیں کیا اور میں نے انھیں واضح کر دیا کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا اور جب ہارون سمجھ گیا کہ فضل بن ربیع حضرت کے قتل پر اقدام نہیں کرتا تو انہیں فضل بن یحییٰ برمکی کے ہاں قید کیا اور فضل ہر رات ایک کھانے کا طشت آنجناب کے لیے بھیجتا اور کسی جگہ سے آپ کے لیے کھانا نہیں آنے دیتا تھا۔ چوتھی رات جب طشتِ طعام لے آئے تو امام مظلوم نے سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خداوند تو جانتا ہے کہ اگر آج سے پہلے ایسا کھانا کھاتا تو البتہ اپنی ہلاکت پر اعانت کرنے والا ہوتا اور آج رات یہ کھانا کھانے میں مجبور و معذور ہوں۔

جب آپ نے وہ کھانا کھایا تو زہر کا اثر آپ کے بدن شریف میں ظاہر ہوا اور آپ رنجور و بیمار ہو گئے۔ جب دن ہوا تو آپ کے لیے ایک طبیب لے آئے۔ جب طبیب نے آپ سے حالات پوچھے تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔

جب اس نے زیادہ مبالغہ و اصرار کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ نکال کر اسے دکھایا اور فرمایا میری بیماری یہ ہے۔ طبیب نے نگاہ کی تو دیکھا کہ آپ کی ہتھیلی سبز ہو چکی ہے اور جو زہر حضرت کو دیا گیا ہے وہ وہاں جمع ہے۔ پس وہ طبیب کھڑا ہو گیا اور ان بدبخت وشقی القلب

Presented by Ziaraat.Com

لائے جہاں مجلس شرطہ تھی یعنی رات کو پہرہ دینے والوں اور شہر کے حاکم کے نوکروں کی جگہ تھی اور چار افراد کو مقرر کیا کہ وہ منادی کریں کہ اے لوگو جو موسیٰ بن جعفرؑ کو دیکھنا چاہتا ہے وہ باہر آئے۔ پس شہر میں شور و غلغلہ مچ گیا۔

سلیمان بن جعفر ہارون کے چچا کا محل دریا کے کنارہ پر واقع تھا۔ جب اس نے لوگوں کے شور و غل کی آواز سنی یہ ندا اس کے کان میں پہنچی تو وہ اپنے قصر سے نیچے اترا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ انہوں نے شور و غل کرنے والوں کو دور ہٹایا۔ سلیمان نے اپنا عمامہ سر سے پھینک دیا، گریبان چاک کیا اور پا برہنہ آپ کے جنازہ کے ساتھ روانہ ہوا اور حکم دیا کہ جنازہ کے آگے آگے یہ منادی کی جائے کہ جو شخص طیب بن طیب (پاک اور پاک کے بیٹے) کی طرف دیکھنا چاہے تو وہ موسیٰ بن جعفرؑ کے جنازہ کو آ کر دیکھے۔ پس بغداد کے سب لوگ جمع ہو گئے اور شیون و فغان کی آواز زمین سے آسمان تک جانے لگی۔ جب آپ کا جنازہ مقابر قریش میں لے آئے تو حسب ظاہر سلیمان خود حضرت کے غسل و حنوط کفن کی طرف متوجہ ہوا اور جو کفن اس نے اپنے لیے بنا رکھا تھا اور جس پر دو ہزار پانچ سو دینار صرف ہوئے تھے اور پورا قرآن اس پر لکھا گیا تھا آنجناب کو پہنایا اور پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو مقابرِ قریش میں دفن کر دیا۔

جب یہ خبر ہارون کو ملی تو بحسب ظاہر لوگوں کے طنز و تشنیع کو دور کرنے کے لیے سلیمان کو تحسین کا خط لکھا اور تحریر کیا کہ سندی بن شاہک نے جو کچھ کام کیے ہیں وہ میری رضامندی کے بغیر ہوئے ہیں اور تم سے میں خوش ہوا ہوں کہ اس کے کام تکمیل کو نہیں پہنچنے دیئے۔

(کتاب المناقب)

## مقامِ جنازہ پر عمارت کی تعمیر

روایت ہے کہ جس بازار میں آپ کا جنازہ رکھا گیا تھا اس کا نام سوق الریاحین ہو گیا اور وہاں ایک عمارت تعمیر کی گئی اور اس کا ایک دروازہ بنایا گیا تا کہ لوگ وہاں پاؤں نہ رکھیں

Presented by Ziaraat.Com

بلکہ اس سے تبرک حاصل کریں اور اس جگہ کی زیارت کریں اور مولیٰ اولیاء اللہ صاحب تاریخ مازندران سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ میں کئی دفعہ اس جگہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں اور اس مقام کا بوسہ لیا ہے۔

(تاریخِ مازندران صفحہ ۱۳۰)

## مسیّب کے نام امام موسیٰ کاظمؑ کی وصیت

امام موسیٰ کاظمؑ نے وصیت کی تھی کہ انھیں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سمیت دفن کیا جائے۔

(منتخب التواریخ جلد۲ صفحہ۱۱۱)

مسیب کہتا ہے کہ امامؑ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ نجس آدمی سندی بن شاہک لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ میری تجہیز و تکفین کو سرانجام دے کر مجھے دفن کرے گا یہ بات ہرگز نہ ہوگی جب مجھے یہ لوگ مشہور مقبرے میں جو مقابر قریش کے نام سے مشہور ہے لے جائیں تو مجھے لحد میں رکھ دینا میری قبر کو بلند کرنا۔ میری زیارت سے (تقیہ میں) اجتناب کرنا میری قبر کی مٹی (بطور شفا) نہ لینا۔ میرے دادا حسینؑ کی قبر کی مٹی کے علاوہ ہر قبر کی مٹی حرام ہے اللہ نے اُس کی (امام حسینؑ) قبر کی مٹی کو ہمارے شیعوں اور دوستوں کیلئے شفا قرار دیا ہے۔

(عیون المعجزات صفحہ ۱۲۸)

## امام علی رضاؑ کا بغداد آ کر سامانِ تجہیز و تکفین کرنا

شیخ کلینی نے امام موسیٰ کاظمؑ کے ایک خادم سے روایت کی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظمؑ کو مدینہ سے عراق کی طرف لے جا رہے تھے تو آنجناب نے امام رضاؑ کو حکم دیا کہ ہر رات ان کا بستر گھر کی دہلیز میں ہم بچھاتے تھے اور نماز عشاء کے بعد آپ آتے اور گھر کی دہلیز میں صبح تک رات بسر کرتے۔ جب صبح ہوتی تو گھر میں تشریف لے جاتے اور چار سال تک آپ کا یہی دستور رہا۔ یہاں تک کہ ایک رات ہم نے آپ کا بستر بچھایا، لیکن آپ تشریف نہ لائے اس سے اہل و عیال کے دل وحشت زدہ ہوئے اور ہم بھی حضرت کے نہ

Presented by Ziaraat.Com

آنے سے صبح تک خوف زدہ اور دہشت ناک رہے۔ جب صبح ہوئی تو وہ خورشید رفعت و جلالت طالع ہوا اور گھر میں تشریف لے گئے اور ام احمد (والدہ) کے پاس گئے اور فرمایا وہ امانت لے آؤ جو میرے پدر بزرگوار نے سپرد کی ہے۔

اُم احمدؑ نے جب یہ بات سنی تو نوحہ وزاری شروع کر دی اور سینہ پر درد سے آہ سرد کھینچی کہ خدا کی قسم وہ مونسِ دل دردمندان اور انیس جانِ مستمندان اس دارِفانی سے الوداع کر گیا، پس حضرت نے اسے تسلی دی اور نوحہ درازی و بے قراری سے منع کیا اور فرمایا اس راز کو فاش نہ کرو۔ اس حسرت کی آگ کو سینہ میں پنہاں رکھو۔ جب تک کہ حضرت کی شہادت کی خبر والی مدینہ کو نہ پہنچے۔

اُم احمدؑ نے وہ ودائع اور امانتیں ان کے پاس تھیں حضرت کے سپرد کیں اور عرض کیا کہ جب اس گل بوستان نبوت و امامت نے مجھ سے وداع فرمایا تو یہ امانتیں میرے سپرد کی تھیں اور مجھے فرمایا تھا کہ اس راز سے کسی کو باخبر نہ کرنا اور جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے بیٹوں میں سے جو کوئی تمہارے پاس آئے اور ان کا مطالبہ کرے تو اس کے سپرد کر دینا اور جان لینا کہ اس وقت میں دنیا سے وداع کر چکا ہوں گا۔ پس حضرت نے وہ امانتیں لے لیں اور حکم دیا کہ ان کے پدر بزرگوار کی شہادت سے زبان بند رکھیں یہاں تک کہ خبر آ پہنچے۔

پھر آپ گھر کی دہلیز میں کبھی نہ سوئے۔ راوی کہتا ہے کہ چند دن کے بعد آپ کی شہادت کی خبر مدینہ میں پہنچی۔ جب ہم نے معلوم کیا تو اسی رات آپ کی شہادت واقع ہوئی تھی جس میں امام رضا تائیدِ الٰہی سے مدینہ سے بغداد پہنچے اور اپنے والد ماجد کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے تھے۔ اس وقت امام رضاؑ اور اہل بیت عصمتؑ نے امام موسیٰ کاظمؑ کے ماتم کا قیام کیا۔

(جلاء العیون جلد ۲ صفحہ ۴۱۰، ۴۱۱)

## امام محمد تقیؑ بغداد میں

جب مامون نے امام محمد تقیؑ کو ان کے والد بزرگوار کی وفات کے بعد بغداد بلایا اور اپنی

Presented by Ziaraat.Com

نہیں جائیں گے۔ وہ کہنے لگا کہ ایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے، لیکن اس کا میرے پاس رہنا مجھے زیادہ محبوب ہے اور روایت ہے کہ ہارون نے اس سے کہا کہ یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرنا۔ وہ کہتا ہے کہ جب تک ہارون زندہ رہا میں نے کسی سے نہیں کہا۔

(منتہی الآمال جلد۲ صفحہ ۵۴۔۵۵)

## امام موسیٰ کاظمؑ کو زہر دیا جانا

محمد بن غیاث راوی کہتا ہے کہ مجھے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد نے خبر دی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے یحییٰ کے جواب میں فرمایا اے ابوعلی میری وفات قریب ہے اور میری اجل میں سے ایک ہی ہفتہ باقی رہ گیا ہے اور روایت ہوئی ہے کہ جب آپؑ فضل بن ربیع کی قید میں تھے فضل کہتا ہے کہ بارہا میرے پاس پیغام پہنچا کہ میں انہیں شہید کردوں میں نے قبول نہیں کیا اور میں نے انھیں واضح کر دیا کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا اور جب ہارون سمجھ گیا کہ فضل بن ربیع حضرت کے قتل پر اقدام نہیں کرتا تو انہیں فضل بن یحییٰ برمکی کے ہاں قید کیا اور فضل ہر رات ایک کھانے کا طشت آنجناب کے لیے بھیجتا اور کسی جگہ سے آپ کے لیے کھانا نہیں آنے دیتا تھا۔ چوتھی رات جب طشتِ طعام لے آئے تو امام مظلوم نے سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خداوند تو جانتا ہے کہ اگر آج سے پہلے ایسا کھانا کھاتا تو البتہ اپنی ہلاکت پر اعانت کرنے والا ہوتا اور آج رات یہ کھانا کھانے میں مجبور و معذور ہوں۔

جب آپ نے وہ کھانا کھایا تو زہر کا اثر آپ کے بدن شریف میں ظاہر ہوا اور آپ رنجور و بیمار ہوگئے۔ جب دن ہوا تو آپ کے لیے ایک طبیب لے آئے۔ جب طبیب نے آپ سے حالات پوچھے تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔

جب اس نے زیادہ مبالغہ واصرار کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ نکال کر اسے دکھایا اور فرمایا میری بیماری یہ ہے۔ طبیب نے نگاہ کی تو دیکھا کہ آپ کی ہتھیلی سبز ہو چکی ہے اور جو زہر حضرت کو دیا گیا ہے وہ وہاں جمع ہے۔ پس وہ طبیب کھڑا ہو گیا اور ان بدبخت و شقی القلب

Presented by Ziaraat.Com

خبیثوں کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم وہ تم سے بہتر جانتا ہے اس چیز کو جو تم نے اس سے کی ہے اور اسی بیماری سے آپ جوار رحمت الٰہی کی طرف انتقال کر گئے۔

(منتہی الآمال جلد۲ صفحہ ۵۶)

دوسری روایت ہے کہ جتنا بھی فضل بن ربیع کو حضرت کے قتل کرنے پر مجبور کیا گیا، اس نے اقدام نہ کیا، بلکہ آپ کی تکریم و تعظیم کرتا تھا اور جب ہارون مقام رقہ میں گیا تو اس کو خبر دی گئی کہ آنجناب فضل بن یحییٰ کے پاس مکرم و معظم ہیں وہ آپ کی نسبت اعانت و آسیب کو جائز نہیں سمجھتا تو مسرور خادم کو دو خط دے کر فوراً بغداد کی طرف بھیجا کہ خبر کیے بغیر اچانک فضل کے گھر جا کر آنجناب کے حالات کا مشاہدہ کرے اور اگر ایسا ہی ہو جیسا کہ لوگ کہتے ہیں تو ایک خط عباس بن محمد اور دوسرا سندی بن شاہک کو دو کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ اس پر عمل کریں۔

پس مسرور اچانک خبر کیے بغیر بغداد میں داخل ہوا اور فضل کے گھر گیا اور کسی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ کس کام سے آیا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت اس کے گھر میں معظم و مکرم ہیں اسی وقت باہر نکلا اور عباس بن محمد کے گھر گیا اس کو ہارون کا خط دیا۔ جب خط کھولا تو فضل بن یحییٰ کو بلایا اور اسے عقابین میں سو تازیانے لگائے گئے اور جو کچھ واقع ہوا مسرور خادم نے ہارون کو لکھ بھیجا۔ جب خط کے مضمون پر مطلع ہوا تو خط لکھا کہ حضرت کو سندی بن شاہک کے سپرد کر دیں اور اپنے دیوان خانہ کی مجلس میں بلند آواز سے کہنے لگا کہ فضل بن یحییٰ نے میرے حکم کی مخالفت کی ہے۔ میں اس پر لعنت کرتا ہوں تم بھی اس پر لعنت کرو تو تمام اہلِ مجلس نے بلند آواز اس پر لعنت کی۔

جب یہ خبر یحییٰ برمکی کو پہنچی تو وہ بہت مضطرب ہوا اور ہارون کے گھر آیا اور دوسرے غیر متعارف راستے سے داخل ہو کر ہارون کے پیچھے سے آ کر اس کے کان میں کہنے لگا۔ اگر میرے بیٹے فضل نے تیری مخالفت کی ہے تو میں تیری اطاعت کرتا ہوں اور جو چاہو عمل میں

Presented by Ziaraat.Com

لاتا ہوں، پس ہارون یحییٰ اور اس کے بیٹے سے راضی ہو گیا اور اہل مجلس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا فضل نے میری مخالفت کی تھی میں نے اس پر لعنت کی، اب اس نے توبہ وانابہ کر لیا، میں نے اس کی تقصیر و کوتاہی سے درگزر کیا ہے تم اس پر راضی ہو جاؤ۔ سب (جی حضوری) کہنے لگے ہم اس کے دوست ہیں جس کے آپ دوست ہیں اور ہر اس شخص کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں۔

پس یحییٰ فوراً بغداد کی طرف آیا۔ اس کے آنے سے لوگ مضطرب ہو گئے اور ہر ایک کوئی نہ کوئی بات کہتا، لیکن اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ قلعہ کی تعمیر اور کام کرنے والوں کی دیکھ بھال کے لیے اس طرف آیا ہے۔ چند روز ان چیزوں میں مشغول رہا، پس سندی بن شاہک کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ اس امام معصوم کو مسموم اور زہر سے شہید کرے اور چند کھجور کے دانے زہر آلود کر کے سندی ابن شاہک کو دیئے کہ وہ حضرت کے پاس انہیں لے جائے اور ان کے کھانے میں مبالغہ و اصرار کرے اور جب تک وہ حضرت کھا نہ لیں ان سے دست بردار نہ ہو۔ سندی بن شاہک وہ کھجور کے دانے حضرت کے پاس لے آیا۔ آپ نے مجبوراً وہ کھا لیئے۔

ایک روایت کے مطابق سندی لعین نے زہر آلود خرمے آپ کو بھیجے اور خود آیا تا کہ دیکھے کہ آپ نے کھا لیے ہیں کہ نہیں۔ وہ اس وقت پہنچا جب حضرت ان میں سے دس دانے کھا چکے تھے۔ کہنے لگا اور تناول کیجئے۔ آپ نے فرمایا جتنے میں نے کھائے ان میں تیرا مقصد پورا ہو گیا ہے اب مزید کھانے کی ضرورت نہیں۔

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ا صفحہ ۱۰۰)

## اسّی مشاہیر بغداد کا آنا

شیخ صدوق وغیرہ نے حسن بن محمد بن بشار سے روایت کی ہے کہ ایک سن رسیدہ بزرگ جو قطیعۃ الربیع کا رہنے والا اور مشاہیر عامہ میں سے بہت موثق تھا کہ جس کے قول پر ہمیں

Presented by Ziaraat.Com

اعتماد تھا اس نے مجھے بتایا کہ ایک دن سندی بن شاہک نے مجھے مشاہر علماء کی ایک جماعت کے ساتھ جمع کیا کہ مجموعۂ ہم اسی (۸۰) افراد تھے اور اس مکان میں لے گیا جس میں امام موسیٰ بن جعفرؑ تھے۔ جب ہم بیٹھ گئے تو سندی بن شاہک کہنے لگا ذرا اس شخص کی طرف دیکھو (یعنی موسیٰ بن جعفرؑ) کیا اسے کوئی تکلیف پہنچائی گئی ہے، کیونکہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے بہت اذیتیں اور تکلیفیں دی ہیں اور انہیں شدت وسختی میں ہم نے رکھا ہوا ہے اور اس سلسلہ میں بہت باتیں کرتے ہیں۔ ہم نے تو اسے اس قسم کی کشادہ مکان میں فرش زیبا پہ بٹھایا ہوا ہے اور خلیفہ اس کی نسبت کوئی برا ارادہ نہیں رکھتا اس لیے اس نے اسے یہاں رکھا ہوا ہے تا کہ اس کے ساتھ گفتگو اور مناظرہ کرے۔ یہ دیکھو کہ وہ صحیح وسالم بیٹھا ہے اور کسی معاملہ میں ہم نے اس پر کوئی تنگی نہیں کی ہوئی آپ کے سامنے موجود ہے اس سے پوچھ لو اور گواہ رہو وہ سچ کہتا ہے کہ تمام مجلس میں ہماری سمت تو اس امام بزرگوار کی طرف دیکھنے اور آثارِ فضل وعبادت وانوار سیادت ونجابت اور سیمائے نیکی وزہادت جو آپ کی جبینِ مبین سے ساطع ولامع کے ملاحظہ کرنے میں تھی۔

پس حضرت نے فرمایا۔ اے گروہ مردم یہ جو اس نے بیان کیا ہے وسعت مکان و منزل اور رعایت ظاہری کے سلسلہ میں وہ تو ویسا ہی ہے جیسا اس نے بیان کیا ہے، لیکن جان لو اور گواہ رہو اس نے مجھے خرمے کے نو دانوں میں زہر کھلایا ہے اور کل میرا رنگ زرد ہو جائے گا اور پرسوں رنج وتکلیف کے گھر سے دار بقاء اور رفیقِ اعلیٰ سے جا ملحق ہوں گا جب حضرت نے یہ بات کی تو سندی بن شاہک لعین کانپنے لگا اور درخت خرما کی شاخوں کی طرح اس کا پلید جسم لرزنے لگا اور بعض روایات کے مطابق حضرت نے اس لعین سے سوال کیا کہ میرے غلام کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میرے مرنے کے بعد میرے حالات کا کفیل بنے۔ وہ ملعون کہنے لگا مجھے رخصت دیجئے کہ اپنے مال میں سے آپ کو کفن دوں۔ حضرت نے قبول نہ کیا اور فرمایا ہماری عورتوں کا حق مہر اور حج کی رقم اور ہمارے مرنے والوں کے کفن ہمارے

Presented by Ziaraat.Com

پاک و پاکیزہ مال سے ہوتے ہیں اور میرا کفن میرے پاس موجود ہے۔

(امالی شیخ صدوق صفحہ ۱۶۶)

## مظلوم بغداد کی شہادت

شیخ نے عمر بن واقد سے روایت کی ہے کہ ایک رات سندی بن شاہک نے کسی کو بھیج کر مجھے بلایا اور میں بغداد میں تھا تو میں ڈرا کہ کوئی برا ارادہ میرے متعلق نہ رکھتا ہو کہ مجھے رات کے اس وقت میں بلا رہا ہے۔ پس میں نے اپنے اہل و عیال کو وصیت کی ان چیزوں میں کہ جن کی مجھے ضرورت تھی اور میں نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون اور سوار ہو کر سندی بن شاہک کے ہاں گیا۔ جس وقت میں اس کے سامنے پہنچا تو کہنے لگا۔

''اے ابوحفص شاید ہم نے تمہیں خوف و پریشانی میں مبتلا کیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ کہنے لگا یہ بلانا اچھائی اور خیر کے لیے ہے۔ میں نے کہا کہ پھر کسی کو میرے مکان پر بھیجو جو میرے اہل خانہ کو میری اطلاع کرے۔ کہنے لگا ہاں۔ پھر اس نے کہا اے ابوحفص کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے تجھے کیوں بلایا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا کیا موسیٰ بن جعفر کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں خدا کی قسم میں انہیں جانتا ہوں اور کچھ مدت میرے اور ان کے درمیان دوستی و رفاقت رہی ہے۔

کہنے لگا بغداد میں کون سے ایسے اشخاص ہیں جو انہیں پہچانتے ہیں ان لوگوں میں سے جن کا قول ان کے بارے میں قابل قبول ہو۔

میں نے کچھ لوگوں کے نام لیے اور میرے دل میں آیا کہ موسیٰ بن جعفرؑ فوت ہو گئے ہیں۔ پس اس نے کسی کو بھیجا اور ان لوگوں کو لے آئے جیسے مجھے بلایا گیا تھا۔ اس وقت وہ ان سے پوچھنے لگا کہ تم ایسے اشخاص کو جانتے ہو کہ وہ موسیٰ بن جعفر کو پہچانتے ہوں۔ انہوں نے بھی کچھ لوگوں کے نام لیے۔ اس نے بھیجا اور ان لوگوں کو بھی لے آیا۔ جب صبح ہوئی تو پچاس اور کچھ افراد سندی کے گھر میں جمع ہو چکے تھے۔ ان اشخاص میں سے جو جناب موسیٰ

Presented by Ziaraat.Com

بن جعفرؑ کو پہچانتے تھے اوران کی مصاحبت سے مشرف ہو چکے تھے۔

پس سندی کھڑا ہوااور مکان کے اندر چلا گیااور ہم لوگوں نے نماز ادا کی۔اس وقت اس کا منشی کچھ کاغذات لے کر باہر آیا اور اس نے ہمارے نام پتے، علامات اور مشاغل و کردار لکھے۔اس کے بعد وہ سندی کے پاس گیااور سندی باہر آیا اور مجھ پر ہاتھ مار کر کہنے لگا۔اے ابوحفص اٹھو۔میں اور دوسرے لوگ جو موجود تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم مکان کے اندر گئے اور کہنے لگا۔اے ابوحفص موسیٰ بن جعفرؑ کے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ۔میں نے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ وہ حضرت فوت ہو چکے ہیں۔میں رویا، انا للہ کہا۔اس کے بعد باقی لوگوں سے اس نے کہا کہ تم بھی دیکھ لو۔ایک ایک آیا اور اس نے دیکھا۔

پس کہنے لگا کہ تم گواہ ہو۔یہ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں۔ہم نے کہا۔کہنے لگا اے غلام اس کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال کر باقی جسم کو برہنہ کر دو۔اس نے ایسا کیا، کہنے لگا، آیا اس کے جسم پر کوئی ایسا نشان تمہیں نظر آتا ہے کہ جو تمہیں معلوم نہ ہو۔ہم نے کہا کہ ہم کچھ نہیں دیکھ رہے سوائے اس کے وہ فوت ہو گئے ہیں۔

(منتہی الآمال جلد۲ صفحہ ۵۸_۵۹)

## لاشِ اقدس پُلِ بغداد پر

صاحب عمدۃ الطالب کہتا ہے کہ آپ کی شہادت کے دنوں ہارون شام چلا گیا اور یحییٰ بن خالد نے سندی بن شاہک لعین کو آپ کے قتل کا حکم دیا۔پس کہا گیا ہے کہ آپ کو زہر دیا گیا اور ایک قول یہ ہے کہ آپ کو ایک بساط اور فرش پر بٹھا کر اسے اتنا لپیٹا گیا کہ آپ شہید ہو گئے۔پس آپ کا جنازہ لوگوں کے سامنے لے آئے تا کہ وہ دیکھیں کہ آپ کے جسم پر کوئی زخم کا نشان نہیں ہے اور محضر مکمل کیا (یعنی لوگوں سے گواہیاں لیں) کہ حضرت نے طبعی موت سے وفات پائی ہے اور تین دن تک حضرت کو لوگوں کے راستہ میں رکھا گیا تا کہ جو بھی وہاں سے گذرے وہ آپ کو دیکھے اور محضر نامے میں اپنی گواہی لکھے، پس مقابر قریش میں

Presented by Ziaraat.Com

آپ کو دفن کیا گیا۔

(عمدۃ الطالب صفحہ ۱۸۱)

ایک روایت ہوئی ہے کہ جب سندی بن شاہک نے آپ کا جنازہ اٹھایا کہ مقابر قریش کی طرف منتقل کریں تو کسی کو معین کیا جو جنازہ کے آگے ندا کرتا جائے کہ ھذا امام الرافضہ فاعرفوہ یعنی یہ رافضیوں کے امام ہیں انہیں پہچان لو، پس اس جنازہ شریفہ کو لا کر بازار میں رکھ دیا اور منادی نے ندا کی کہ یہ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں جو اپنی طبعی موت سے مرے ہیں۔ آگاہ رہو اور انہیں دیکھ لو۔ لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے دیکھا کہ زخم اور گلا گھونٹنے کا ان میں کوئی اثر نہیں ہے اور آپ کے پاؤں میں حنا کا اثر نظر آیا۔ پس علماء وفقہاء کو حکم دیا گیا کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی شہادت لکھیں۔ سب نے لکھ دی سوائے احمد بن حنبل کے کہ جتنا بھی اسے ڈرایا دھمکایا گیا اس نے کچھ نہ لکھا۔

(منتہی الآمال جلد ۲ صفحہ ۵۸)

شیخ مفیدؒ نے فرمایا ہے کہ آپ کا جنازہ باہر لائے اور پُل بغداد پر رکھ دیا اور منادی دی کہ یہ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں جو وفات پا گئے ہیں آ کر انہیں دیکھو۔ لوگ آتے آپ کے چہرہ مبارک پر نگاہ کرتے اور دیکھتے کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔

(کتاب الارشاد)

ابن شہر آشوب نے کہا ہے کہ سندی بن شاہک آپ کا جنازہ باہر لایا اور پل بغداد پر رکھ کر منادی کرائی کہ یہ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں کہ جن کے متعلق رافضیوں کا یہ گمان تھا کہ وہ مریں گے نہیں پس آ کر انہیں دیکھو اور یہ چیز اس لیے کہتے تھے کہ رافضہ نے یہ اعتقاد کر لیا تھا کہ حضرت ہی امام قائم ہیں اور آپ کی قید کو غیبت فرض کرتے تھے۔ پس اسی حالت میں کہ لوگ پل پر جمع تھے سندی بن شاہک کا گھوڑا بدکا اور اسے دریا میں پھینک دیا، پس سندی پانی میں غرق ہو گیا اور خداوند عالم نے یحییٰ بن خالد کے اجتماع کو پراگندہ کر دیا اور جنازہ وہاں

Presented by Ziaraat.Com

لائے جہاں مجلس شرطہ تھی یعنی رات کو پہرہ دینے والوں اور شہر کے حاکم کے نوکروں کی جگہ تھی اور چار افراد کو مقرر کیا کہ وہ منادی کریں کہ اے لوگو جو موسیٰ بن جعفرؑ کو دیکھنا چاہتا ہے وہ باہر آئے۔ پس شہر میں شور و غلغلہ مچ گیا۔

سلیمان بن جعفر ہارون کے چچا کا محل دریا کے کنارہ پر واقع تھا۔ جب اس نے لوگوں کے شور و غل کی آواز سنی یہ ندا اس کے کان میں پہنچی تو وہ اپنے قصر سے نیچے اترا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ انہوں نے شور و غل کرنے والوں کو دور ہٹایا۔ سلیمان نے اپنا عمامہ سر سے پھینک دیا، گریبان چاک کیا اور پا برہنہ آپ کے جنازہ کے ساتھ روانہ ہوا اور حکم دیا کہ جنازہ کے آگے آگے یہ منادی کی جائے کہ جو شخص طیب بن طیب (پاک اور پاک کے بیٹے) کی طرف دیکھنا چاہے تو وہ موسیٰ بن جعفرؑ کے جنازہ کو آکر دیکھے۔ پس بغداد کے سب لوگ جمع ہو گئے اور شیون و فغان کی آواز زمین سے آسمان تک جانے لگی۔ جب آپ کا جنازہ مقابر قریش میں لے آئے تو حسبِ ظاہر سلیمان خود حضرت کے غسل و حنوط کفن کی طرف متوجہ ہوا اور جو کفن اس نے اپنے لیے بنا رکھا تھا اور جس پر دو ہزار پانچ سو دینار صرف ہوئے تھے اور پورا قرآن اس پر لکھا گیا تھا آنجناب کو پہنایا اور پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو مقابرِ قریش میں دفن کر دیا۔

جب یہ خبر ہارون کو ملی تو بحسبِ ظاہر لوگوں کے طنز و تشنیع کو دور کرنے کے لیے سلیمان کو تحسین کا خط لکھا اور تحریر کیا کہ سندی بن شاہک نے جو کچھ کام کیے ہیں وہ میری رضامندی کے بغیر ہوئے ہیں اور تم سے میں خوش ہوا ہوں کہ اس کے کام تکمیل کو نہیں پہنچنے دیئے۔

(کتاب المناقب)

## مقامِ جنازہ پر عمارت کی تعمیر

روایت ہے کہ جس بازار میں آپ کا جنازہ رکھا گیا تھا اس کا نام سوق الریاحین ہو گیا اور وہاں ایک عمارت تعمیر کی گئی اور اس کا ایک دروازہ بنایا گیا تا کہ لوگ وہاں پاؤں نہ رکھیں

Presented by Ziaraat.Com

بلکہ اس سے تبرک حاصل کریں اور اس جگہ کی زیارت کریں اور مولیٰ اولیاء اللہ صاحبِ تاریخ مازندران سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ میں کئی دفعہ اس جگہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں اور اس مقام کا بوسہ لیا ہے۔

(تاریخِ مازندران صفحہ ۱۳۰)

## مسیّب کے نام امام موسیٰ کاظمؑ کی وصیت

امام موسیٰ کاظمؑ نے وصیت کی تھی کہ انھیں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سمیت دفن کیا جائے۔

(منتخب التواریخ جلد۲ صفحہ ۱۱۱)

مسیب کہتا ہے کہ امامؑ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ نجس آدمی سندی بن شاہک لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ میری تجہیز و تکفین کو سرانجام دے کر مجھے دفن کرے گا یہ بات ہرگز نہ ہوگی جب مجھے یہ لوگ مشہور مقبرے میں جو مقابر قریش کے نام سے مشہور ہے لے جائیں تو مجھے لحد میں رکھ دینا میری قبر کو بلند کرنا۔ میری زیارت سے (تقیہ میں) اجتناب کرنا میری قبر کی مٹی (بطور شفا) نہ لینا۔ میرے دادا حسینؑ کی قبر کی مٹی کے علاوہ ہر قبر کی مٹی حرام ہے اللہ نے اُس کی (امام حسینؑ) قبر کی مٹی کو ہمارے شیعوں اور دوستوں کیلئے شفا قرار دیا ہے۔

(عیون المعجزات صفحہ ۱۲۸)

## امام علی رضاؑ کا بغداد آ کر سامانِ تجہیز و تکفین کرنا

شیخ کلینی نے امام موسیٰ کاظمؑ کے ایک خادم سے روایت کی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظمؑ کو مدینہ سے عراق کی طرف لے جا رہے تھے تو آنجناب نے امام رضاؑ کو حکم دیا کہ ہر رات ان کا بستر گھر کی دہلیز میں ہم بچھاتے تھے اور نماز عشاء کے بعد آپ آتے اور گھر کی دہلیز میں صبح تک رات بسر کرتے۔ جب صبح ہوتی تو گھر میں تشریف لے جاتے اور چار سال تک آپ کا یہی دستور رہا۔ یہاں تک کہ ایک رات ہم نے آپ کا بستر بچھایا، لیکن آپ تشریف نہ لائے اس سے اہل و عیال کے دل وحشت زدہ ہوئے اور ہم بھی حضرت کے نہ

Presented by Ziaraat.Com

آنے سے صبح تک خوف زدہ اور دہشت ناک رہے۔ جب صبح ہوئی تو وہ خورشید رفعت و جلالت طالع ہوا اور گھر میں تشریف لے گئے اور ام احمد (والدہ) کے پاس گئے اور فرمایا وہ امانت لے آؤ جو میرے پدر بزرگوار نے سپرد کی ہے۔

اُم احمدؒ نے جب یہ بات سنی تو نوحہ وزاری شروع کر دی اور سینہ پر درد سے آہ سرد کھینچی کہ خدا کی قسم وہ مونسِ دل دردمنداں اور انیس جانِ مستمنداں اس دارِ فانی سے الوداع کر گیا، پس حضرت نے اسے تسلی دی اور نوحہ درازی و بے قراری سے منع کیا اور فرمایا اس راز کو فاش نہ کرو۔ اس حسرت کی آگ کو سینہ میں پنہاں رکھو۔ جب تک کہ حضرت کی شہادت کی خبر والی مدینہ کو نہ پہنچے۔

اُم احمدؒ نے وہ ودائع اور امانتیں ان کے پاس تھیں حضرت کے سپرد کیں اور عرض کیا کہ جب اس گل بوستان نبوت و امامت نے مجھ سے وداع فرمایا تو یہ امانتیں میرے سپرد کی تھیں اور مجھے فرمایا تھا کہ اس راز سے کسی کو باخبر نہ کرنا اور جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے بیٹوں میں سے جو کوئی تمہارے پاس آئے اور ان کا مطالبہ کرے تو اس کے سپرد کر دینا اور جان لینا کہ اس وقت میں دنیا سے وداع کر چکا ہوں گا۔ پس حضرت نے وہ امانتیں لے لیں اور حکم دیا کہ ان کے پدر بزرگوار کی شہادت سے زبان بند رکھیں یہاں تک کہ خبر آ پہنچے۔

پھر آپ گھر کی دہلیز میں کبھی نہ سوئے۔ راوی کہتا ہے کہ چند دن کے بعد آپ کی شہادت کی خبر مدینہ میں پہنچی۔ جب ہم نے معلوم کیا تو اسی رات آپ کی شہادت واقع ہوئی تھی جس میں امام رضا تائیدِ الٰہی سے مدینہ سے بغداد پہنچے اور اپنے والد ماجد کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے تھے۔ اس وقت امام رضاؑ اور اہل بیت عصمتؑ نے امام موسیٰ کاظمؑ کے ماتم کا قیام کیا۔

(جلاء العیون جلد ۲ صفحہ ۴۱۰، ۴۱۱)

## امام محمد تقیؑ بغداد میں

جب مامون نے امام محمد تقیؑ کو ان کے والد بزرگوار کی وفات کے بعد بغداد بلایا اور اپنی

Presented by Ziaraat.Com

بیٹی کی شادی آپ سے کردی تو آنجنابؑ مامون کی بُری معاشرت سے بغداد میں اتنے تنگ ہوئے کہ اس سے اجازت لی اور حج بیت اللہ الحرام کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں سے اپنے جدِ بزرگوار کے مدینہ لوٹ آئے اور مدینہ میں قیام فرمایا اور آپ مدینہ میں رہے کہ مامون کی وفات ہوئی اور اس کے بھائی معتصم نے خلافت غصب کرلی یہ ۱۷ رجب ۲۱۸ھ کا واقعہ ہے اور جس وقت معتصم خلیفہ ہوا اور اس نے اس معدن سعادت و خیرات کے زیادہ فضائل و کمالات دیکھے تو حسد کا شعلہ اس کے سینہ کے اندر منتقل ہوا اور حضرتؑ کو راستہ سے دور کرنے کے درپے ہوا اور آنجنابؑ کو بغداد بلایا جب آپؑ نے بغداد جانے کا ارادہ کیا تو حضرت امام علی نقیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کیا اور اکابر شیعہ اور ثقات اصحاب کی موجودگی میں حضرتؑ کی امامت پر نصِ صریح بیان کی اور کتب علوم الٰہی اور اسلحہ و آثار رسالت پناہ اور باقی انبیاء اپنے فرزند کے سپرد کیے اور دل شہادت پر آمادہ رکھا۔ اپنے فرزند سے رخصت ہوئے اور ردل خونین کے ساتھ اپنے جدامجد کی تربت سے جدائی اختیار کی اور بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور معتصم لعین نے اس سال کے آخر میں آپؑ کو زہر سے شہید کیا۔

## امام محمد تقیؑ کو زہر دیا جانا

اس مظلوم امامؑ کی شہادت کی کیفیت اختلاف کے ساتھ بیان ہوئی ہے زیادہ مشہور یہ ہے کہ آپؑ کی بیوی ام الفضل مامون کی بیٹی نے اپنے چچا معتصم کی تحریک سے آپؑ کو زہر دیا کیونکہ اُم الفضل حضرت سے منحرف تھی کیونکہ آپؑ امام علی نقیؑ کی والدہ کو اس پر ترجیح دیتے تھے، اس وجہ سے ام الفضل ہمیشہ حضرتؑ سے شاکی تھی اور اس نے اپنے باپ کے زمانہ میں بارہا اپنے باپ سے شکایت کی، لیکن مامون اس کی شکایت پر کان نہیں دھرتا تھا اور جو کچھ وہ امام رضاؑ کے ساتھ کر چکا تھا، اس کے بعد پھر تعرض کرنا اور اہل بیت رسالتؐ کو اذیت دینا اپنی حکومت کے لیے مناسب نہیں سمجھتا تھا سوائے ایک رات کے جب کہ ام الفضل اپنے باپ کے پاس گئی اور شکایت کی کہ حضرت جوادؑ نے عمار یاسر کی اولاد میں سے ایک عورت لے لی

Presented by Ziaraat.Com

ہے اور حضرت کی بدگوئی کی۔

مامون چونکہ شراب میں مست تھا، لہٰذا غضب میں آ کر تلوار اٹھالی اور حضرتؑ کے سرہانے پہنچا اور اتنے تلوار کے وار آپؑ کے بدن پر کیے کہ حاضرین نے یہ گمان کیا کہ آنجنابؑ کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ حضرتؑ صحیح وسالم ہیں اور آپؑ کے بدن پر زخم کا کوئی نشان نہیں ہے۔

کتاب عیون المعجزات سے نقل ہوا ہے کہ جب امام محمد تقیؑ بغداد میں داخل ہوئے اور معتصم کو ام الفضل کا آپؑ سے انحراف معلوم ہوا تو اسے بلایا اور حضرتؑ کے قتل پر راضی کر لیا اور اس کے پاس زہر بھیجا کہ وہ اسے حضرتؑ کے کھانے میں ملا دے۔

ام الفضل رزاقی انگور زہر آلود کر کے اس امام مظلومؑ کے پاس لے آئی اور جب حضرتؑ نے دو انگور کھائے اور زہر کا اثر آپؑ کے بدن میں ظاہر ہوا تو ام الفضل اپنے کیے پر پشیمان ہوئی، لیکن اب کوئی چارہ نہیں کر سکتی تھی تو گریہ وزاری کرنے لگی۔ حضرتؑ نے فرمایا اب مجھے قتل کرنے کے بعد گریہ کرتی ہے۔ خدا کی قسم ایسی بیماری میں مبتلا ہوگی کہ جس پر مرہم پٹی نہیں کی جا سکے گی۔ جب وہ نونہال جویبار امامتؑ ابتدائے جوانی میں دشمنوں کے زہر کی وجہ سے گر پڑے تو معتصم نے ام الفضل کو اپنے حرم میں بلا لیا۔ اس کی شرمگاہ میں ایک ناسور پیدا ہو گیا اور اطباء نے جتنا علاج کیا فائدہ مند نہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ معتصم کے گھر سے باہر آ گئی اور جتنا مال اس کے پاس تھا وہ سب اس بیماری کے علاج پر صرف کیا اور اتنی پریشان حال ہوئی کہ لوگوں سے گدائی کرتی پھری اور بدترین حالات میں ہلاک ہوئی اور دنیا و آخرت گنوا بیٹھی۔

(عیون المعجزات صفحہ ۱۵۷)

مسعودی نے اثبات الوصیۃ میں بھی تقریباً اسی طرح لکھا ہے سوائے اس کے کہ اس نے کہا ہے معتصم اور جعفر بن مامون دونوں نے مل کر ام الفضل کو حضرتؑ کے قتل کرنے پر

Presented by Ziaraat.Com

آمادہ کیا اور جعفر بن مامون اس امر کی سزا میں مستی کی حالت میں کنوئیں سے گرا اسے مردہ حالت میں کنوئیں سے نکالا گیا۔ علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں نقل کیا کہ جب لوگوں نے معتصم کی بیعت کر لی تو وہ حضرت امام محمد تقیؑ کے حالات کی تلاش میں لگا اور عبدالملک کو جو والی مدینہ تھا خط لکھا کہ وہ حضرتؑ کو ام الفضل کے ساتھ بغداد بھیج دے۔ جب آپؑ بغداد میں تشریف لائے تو بظاہر آپؑ کی عزت و تکریم کی اور حضرتؑ و ام الفضل کے لیے تحفے تحائف بھیجے پھر شربت لیموں نمکین حضرتؑ کے لیئے استناس نامی غلام کے ہاتھ بھیجا اور وہ ظرف شربت سر بمہر تھا۔ جب وہ غلام حضرتؑ کی خدمت میں شربت لے کر آیا تو کہنے لگا کہ یہ وہ شربت ہے جو خلیفہ نے خود اپنے لیے بنایا ہے اور خود خواص کی جماعت کے ساتھ استعمال کیا ہے اور یہ حصہ آپؑ کے لیے بھیجا ہے کہ اسے برف کے ساتھ ٹھنڈا کر کے تناول فرمائیں اور جتنا اس امام مظلوم نے اس کے پینے سے انکار کیا اس ملعون نے زیادہ اصرار کیا یہاں تک کہ آپؑ نے جاننے کے باوجود وہ شربت زہر آلود نوش فرمایا اور اپنی حیات کثیر البرکات سے دستبردار ہوئے۔

(اثبات الوصیۃ صفحہ ۱۵۰)

شیخ عیاشی نے زرقان ابن ابی داؤد قاضی کے دوست اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے والے سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے کہ ایک دن ابنِ ابی داؤد معتصم کے دربار سے غمناک حالت میں گھر واپس آیا۔ اس کے غم واندوہ کے متعلق میں نے سوال کیا تو کہنے لگا کہ آج کا دن ابو جعفر محمد بن علی کی وجہ سے اتنا سخت گزرا ہے کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں آج سے بیس سال پہلے مرگیا ہوتا۔ میں نے پوچھا کہ کیا ہوا۔

کہنے لگا ہم خلیفہ کے دربار میں حاضر تھے کہ ایک چور کو لے آئے کہ جس نے خود چوری کا اقرار کیا تھا اور خلیفہ نے چاہا کہ اس پر حد جاری کرے، پس اس نے علماء اور فقہا کو اپنی مجلس میں اکٹھا کیا اور محمدؑ بن علی کو بھی بلایا۔ پھر ہم سے پوچھا کہ ہاتھ کہاں سے کاٹنا

Presented by Ziaraat.Com

چاہئے میں نے کہا کہ کلائی سے کاٹنا چاہیئے۔ وہ کہنے لگا کہ کس دلیل سے۔ میں نے کہا کی آیت تیمم کی وجہ سے فامسحوا الوجوھکم و ایدیکم مسح کرو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا، کیونکہ خداوند عالم نے اس آیت میں ہاتھ کی ہتھیلی پر اطلاق کیا ہے اور اہل مجلس کی ایک جماعت نے بھی میری موافقت کی اور بعض دوسرے فقہانے کہا کہ کہنی سے ہاتھ کاٹنا چاہیئے اور انہوں نے آیت وضو سے استدلال کیا اور کہنے لگے خداوند عالم فرماتا ہے وایدیکم الی المرافق لہٰذا ہاتھ کہنی تک ہے۔ پس معتصم حضرت امام محمد تقیؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا حاضرین نے کہا ہے اور تو نے سنا ہے، معتصم نے کہا کہ مجھے ان کے کہے ہوئے سے سروکار نہیں جو آپؑ جانتے ہیں وہ بتایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھے اس سوال سے معاف کرو۔ خلیفہ نے انہیں قسم دی کہ ضرور آپؑ بتائیں۔

حضرتؑ نے فرمایا اب چونکہ تو نے قسم دی ہے تو میں کہتا ہوں کہ تمام حاضرین نے اس مسئلہ میں خطا کی ہے، بلکہ چور کی حد یہ ہے کہ اس کی چار انگلیاں کاٹی جائیں اور اس کی ہتھیلی رہنے دی جائے۔

معتصم نے کہا کہ کس دلیل سے۔ آپؑ نے فرمایا اس لیے کہ رسول خداؐ نے سجود کے سلسلہ میں فرمایا کہ سات جگہیں زمین پر لگنی چاہئیں کہ جن میں سے دو ہاتھ کی ہتھیلیاں بھی ہیں، پس اگر چور کا ہاتھ کلائی یا کہنی سے کاٹا گیا تو اس کی ہتھیلیاں باقی نہیں رہتیں تا کہ وہ عبادت خدا میں ان پر سجدہ کرے، حالانکہ مواضع سجود حقوق اللہ ہیں اور کسی کو اس پر حق نہیں کہ اسے کاٹے جیسا کہ خدواند عالم فرماتا ہے۔ ''وان المساجد للہ'' کہ مساجد مخصوص ہیں اللہ کے لیے۔ معتصم نے آپ کے کلام کو پسند کیا اور حکم دیا تو چور کا ہاتھ وہیں سے کاٹا گیا کہ جہاں سے حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ اس وقت مجھ پر قیامت گزر گئی اور میں نے تمنا کی کہ کاش میں مر گیا ہوتا اور ایسا روز بد نہ دیکھا ہوتا۔

زرقان کہتا ہے کہ تین دن کے بعد ابن ابی داؤد خلیفہ کے پاس گیا اور تنہائی میں اس

Presented by Ziaraat.Com

سے کہا کہ خلیفہ کی خیر خواہی مجھ پر لازم وضروری ہے اور وہ معاملہ جو آج سے چند دن پہلے واقع ہوا ہے۔ وہ آپ کی سلطنت اور حکومت کے لیے مناسب نہیں تھا، کیونکہ خلیفہ نے اس مسئلہ کے لیے جو اس کے مشکل ہو گیا تھا علماء امصار کو بلایا اور وزراء وافسران و امراء اور پولیس اور باقی اکابر و اشراف کے سامنے ان سے سوال کیا اور انہوں نے ایک طریق پر جواب دیا اور پھر اس قسم کی مجلس میں اس شخص سے سوال کیا کہ جسے اہل عالم میں سے آدھے لوگ امام اور خلیفہ سمجھتے ہیں اور خلیفہ کو اس کے حق کا غاصب شمار کرتے ہیں اور اس نے تمام علماء کے خلاف فتویٰ دیا اور خلیفہ نے تمام علماء کا قول چھوڑ کر اس کے فتویٰ کے مطابق عمل کیا۔ یہ خبر لوگوں کے درمیان منتشر ہوگئی اور یہ حجت ودلیل ہوگئی اس کے شیعوں اور موالیوں کے لیے۔ معتصم نے جب یہ باتیں سنیں تو اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور وہ متنبہ ہوا اور کہنے لگا خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے مجھے ایسے امر سے آگاہ کیا کہ جس سے میں غافل تھا۔ چند روز کے بعد اپنے ایک منشی کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ وہ حضرتؑ کو دعوت دے اور ان کے کھانے میں زہر ملا دے۔ اس بدبخت نے حضرتؑ کو مہمانی پر بلایا۔ حضرتؑ نے معذرت کی کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہاری مجلس میں حاضر نہیں ہوتا۔ اس ملعون نے بہت اصرار کیا کہ مقصد آپؑ کے کھانا کھلانے اور آپؑ کی تشریف آوری سے ہمارے گھر کا متبرک ہونا ہے اور خلیفہ کا ایک وزیر بھی آپؑ سے ملاقات کی خواہش رکھتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آپؑ کی صحبت سے شرفیاب ہو۔ پس اس نے اتنا اصرار کیا کہ امام مظلومؑ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب کھانا لے کر آئے اور حضرتؑ نے تناول فرمایا تو آپؑ نے زہر کا اثر اپنے گلے میں محسوس کیا تو کھڑے ہو گئے اور اپنا گھوڑا منگوایا۔

صاحب مکان آپؑ کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا اور ٹھہرنے پر اصرار کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا جو کچھ تو نے میرے ساتھ کیا ہے اگر اب میں تیرے مکان پر نہ رہوں تو تیرے لیے بہتر ہوگا اور جلدی سے سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف پلٹ گئے۔ جب اپنے مکان میں پہنچے تو

Presented by Ziaraat.Com

اس زہرِ قاتل کا اثر آپؑ کے بدن شریف میں ظاہر ہوا اور تمام دن آپ رنجور و نالاں رہے یہاں تک کہ آپؑ کے طائر روح نے درجات بہشت کی طرف پرواز کی۔

(منتہی الآمال جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

## لاشِ اقدس دارالامارہ سے نیچے پھینک دی گئی

جب امام محمد تقیؑ کی شہادت ہو چکی تو آپ کی لاش کو قصرِ دارالامارہ کی چھت پر لے جایا گیا اور اوپر سے زمین کی طرف پھینک دیا گیا۔

(نہر المصائب صفحہ ۹۶۸)

## امام محمد تقیؑ کی تجہیز و تکفین

آپؑ کا جنازہ غسل و کفن کے بعد مقابر قریش میں لے آئے اور ان کے جد بزرگوار امام موسیٰ کاظمؑ کی پشتِ سر کی طرف دفن کیا اور بحسب ظاہر واثق باللہ نے آپؑ کی نماز جنازہ پڑھائی، لیکن درحقیقت حضرت امام علی نقیؑ طی الارض کے ذریعہ مدینہ سے آئے اور اپنے والد بزرگوار کے غسل و کفن و نماز و دفن کا اہتمام کیا اور کتاب بصائر الدرجات میں ایک ایسے شخص سے روایت ہے کہ جو ہمیشہ امام علی نقیؑ کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جس وقت حضرتؑ بغداد میں تھے۔ میں ایک دن حضرت امام علی نقیؑ کے ساتھ مدینہ میں بیٹھا تھا اور حضرتؑ ابھی بچے تھے اور آپؑ کے سامنے ایک تختی تھی کہ جسے آپؑ پڑھ رہے تھے۔ اچانک آپؑ کی حالت متغیر ہوگئی اور آپؑ اٹھ کر گھر کے اندر چلے گئے۔ اچانک میں نے گریہ وزاری کی آواز سنی جو حضرتؑ کے گھر سے بلند تھی۔ کچھ دیر کے بعد حضرتؑ باہر آئے تو میں نے ان حالات کا سبب پوچھا۔

فرمایا اسی وقت میرے والد بزرگوار نے وفات پائی ہے۔ میں نے کہا کہ آپؑ کو

Presented by Ziaraat.Com

کیسے معلوم ہوا۔فرمایا کہ خداوند عالم کے اجلال و تعظیم کی ایک حالت مجھ پر طاری ہوئی کہ اس سے پہلے میں اپنی ذات میں ایسی حالت محسوس نہیں کرتا تھا۔اس حالت سے میں سمجھا ہوں کہ میرے والد وفات پا گئے ہیں اور امامت میری طرف منتقل ہوگئی ہے۔کچھ مدت کے بعد خبر آئی کہ حضرتؑ اسی وقت رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے تھے۔ ماہ ذیقعد کے آخر میں ۲۹/ذیقعد ۲۲۰ھ کو آپ شہید ہوئے۔

(بصائر الدرجات)

Presented by Ziaraat.Com

﴿باب۔۴﴾

# روضہ کاظمین کی تاریخ

## کاظمین کی زمین امام موسیٰ کاظمؑ نے خریدی تھی

علی بن حسین مسعودی نے لکھا ہے کہ بعض مورخین نے اظہار کیا ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ جہاں دفن ہوئے وہاں کی زمین انھوں نے اپنی شہادت سے قبل (کسی صحابی کے ذریعے سے) خرید فرمائی تھی۔

(اثبات الوصیہ صفحہ ۱۶۴)

ابراہیم زنگنہ کا بیان ہے کہ بعض شیعہ مورخین مثلاً شیخ جمال الدین یوسف بن حاتم عاملی جو محقق حلی کے شاگرد تھے ابن طاؤس حلی سے انھیں اجازہ بھی حاصل تھا، اپنی کتاب ''الدر النظیم'' میں تاکید کی ہے کہ جس بقع میں امام موسیٰ کاظمؑ دفن ہوئے آپ نے پہلے ہی وہ زمین خرید لی تھی کہ جو مقبرۂ قریش کے باغ شونیزیہ صغیر میں واقع تھی جب رجب ۱۸۳ھ میں سندی بن شاہک نے آپ کو زہر دیا اور آپ شہید ہوگئے تو آپ کو اُسی بقع میں دفن کیا گیا جو مقابرِ عباسیین سے جدا تھا اسی طرح ۲۲۰ھ میں امام محمد تقیؑ آپ کے پہلو میں دفنائے گئے۔ ان دونوں قبروں پر عمارت بنادی گئی اور یہ جگہ ''کاظمین'' مشہور ہوگئی۔

اس کے نزدیک ہی مسجد باب التین واقع تھی۔ امامؑ کے چاہنے والے تقیہ میں اسی مسجد سے زیارت کرتے تھے جس کی وجہ سے یہ جگہ مشہدِ باب التین بھی کہی جانے لگی۔

(مشاہیر مدفون در کاظمین صفحہ ۱۹، ۲۰)

Presented by Ziaraat.Com

۲۲۰ھ میں دونوں اماموںؑ کی قبروں پر سادھی سی عمارت تھی۔ علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ یہ عمارت سلیمان بن جعفر (برادرِ ہارون) نے بنوائی تھی۔

(جلاء العیون جلد۲ صفحہ۴۱۱)

یہاں تک کہ سو برس گزر گئے اور بویہیوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ انھوں نے روضے کی تعمیر کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا اور روضہ اقدس کی اولین تعمیر کی سعادت حاصل کرلی۔

ذیل میں روضہ کاظمین کی عہد بہ عہد ارتقائی تاریخِ تعمیر پیش کی جارہی ہے۔

# روضہ کاظمین عہدِ بویہی میں

(۳۲۲ھ تا ۴۴۷ھ)

## روضہ کاظمین کی پہلی تعمیر

خاندانِ بویہی کا تیسرا بادشاہ معز الدولہ ہوا جس نے ۳۲۳ھ میں بغداد کے معاملات کی ذمہ داری سنبھالی۔ اسے خاندانِ رسولؐ سے بے پناہ عقیدت تھی اور اسی رشتے سے وہ علماء کا بھی بے حد احترام کیا کرتا تھا۔ روضہ کاظمین کی اولین تعمیر کی سعادت اسی کو حاصل ہوئی۔

۳۳۶ھ میں اس نے حکم صادر کیا کہ روضہ کاظمین کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے۔ اس کے حکم کی تعمیل میں حرم اقدس کی تعمیر کا آغاز ہوگیا اور دونوں آئمہؑ کی قبروں پر لکڑی کی ضریحیں نصب کی گئیں جو کہ ساج کی لکڑی کی تھیں۔ ان ضریحوں پر دو گنبد بھی بنائے گئے جو خالص ساج کی لکڑی کے تھے۔ دونوں ضریحوں کو چار دیواری میں محفوظ کیا گیا اور حرم کی حفاظت کے لئے دیلمی فوجیوں کا پہرہ بٹھایا گیا۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۱، ۱۲)

Presented by Ziaraat.Com

اس مقدس عمارت کی تعمیر کے بعد قبرستانِ قریش کے گرد موجود علاقے نے شہر کی شکل اختیار کرنا شروع کی۔ حرم اقدس کے اردگرد لوگ آباد ہونا شروع ہوئے۔ جب ۳۵۶ھ میں معزالدولہ نے وفات کی تو پہلے وہ اپنے گھر ہی میں دفن کیا گیا اس کے دو سال بعد ۳۵۸ھ میں اس کی میت کو گھر سے نکال کر اس قبر میں دفن کیا گیا جو قریش کے قبرستان (مقابر قریش) میں بنائی گئی تھی۔

(وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۱۵۸، البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۲)

## شیخ صدوق نے روضہ کاظمین کی پہلی ضریح دیکھی تھی

ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ روضہ کاظمین کی پہلی تعمیر اس قدر وسیع تھی کہ اس میں نمازیوں اور زائرین کی ایک بڑی تعداد نماز پڑھ سکتی تھی جیسا کہ شیخ صدوق نے اپنی کتاب "من لایحضرۃ الفقه" کی کتاب الزیارات میں اور روایت الذہبی میں عید غدیر کے اعمال میں ذکر کیا ہے۔

(من لایحضرہ الفقه ۲ صفحہ ۲۰۰)

## روضہ پر نذر کی گئی زرد قندیل

معزالدولہ کی تعمیر کے بعد روضہ اقدس پر زائرین نے ہدیے اور تحفے نذر کیے۔ روایت کی گی ہے کہ اس تعمیر کے بعد جو تحائف نذر کیے گئے اس میں ایک زرد قندیل انتہائی اہم ہے جو اپنی مثال نہیں رکھتی تھی یہ ابی الحسن علی بن عبداللہ بن وضیف الناشی شاعر اہلبیتؑ کا شاہکار تھی جس نے ۳۶۵ھ میں وفات کی۔

(معجم الادباء جلد ۱۳ صفحہ ۲۸۵)

## حرم اقدس کے گرد احاطے کی تعمیر

جب ۳۸۷ھ میں دجلہ میں طغیانی آئی تو مشرقی جانب سے بغداد کے بہت سے

Presented by Ziaraat.Com

حصے زیرِ آب آ گئے اور باب التبن کے پاس جو قبریں تھیں غربی جانب، وہ غرقِ آب ہو گئی تھیں۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۷ صفحہ ۹۴)

اس کے نتیجے میں عضدالدولہ نے روضہ اقدس کے گرد ایک دیوار بنا کر قبروں کی حفاظت کی۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۲)

بہت ممکن ہے کہ اس سلسلے میں عضدالدولہ نے اور بھی اضافے کروائے ہوں جس کا ذکر مورخین نے نہیں کیا۔ کیونکہ دیگر تواریخ کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۳۶۹ھ میں عضدالدولہ نے بغداد میں بہت سے گھروں کی تعمیر کروائی۔ بازاروں اور مساجد کی تعمیر کا حکم جاری کیا اور کیونکہ بغداد کافی حد تک برباد ہو گیا تھا تو اس نے بغداد کی تعمیر میں خاصی رقم صرف کی۔ جو عمارتیں کمزور تھیں انہیں درست کروا کر دوبارہ تعمیر کروایا۔ مسجدوں میں موذنوں، پیش نمازوں اور قاریانِ قرآن کے وظیفے مقرر کیے۔ غریبوں اور محتاجوں کے لئے مکانات بنوائے اور اس کام کے لئے ماہر کاری گروں کا انتخاب کیا۔

(تجارب الامم جلد ۶ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۵)

## زائرین کی سیرابی کیلئے شرف الدولہ کی خدمات

۳۷۶ھ سے ۳۷۹ھ کے درمیان شرف الدولہ ابن عضدالدولہ بغداد آیا اور اس کے حکم پر اس کے ترکی نمائندے ابوطاہر سباشی نے نہر دجیل سے حرم تک پانی کی فراہمی کا سلسلہ مکمل کیا تاکہ زائرین کو پریشانی نہ ہو۔

(فرحتہ الغری صفحہ ۱۴)

## جلال الدولہ اور اس کے فرزند فولا دستون کا مدفن

۴۳۵ھ میں ابوطاہر جلال الدولہ ابن بھاؤ الدولہ ابن عضد الدولہ کی وفات ہوئی۔ اسے اس کے گھر میں دفن کیا گیا۔ پھر ۴۳۶ھ میں اس کا تابوت نکال کر مشہد باب

Presented by Ziaraat.Com

الکمین میں منتقل کیا گیا جہاں اس کی مخصوص قبر بنائی گئی۔ اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا فولادستون ابو منصور ۴۴۱ھ میں مرا تو اسے اس کے باپ کے پہلو میں دفنا دیا گیا۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۳۷،۴۰)

## بغداد کا فتنہ عظیم اور روضہ اقدس کا مسمار ہونا

۴۴۱ھ میں شیعوں پر عاشورہ منانے پر پابندی لگادی گئی۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۵۳)

اس کے نتیجے میں بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ پھر اگلے برس ۴۴۲ھ میں شیعہ سنی اتحاد ہوگیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ابا محمد سنوی نے بغداد کی پولیس کی سربراہی سنبھال لی تھی جو کہ نہایت ظالم شخص تھا، تو سب نے آپس میں اتفاق کرلیا کہ جب وہ ہمارے معاملات میں دخل اندازی کرے گا تو ہم سب اسے قتل کر دیں گے۔ یہاں تک کہ شیعہ و سنی مقابر قریش کی جانب گئے اور اذان دی اور اس میں حی علیٰ خیر العمل بھی کہا۔

(النجوم الزاہرہ جلد ۵ صفحہ ۴۵)

۴۴۳ھ کے واقعات کے ذیل میں لکھا گیا ہے کہ اس سال صفر کے مہینے میں سُنی و شیعہ کے درمیان آتش فتنہ وفساد اس طرح مشتعل ہوئی کہ یہ فساد فساد ہائے سابق سے جوان دو فرقوں کے درمیان ہوتے رہے بدرجہا بڑھا ہوا تھا جو اتفاق و اتحاد کہ اب سے پہلے سال ماسبق میں ان کے درمیان قرار پایا تھا۔ چونکہ سنیوں میں کینے بھرے ہوئے تھے۔ اس کو ثبات و دوام نہ ہو سکا۔ بظاہر اس فسادِ تازہ کا یہ سبب ہوا کہ اہل کرخ (شیعہ) نے باب السماکین بغداد (مچھلی فروشوں والا دروازہ) بنانا شروع کیا اور قلائین (سنیوں) نے باب مسعود سے جس قدر باقی تھا اس کو پورا کیا۔ کرخ والے اپنے کام سے فارغ ہوئے تو انھوں نے کچھ برج بنائے ان کے اوپر سنہری حرفوں میں لکھا **محمد و علی خیر البشر** سنیوں کو ناگوار ہوا۔ انھوں نے کہا شیعوں نے یہ لکھا ہے **محمد و علی خیر البشر فمن**

Presented by Ziaraat.Com

رضی قد شکرو من فقد کفر کہ محمدؐ و علیؑ بہترین انسان ہیں جو اس پر راضی ہوا شکر گزار ہوا۔ جس نے انکار کیا کافر ہو گیا مگر اہل کرخ نے اس زیادتی سے انکار کیا اور کہا ہم نے صرف اس قدر لکھا ہے جتنا کہ ہمیشہ اپنی مساجد میں لکھا کرتے ہیں یعنی محمد و علی خیر البشر لکھا ہے۔ خلیفہ عباسی القائم بامر اللہ نے عباسیوں کے نقیب ابوتمام اور علویوں کے نقیب عدنان ابن الرضی کو مقرر کیا کہ اس کی تحقیقات کر کے خلیفہ کو خبر دے۔ دونوں نے (بالاتفاق) رپورٹ کی کہ اہل کرخ کا قول بالکل درست ہے کیا معنی کہ انھوں نے فقرہ بالا بغیر زیادتی مذکور کے لکھا ہے۔ حکم ہوا کہ نواب رحیم موقعہ پر جا کر لڑائی کو بند کرا دے مگر انھوں نے نہ مانا اور غلبہ کر کے کرخ والوں کو دجلہ کے پانی سے روک دیا۔ یہ امر ان کے اوپر سخت گراں گزرا۔ ایک جماعت لڑنے مرنے کو تیار ہو کر آگے بڑھی اور لب دریا پہنچ کر ظروف کو پانی سے پُر کیا اوران پر گلاب چھڑک کر منادی کہ ''پانی کی سبیل ہے'' سنیوں کو زیادہ طیش آیا اور ان کے رئیس الرؤساء نے شیعوں پر تشدد کرنا شروع کیا۔ انھوں نے لفظ خیر البشر کا محمد و علی کے آگے سے محو کر کے بجائے اس کے علیہما السلام لکھ دیا مگر سنی اس پر بھی راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ وہ اینٹ جس پر محمدؐ و علی کا نام لکھا ہے نکالا ہی جائے اور حی علی خیر العمل اذان سے موقوف ہو۔ شیعوں نے ان دونوں باتوں سے انکار کیا اور لڑائی تیسری ربیع الاوّل تک جاری رہی۔ حتیٰ کہ ایک مرد سنی ہاشمی اس جنگ وجدل میں مارا گیا (پھر تو سنیوں کے غیظ و غضب کا کچھ ٹھکانا نہ رہا) اس کے رشتہ داروں نے اس کی لاش کو جنگ آوروں کے پاس باب بصرہ کے باشندوں اور جہاں جہاں سنی رہتے تھے سب جگہوں کا طواف کرایا اور اس کے انتقام پر اُکسایا پھر احمد بن حنبل کے مقبرے میں لے جا کر دفن کیا۔ ان کے ساتھ بہت سی خلقت پہلے سے بدرجہا زیادہ جمع ہو گئی۔ دفن سے پلٹے تو سیدھے مشہد باب التبین مرزا کاظمین علیہما السلام کا رخ کیا۔ دربانوں نے دروازہ بند کر لیا انھوں نے فصیل میں نقب لگائی اور دربانوں کو دھمکایا۔ انھوں نے دروازہ کھول دیا۔ یہ اندر گھس گئے اور قندیلیں، دروازے نقرئی و طلائی

Presented by Ziaraat.Com

اور پردہائے زردوزی تمام لوٹ لیے۔اس کے علاوہ دیگر مکانات اور مقبروں میں جو سامان پایا سب غارت کیا۔رات کو واپس ہوئے۔مگر اگلے روز پھر صبح کو اکٹھے ہو کر گئے اور اب اس مکان مقدس میں آگ لگا دی اس سے ضریح امام موسیٰ اور ضریحان کے پوتے محمد بن علی الجواد کی اور ان کے اوپر کی چوب۔ سال کے قبے جل کر خاکستر ہو گئے۔ان کے علاوہ جو آس پاس ملوک آل بویہ معز الدولہ وجلال الدولہ و دیگر اُمراء ووزراء کی قبریں تھیں اور قبر جعفر بن ابی جعفر منصور کی اور محمد بن رشید امین اور اس کی ماں زبیدہ خاتون کی تمام جلا دیں اور وہ امر شنیع وقطیع واقع ہوا کہ دنیا میں ویسا شنیع وقطیع امر نہ ہوا تھا۔اس سے دوسرے روز جب اس پر بھی ان کی آتش قہر وغضب ٹھنڈی نہ ہوئی ) ۵ ربیع الاوّل کو پھر وہاں گئے اور موسیٰ بن جعفرؑ ومحمدؑ بن علیؑ کی قبریں کھودیں تا کہ ان کو نقل مکان کریں اور احمد بن حنبل کے مقبرے میں لے جا کر دفن کریں۔مگر ہدم ان کی اور معرفت قبر کے درمیان حائل ہوا اور یہ کھدائی کسی اور برابر کی قبر پر واقع ہوئی اور ابوتمام نقیب عباسیہ و دیگر ہاشمیوں اور سنیوں کو یہ حال معلوم ہوا تو وہاں گئے اور ان کو اس حرکت سے منع کیا۔

(تاریخ الکامل جلد ۹ صفحہ ۵۹)

## ۴۴۴ھ میں روضہ اقدس کی دوسری تعمیر

جب روضہ کاظمین کی بے حرمتی کی خبر نور الدولہ دُبیس بن مزید کو پہنچی تو وہ بغداد کی طرف روانہ ہوا۔لوگوں نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا لیکن اس نے پروہ نہ کی۔روضہ اقدس کی تعمیر کے لئے رقم جمع کی،اس سلسلے میں شیعوں نے بھی اس کا ساتھ دیا اور حرم اقدس کی تعمیر کا آغاز ہو گیا۔دوسرا اہم کام اس نے یہ کیا کہ شیعوں کا خطبہ جمعہ بھی دوبارہ جاری کروایا جس پر شدید پابندی تھی۔جس پر اسے حکام کی جانب سے شدید غیظ وغضب کا سامنا کرنا پڑا تو اس نے جواب دیا کہ اس شہر کے سب لوگ شیعہ ہیں پس ان پر کوئی زبردستی نہیں

Presented by Ziaraat.Com

کر سکتا۔ پس جمعہ کا خطبہ اسی طرح ہونے لگا۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۵۹، ۶۰)

بساسیری اور ملک رحیم نے مل کر حرم اقدس کی تعمیر کا ارادہ کیا، عمارت کی تعمیر شروع ہوئی اور دونوں قبروں پر نئے گنبد رکھے گئے اور حرم کے لئے باغ کی تعمیر بھی کی گئی، بالائے عمارت قبہ تعمیر کیا گیا۔ جنوبی سمت صحن اور وسیع مسجد تعمیر کی گئی اور بلند مینار بنوائے گئے۔ یہ سب ساوی کی روایت کے مطابق ۴۴۴ھ میں ہوا۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۲، ۱۳)

ڈاکٹر مصطفیٰ جواد کی روایت کے مطابق بساسیری نے تنہا یہ سب کام کرایا جب اس نے ۴۵۰ھ میں بغداد کا نظام سنبھالا۔

(تاریخ المشہد الکاظمی صفحہ ۸)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ روضہ اقدس کی تعمیر ۴۴۴ھ سے ۴۵۰ھ تک جاری رہی۔

# روضہ کاظمین عہدِ سلجوقی میں

## (۴۶۹ھ تا ۵۵۲ھ)

۴۶۶ھ میں بغداد کا مشرقی اور بعض مغربی حصہ ڈوب گیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ دجلہ میں طغیانی آ گئی تھی اور راتوں رات بھیانک سیلاب آ گیا، مشہد باب التبن ڈوب گیا اور اس کی چار دیواری منہدم ہو گئی۔ پھر شرف الدولہ نے ایک ہزار دینار اس کی تعمیر پر خرچ کئے۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۹)

### سلطان ملک شاہ اور زیارت روضہ کاظمین

۴۷۹ھ میں جب سلطان ملک شاہ نے شام اور حلب کو فتح کیا تو ماہِ ذی الحجہ میں

Presented by Ziaraat.Com

بغداد آیا اور روضہ امام موسیٰ کاظمؑ و امام محمد تقیؑ کی زیارت کی۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۱۴۳)

## عہد ابوالفضل البراوستانی میں حرم کی تعمیر

۴۹۰ھ میں مجدالملک ابوالفضل البراوستانی قمی نے حرم کی تعمیر کا حکم صادر کیا۔ تعمیر شروع ہوئی، دو بلند مینار تعمیر کیے گئے اور گنبد کی صفائی کر کے اسے چمکایا گیا۔ دونوں قبروں پر ساج کی لکڑی کے نئے صندوق لگوائے گئے اور حرم کی ایک سمت زائرین کے آرام کے لئے جگہ بنوائی گئی۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۴)

مجدالملک شیعوں میں سے تھا اور نیک سیرت اور تہجد گزار انسان تھا۔ ۴۹۲ھ میں قتل کر دیا گیا۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۱۹۲)

## حرم کاظمین کی غارت گری

۵۱۷ھ میں دشمنانِ اہلبیتؑ نے روضہ کاظمین کا رُخ کیا اور اس میں جو کچھ تھا سب لوٹ لیا، اس کی کھڑکیاں تک اکھاڑ لیں اور جو کچھ رقومات اور نذرانے تھے سب لوٹ لئے۔ شیعوں نے اس حادثے پر دیوانِ خلیفہ میں جا کر احتجاج کیا۔ اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب ہماری طرف سے نہیں ہوا اور سب شیعوں کو وہاں سے واپس کر دیا۔ اس انکار کے بعد خلیفہ کے خلاف سخت احتجاج ہوا۔ بالآخر اس نے مجبور ہو کر لوٹا ہوا سامان واپس کرادیا۔

(تاریخ مدینۃ دمشق جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

Presented by Ziaraat.Com

# روضہ کاظمین دوسرے عہدِ عباسی میں

(۵۷۵ھ تا ۶۵۶ھ)

## صندوق، رواق اور میناروں کی تعمیر نو

۵۷۵ھ میں خلافت ناصر الدین اللہ کے ہاتھ آ گئی۔ اس نے دونوں معصومینؑ کی قبروں کے صندوقوں پر سونا چڑھوایا۔ حرم کے رواق تعمیر کیے اور مختلف مینار انتہائی خوبصورت بنوائے اور حرم کے اطراف میں حجروں اور گھروں کی تعمیر کرائی۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۴)

روضے کے چاروں طرف شیعوں ہی کی آبادی ہوگئی اور وہاں کے رہنے والوں کو ''اہل مشہد موسیٰ بن جعفر'' یعنی مشہد موسیٰ بن جعفر کے رہنے والے کہا جانے لگا۔

(مرآۃ الزمان صفحہ ۳۵۹)

## ۵۷۵ھ میں حرم کے رواقوں کے نام

اس زمانے میں ناصر الدین اللہ نے جو رواق بنوائے تھے وہ آج کے دور کے رواقوں سے مشابہہ ہیں۔ اس کے ایک دروازے کا نام ''باب الاول'' تھا، دوسرے دروازے کو ''باب الثانی'' کہا جاتا تھا۔ پھر خلیفہ نے ۶۰۴ھ میں بغداد کے چاروں طرف کچھ گھر بنوائے۔ جو فقیروں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لئے تھے۔

(تاریخ ابن اکثیر جلد ۹ صفحہ ۳۱۹)

## دجلہ میں طغیانی اور احاطے کی تعمیر نو

۶۱۴ھ میں بغداد میں پھر بہت بڑا سیلاب آیا اور پانی ہر نہر اور ہر طرف سے اُبل کر نکلنے لگا یہ مشرقی سمت کا حال تھا، مغربی سمت کے اکثر قریے بہہ گئے اور سب کے سب نہر

Presented by Ziaraat.Com

کی شکل اختیار کر گئے، دونوں بساتین برباد ہو گئیں اور باب التین کا مشہد بھی خراب ہو گیا۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۹ صفحہ ۳۱۹)

ناصرالدین اللہ نے ان تباہیوں کے بعد حرم کی تعمیر نو کرائی اور جو کچھ پانی سے خراب ہو گیا تھا سب نیا بنوایا اور حرم کی چار دیواری نئے سرے سے تعمیر کی گئی اور یہ سب اسی سال ۶۱۴ھ میں مکمل ہو گیا۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۴)

اس روایت سے اندازہ ہوا کہ دجلہ کی طغیانی سے حرم اقدس کے اطراف میں موجود ہر عمارت متاثر ہوئی لیکن پانی امام موسیٰ کاظمؑ و امام محمد تقیؑ کی قبر اقدس تک نہ آسکا اور صندوق و حرم محفوظ رہے۔

## حرم اقدس میں آگ کے شعلے

جب خلافت ظاہر بامراللہ کی طرف آئی تو ابھی اسے تختِ خلافت پر چند ہی روز گزرے تھے کہ اس نے حرم کاظمین کو جلا ڈالا اور ظاہری طور پر اس کی تعمیر کرانا شروع کی تا کہ اس کی عداوتِ اہلبیتؑ ظاہر نہ ہو سکے۔ ابھی تعمیر مکمل نہ ہو سکی تھی کہ مر گیا اور اس کے بیٹے مستنصر نے تعمیر مکمل کی۔

(الفخری ۲۸۷)

ظاہر بامراللہ کی موت کا سبب حرم کاظمین کی بے حرمتی ہی تھی۔ جب اس کے بیٹے مستنصر کو ۶۲۳ھ میں خلافت ملی تو اس نے حرم کی تعمیر کروائی، گنبد، میناروں اور رواقوں کو تعمیر کیا، حرم کے صحن کو وسیع کیا۔ یہ سب کام احمد جمال الدین نامی شخص کی نگرانی میں ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ۶۲۴ھ میں تعمیر مکمل ہو گئی۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۴)

Presented by Ziaraat.Com

# امام موسیٰ کاظمؑ کے قدیم صندوق کی تاریخ

مستنصر نے دونوں معصومینؑ کی مبارک قبروں پر اعلیٰ قسم کی لکڑی کے صندوق نصب کرائے۔ یہ صندوق آج بھی بغداد کے عجائب گھر میں موجود ہیں اور روضہ کاظمین کے قدیم ترین صندوق ہیں۔ جو ۶۲۴ھ میں بنوائے گئے تھے۔

اس صندوق کا طول ۲۵۵ سینٹی میٹر اور عرض ۱۸۳ سینٹی میٹر ہے اور یہ صندوق سطح زمین سے ۹۵ سینٹی میٹر بلند ہے۔ صندوق نہایت قیمتی لکڑی کا ہے جسے آیات قرآنی سے مزین کیا گیا ہے۔ جو سب خطِ کوفی میں ہیں۔

صندوق پر کیا گیا جالی کا کام دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ صندوق کے مشرقی سمت خطی کوفی میں یہ عبارت لکھی ہے۔

۱. بسم الله الرحمن الرحیم۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ

۲. عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔ هذا ماتقرب الی (الله) تعالیٰ بعمله خلیفه فی ارضه

۳. ونائبه فی خلقه سیدنا و مولانا امام المسلمین المفروض

۴. الطاعة علی الخلق اجمعین ابوجعفر المنصور المستضر باالله امیرالمومنین نسبت الله دعوته سنة سمائة واربع و عشرین (۶۲۴ھ)

جنوبی سمت خط کوفی میں لکھا ہے کہ:۔

۱. بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

۲. هذا ضریح الامام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر

۳. ابن محمد بن علی ابن

۴. الحسین بن علی بن ابی طالب علیهم السلام

Presented by Ziaraat.Com

یہ صندوق مطہر آج آثارِ عربیہ، بغداد کے عجائب گھر، کے حجرہ نمبر ۱۶ میں رکھا ہے
اور اس کا نمبر ہے ۶۲۳ ع۔

(تاریخ المشہد الکاظمی صفحہ ۳۵، ۳۶)

اس مقدس تابوت کی تصویر شامل کتاب ہے۔ جو عجائب خانہ بغداد کے کیٹالاگ میں شائع ہوئی تھی۔ دیکھئے سومر، جلد ۵ صفحہ ۵۵، الآثار الخشب فی دار الآثار العربیۃ فی خان مرجان بغداد۔

## عہدِ عباسی میں کاظمین کے چند اہم واقعات

۶۳۵ھ میں حرم میں ایک بڑا ایوان ہوا کرتا تھا جو کہ باب الدخول (یعنی اندر آنے والے دروازے) کے مدمقابل تھا۔

(حوادث الجامعہ صفحہ ۱۰۱)

شاید یہ بھی مستنصر کے کاموں میں سے ہو۔ ۶۴۶ھ میں شوال کے مہینے میں موسلا دھار شدید بارشیں ہوئیں اور نہ جانے اس قدر برسات ہوئی کہ دریا اور نہریں بہہ گئیں، جس کے نتیجے میں بغداد کی مغربی جانب اکثر جگہیں غرق ہوگئیں اور قبر احمد ابن حنبل بھی خراب ہوگئی، ساتھ ہی ایک محلہ حربیۃ اور تھا وہ سب بھی ڈوب گئے اور جامع مسجد فخر الدولہ الحسن بن المطلب کا خاصہ حصہ اور مشہد کاظمی کے بھی کافی حصے، بالخصوص دیواریں گر گئیں۔

(الحوادث الجامعہ صفحہ ۲۳۰)

پھر ذی الحج کے مہینے میں پانی کے بڑھ جانے سے دوبارہ طغیانی ہوگئی جو کہ پہلے سے بھی کافی زیادہ بھیانک تھی اور دارِ مُسترِ اۃ، قورج وغیرہ کی جانب پانی بڑھا اور سارے بغداد کی زمین کو زیرآب گویا چھپا ہی دیا تھا۔ مغربی سمت تو غرق ہوگئی تھی مگر مشہد کاظمی جس میں مدفون آئمہؑ پر لاکھوں سلام ہوں۔ وہاں کا یہ حال تھا کہ چار دیواری اور کمرے، طاق

Presented by Ziaraat.Com

وغیرہ گر گئے، دیواریں بیٹھ گئیں اور پانی دونوں ضریحوں کے پاس اس طرح سے کھڑا ہو گیا کہ گویا لگتا تھا کہ سالوں سال سے یہاں سوائے دونوں ضریحوں کے اُوپری آدھے حصوں کے علاوہ کچھ بنا ہی نہیں تھا۔

(موسوعۃ العتبات المقدسۃ جلد۱۲ صفحہ۳۱)

۶۴۷ھ میں تمام پانی کی تباہ کاریوں کے بعد خلیفہ نے حرم کی چاردیواری کی تعمیر کا حکم صادر کیا۔ پس جب یہ کام شروع کیا گیا تو اُس دوران ایک پیسوں کی تھیلی ملی جس میں قدیمی ایک ہزار درہم تھے، جس میں سے کچھ یونانی بھی تھے اور کچھ بغداد کے تھے۔ جو ۱۳۰ھ کی دہائی کے بنے تھے اور ایک اور سکہ تھا جو کہ اس کے آس پاس کی ہی تاریخ کا بنا ہوا تھا، پس انہیں خلیفہ کے حوالے کیا گیا تو اُس نے حکم دیا کہ انہیں حرم کی تعمیر پر ہی خرچ کیا جائے۔ پس اُن پیسوں کو لوگوں نے مہنگے ترین داموں میں خریدا اور اس کے بدلے میں ملنے والی رقومات کو بڑوں تک پہنچایا گیا پھر وہ رقم حرم پر خرچ کی گئی اور وہ اُن کے توقع اور استطاعت سے کہیں زیادہ پیسے ہو چکے تھے۔

(الحوادث الجامعہ صفحہ۲۴۳)

اُس سال کی گیارہ ذیقعد کو خلیفہ نے حرم امام کاظمینؑ میں دو فانوس، دونوں گنبدوں پر لگوائے پھر اُسی مہینے انہیں نکلوا دیا۔

(الحوادث الجامعہ صفحہ۲۴۴)

## تعمیراتِ حرم کا خلاصہ

گزشتہ صفحات میں لکھی گئی تاریخ کو اس طرح خلاصہ کیا جا سکتا ہے کہ:۔

۱۔ پہلی عمارت شہادت امام موسیٰ کاظمؑ کے فوراً بعد تعمیر ہوئی، اور یہ ایک چھوٹی اور محدود سی عمارت تھی ایک ہی کشادہ سا کمرہ تھا جس میں قبر تھی اوپر گنبد تھا اور دروازے تھے اور اطراف و جوانب میں کافی پتھر تھے جن پر لوگ بیٹھتے، سوتے اور تکیہ کرتے تھے جس میں

Presented by Ziaraat.Com

زائرین، خادمین سب ہی شامل ہیں اور اُس کے اطراف میں کچھ مساجد تھیں جن میں سے سب سے مشہور مسجد، مسجد باب التبن ہے۔

۲۔ دوسری عمارت جو اس پر بنائی گئی وہ عزالدولہ ابو یہی کے بغداد پر اقتدار میں آنے کے بعد، اُس نے ۳۳۶ھ میں حرم کی تعمیر نو کروائی، دونوں قبروں پر ساج کی لکڑی کی ضریحیں بنوائیں اور اُن کے اوپر دو ساج کے گنبد بنوائے اور اُن کے اطراف میں ایک قلعہ کی دیوار کی طرح چار دیواری کھنچوادی اور یہ عمارت سب سے پہلی بڑی عمارت تھی اور تاریخی نصوص سے پتہ چلتا ہے کہ گنبد اتنے بڑے تھے کہ اُن کی وسعت کے دائرے میں نمازیوں اور زائرین کی کثیر تعداد سما جاتی تھی اور دونوں قبریں ایک دوسرے سے فاصلے پر دو کمروں میں تھیں اور جو نفیس اور حسین چیزیں اُس نے تعمیر مکمل ہونے کے بعد مزار کو ہدیتاً دی تھیں اُن میں سے سب سے اچھی چیز وہ چوکور حسین سی قندیل تھی جو پیتل کی تھی اور اپنے حُسن میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی اس طرح اس عمارت مبارکہ کی تعمیر اور توسیع کے کام باری باری ہوتے رہے اور ضرورت کے تحت توسیع ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ سن ۴۴۳ھ میں اپنی وسعت اور خوبصورتی میں انتہا پر پہنچ گئی اور اس میں قندیلیں، پردے، محراب اور اُن میں سے اکثر محرابیں سونے اور چاندی کی تھیں اور پھر حرم کی ایک بہت بڑی چار دیواری اس کے اردگرد بنی اور اندر آنے اور باہر جانے کے مختلف دروازے بنائے گئے۔

بہت سے اشراف اور بزرگوں کی کثیر تعداد میں قبریں بن گئیں۔

۳۔ ۴۵۰ھ میں ایک تیسری عمارت کھڑی ہوئی اور وہ بساسیری عمارت تھی اور اس میں پورے حرم کو نئے سرے سے دوبارہ بنایا گیا اور اس کے دونوں قبروں کے صندوق بدلے گئے اور جنوب کی جانب ایک وسیع ایوان بنایا گیا۔ مسجد اور مینار کی بھی توسیع ہوئی اور اس عمارت میں ضریح کے دو گنبدوں کو ایک ہی گنبد بنا دیا گیا۔

۴۔ چوتھی عمارت مجد الملک القمی کی عمارت ہے جو سن ۴۹۰ھ میں بنی تھی جو کہ دو نئے

Presented by Ziaraat.Com

ساج کے صندوقوں پر مشتمل تھی جو کہ دونوں قبروں پر رکھے گئے تھے اور دو بڑے بڑے مینار جیسا کہ گنبد کو بھی تزئین و آرائش کی گئی اور حرم کے جوار میں ایک مکان بنایا گیا جس میں زائرین کی کافی تعداد آرام کرسکتی تھی اور ٹھہر سکتی تھی۔

۵۔ پانچویں عمارت ناصرالدین اللہ کی سن ۵۷۵ھ میں تعمیر ہوئی، اُس کے بعد بھی وہاں عمارت سالہا سال تک باقی رہی، اور یہ عمارت تاریخ حرم کاظمین میں سب سے بڑی عمارت تھی اُس وقت تک کیونکہ اُسے اچھا خاصا بڑا بنا دیا گیا اور بہت سی چیزوں کا حرم میں اضافہ کردیا گیا۔ یہ ناصر الطّویل کے دور میں اور اُس کے بعد پر مشتمل ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ یہ تعمیر عباسی دورِ حکومت کی آخری اور سب سے اچھی تعمیر تھی۔

## عہدِ عباسی کی تعمیر کا خلاصہ

ہم عہدِ عباسی کے آخری ادوار کی تعمیر کی خصوصیات کو خلاصتاً ذکر کرتے ہیں۔ جس میں شکلی حالت، اطراف و جوانب سب ہی کا ذکر ہے:۔

دونوں قبروں (کی ضریح) پر ایک کافی بڑا گنبد تھا اور اس سے پہلے بویہی دور میں دو گنبد تھے۔ دونوں قبروں پر اچھی لکڑی کے دو صندوق تھے۔ حرم میں کتابخانہ تھا۔

(فرحۃ الغری، کتاب الاقبال صفحہ ۵۹۹)

حرم کے قُرب و جوار میں یتیموں کے لئے ایک خاص جگہ موجود تھی۔ حرم میں درسی حلقے قائم تھے۔ حرم میں قبریں بہت زیادہ تھیں۔ حرم سے ایک صحن متصل تھا۔

(حوادث الجامعہ صفحہ ۱۳۶)

اُس صحن میں پتھر اور ایک ایوان یا شاید ایک سے زیادہ تھے۔ دونوں قبروں کے اردگرد رواق بنے ہوئے تھے۔ حرم میں زائرین کے آرام کے لئے ایک مکان تھا۔ حرم، زائرین کے لئے اور مدحت سرائی کرنے والوں کے لئے ہر عید و تہوار کے لئے ایک بہترین

Presented by Ziaraat.Com

جگہ تھی۔ حرم کے خدام، دَربان اور ایک نقیب (خداموں کا سربراہ) تھا جو پورے حرم کے معاملات کا ناظم تھا۔ حرم کے اردگرد ایک پورا شہر آباد ہو گیا تھا جو زیادہ تر چاہنے والوں کا تھا۔ حرم کی ایک مخصوص چاردیواری تھی اور وہ بلدیاتی دیواروں کے علاوہ تھی۔

(حوادث الجامعہ صفحہ ۱۸۵، ۲۳۳، ۲۳۰)

یاقوت حموی، حرم کی توصیف یوں کرتا ہے کہ:۔

اور اُن کی قبر (یعنی اِمام موسیٰ کاظمؑ کی قبر) مشہد بابُ التبین کے نام سے جانی جاتی ہے جو کہ اِس مقام سے جڑی ہوئی ہے، اور وہ اِس وقت ایک پورے بڑے محلے کی شکل اختیار کر چکا ہے جس کے ارگرد چاردیواری ہے۔

(معجم البدان جلد ۲ صفحہ ۱۴)

بغداد میں مقابر قریش نامی جگہ ہے جو کہ ایک مشہور قبرستان ہے اور یہ بھی ایک محلّہ سا ہو گیا ہے جس کے اردگرد کافی لوگ آباد ہیں، اس قبرستان کے گرد بھی اپنی مخصوص چاردیواری ہے۔

(معجم البلدان جلد ۸ صفحہ ۱۰۸)

ابن خلکان اس کی یوں توصیف کرتا ہے:۔

اور اُن کی قبر (یعنی امام موسیٰ کاظمؑ کی) وہاں مشہور ہے اور اس پر ایک حرم ہے جس میں سونے، چاندی کی قندیلیں اور انواع واقسام کے آلات ہیں اور خرشیات اتنے ہیں جن کی کوئی گنتی نہیں۔

(وفیات الاعیان جلد ۴ صفحہ ۳۹۵)

نورالدین علی ابن موسیٰ ابن سعید غربی نے بھی اس کی توصیف کی ہے جو کہ سن ۶۵۴ھ میں بغداد آیا اور اُس کے ساتھ کمال الدین حلبی بھی تھا، کہتا ہے:۔ جب ہم مشہد موسیٰ ابن جعفرؑ کے دروازے پر پہنچے تو ہمیں وہاں کے ایک خدام نے کافی آگے تک رہنمائی کی،

Presented by Ziaraat.Com

اور پھر راستے میں ایک بڑی سی قبر پیروں کے نیچے نظر آئی، تو ہم نے پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے جو کہا یہ حسین ابن حجاج شاعر کی قبر ہے۔ اس کی وصیت تھی کہ اسے زائرین کے راستے میں دفنایا جائے تا کہ اُن کے قدموں سے متبرک ہو، پھر جب ہم آگے دروازے پر پہنچے تو ہماری اولادِ امام کاظمؑ میں سے بعض زائرین سے ملاقات ہوئی۔ پس انہوں نے ہمیں نعلین اُتارنے کو کہا، پس جب ہم داخل ہوئے تو ہم نے ایک کثیر مجمع دیکھا اور سونے چاندی کے وہ وہ ساز و سامان اور حسین وجمیل پردے اور قندیلیں اور وہ حسن و جمال جو کبھی آنکھوں نے اُس سے پہلے نہ دیکھا ہو دیکھا اور جب ہم اُس روضے میں داخل ہوئے جس میں قبرِ امام موسیٰ کاظمؑ تھی تو ہم نے وہاں پر ایک اور قبر دیکھی، جب پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ ان کے پوتے حضرت امام محمد تقی جوادؑ ابن امام علی رضاؑ ابن امام موسیٰ کاظمؑ ہیں اور اُس مزار میں ہم نے وہ وہ دیکھا جس کا تذکرہ بہت طولانی ہو جائے گا۔

(کنوز المطالب فی اخبار آلِ ابی طالب بحوالہ مشھد الکاظمین صفحہ ۱۰، ۱۱)

# روضہ کاظمین مغل دورِ حکومت سے عہدِ عثمانی کے آخری حصے تک

## (۶۰۳ھ تا ۹۲۰ھ)

یہ دور سن ۶۵۶ھ کے پہلے مہینے سے شروع ہو رہا ہے جس وقت بغداد کو مغل فوجوں نے محاصرے میں لے لیا اور اُس پر ہلاکو خان اور اس کے ساتھی مسلط ہو گئے اور اُسے (بغداد کو) کسی میٹھے اور بآسانی نگلے جانے والے لقمے کی طرح نگل گئے مگر ان سب باتوں میں کافی تفصیلی گفتگو کی ضرورت ہے جس کی یہاں پر گنجائش نہیں ہے۔ اُسی سال

Presented by Ziaraat.Com

محرم کے مہینے کے درمیانی حصے میں بوقا تیمور اور بایجو اور سونجاق نے بغداد کی مغربی جانب پر دجلہ کے ساحل پر اُترنے کے بعد مشرقی جانب کی طرف حرکت کرنا شروع کی، پھر عضدی شفاخانے کی جانب متوجہ ہوئے۔

(الحوادث الجامعہ صفحہ ۳۲۴)

ابنِ طاؤوس نے لکھا ہے کہ ''اور وہ سب ہوا جو مجھے یاد نہیں اور مغلوں کا بغداد پر بروز پیر، اٹھارہ محرم ۶۵۶ھ میں قبضہ ہو گیا''۔

(کتاب الاقبال، ابن طاؤوس صفحہ ۵۸۶)

ایک آدھ دن بعد قبضہ ہو گیا۔ جس سے قبل وہاں تباہی و بربادی بھوک پیاس وغیرہ کو سارے شہر کے لوگوں پر انہوں نے مسلط کر دیا تھا اور اس قبضے کے جملہ نتائج اور آثار میں سے سب سے بڑی چیز جلاؤ گھیراؤ تھا، جس کی زد میں اکثر و بیشتر مقدس مقامات اور دینی مراکز آئے مثلاً جامع مسجد خلیفہ اور مشہد (حرم) امام موسیٰ کاظمؑ و امام محمد تقی جوادؑ اور خلفاء کی قبریں سرفہرست ہیں۔

(جامع التواریخ جلد۲ صفحہ ۲۹۳)

جب امیر قراتای، بغداد آیا اور اُس نے عمادُالدین عمر ابن محمد القزوینی کو اپنا نائب مقرر کر لیا جو کہ ایک مذہبی انسان تھا اور قزوینی نے شہاب الدین علی ابن عبداللہ کو اُوقاف کا صدر منتخب کیا اور اُسے جامع مسجد خلیفہ اور حرم امام موسیٰ کاظمؑ اور امام محمد تقی جوادؑ کی تعمیر کا حکم دیا۔

(جامع التواریخ جلد۲ صفحہ ۲۹۵)

اُس کے بعد کچھ ہی عرصے میں ایک سال کے اندر اندر مویدالدین محمد بن علقمی کا ماہ جمادی الثانی کے درمیانی حصے میں انتقال ہو گیا اور وہ حرم امام موسیٰ کاظمؑ میں دفن ہوا۔

(الحوادث الجامعہ صفحہ ۳۳۳)

Presented by Ziaraat.Com

جب خواجہ نصیر الدین ابو جعفر محمد ابن محمد طوسی کا اٹھارہ ذی الحج کو انتقال ہوا سن ۶۷۲ھ میں تو اُسے حرم امام موسیٰ کاظم کے ایک قدیمی سرداب میں دفن کیا جہاں اُس وقت تک کوئی اور دفن نہ ہوا تھا، کہا جاتا ہے کہ وہ خلیفہ ناصر الدین اللہ نے بنوایا تھا۔

(الحوادث الجامعہ صفحہ ۳۸۰)

۶۸۸ھ میں ملک شرف الدین سمنانی جو کہ عراق کے دیوان کا مالک تھا، اُس نے لشکر گاہ کی سمت جانے کا عزم کیا، تو اُس نے سعد الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا جو کہ حرم امام موسیٰ کاظم میں تھا، پس اُس نے وہاں کی زیارت کی اور استخارے کے طور پر قرآن کھولا تو اُس میں یہ آیت نکلی:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝

(سورہ طہ، آیت ۸۰)

''اے بنی اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تمہیں طورِ ایمن کی جانب کا وعدہ کیا اور ہم نے تم پر من وسلویٰ (آسمان سے) نازل کیا''۔

پس اُس نے اِس آیت کا اِشارہ سمجھ لیا، اور شیعوں اور حرم کے ذمہ داروں کو سو دینار دیئے۔

(الحوارث الجامعہ صفحہ ۴۵۷)

جب فخر الدین ابن طراح جو واسط اور تبصرہ کا صدر تھا سن ۶۹۴ھ میں اس کی دفات کے فوراً بعد اُسے حرمِ امام موسیٰ کاظم میں دفنایا گیا۔

(الحوادث الجامعہ صفحہ ۴۸۵)

جب ساتویں صدی تمام ہوئی اور آٹھویں صدی شروع ہوئی تو اُس وقت تک حرم کی عمارت اپنے حسن و جمال کی انتہا پر فائز ہوگئی تھی اور اُس میں تمام تر نظم وضبط رائج ہو گئے

Presented by Ziaraat.Com

تھے جیسا کہ ہمیں بعض مورخین کے اقوام سے جیسا کہ ابن بطوطہ کی باتوں سے پتہ چلتا ہے جس نے سن ۷۲۷ھ میں بغداد کی زیارتیں کیں، وہ کہتا ہے: اور اِس طرف (یعنی مغربی سمت میں) قبرِ موسیٰ کاظمؑ ابن جعفر صادقؑ ہے جو کہ علیؑ ابن موسیٰ رضاؑ کے والد تھے، اور اُن کی ایک طرف قبرِ جوادؑ ہے اور یہ دونوں قبریں ایک روضے کے اندر ہیں جن پر لکڑی کی جالیاں ہیں، جن پر چاندی کی تختیاں لگی ہوئی ہیں۔

(سفر نامہ ابن بطوطہ صفحہ ۲۰۰)

صاحبِ غایۃُ الِاختصار، جو کہ آٹھویں صدی کے لوگوں میں سے، وہ قبر امام موسیٰ کاظمؑ کے ذکر پر کہتے ہیں:۔ وہ مقابرِ قریش میں دفن ہوئے۔ جیسا کہ اِس وقت اُن کی اور ان کے پوتے الجواد، محمد ابن علیؑ کی قبر ایک ہی گنبد کے نیچے ہے۔

(غایۃ الاختصار صفحہ ۹۱)

ابو الفدا متوفی سن ۷۳۲ھ امام موسیٰ کاظمؑ کے ذکر کے دوران کہتا ہے:۔ اُن کی قبر وہاں پر ایک مشہور و معروف مقام ہے اور اُس قبر پر ایک بڑا سا مزار ہے جو کہ بغداد کی مغربی جانب پر ہے۔

(تاریخ ابو الفدا جلد ۲ صفحہ ۱۶)

بظاہر یہ جتنی تعمیراتی خصوصیات مورخین کی باتوں سے پتہ چل رہی ہیں یہ سب کے سب عباسی دور کی بنائی ہوئی تعمیرات ہیں اور اگر کوئی چیز اس میں بڑھائی بھی گئی ہوگی تو وہ بغداد کے مغلوں کے ہاتھوں جلاؤ گھیراؤ کی زد میں آنے کے بعد کی تعمیرات کی بدولت بڑھائی گئی ہوگی۔ تمام تاریخی قرائن اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ حَرم کو واقعاً ایسے حالات اور ذرے داروں کے ہوتے کیوں نہ حسین و جمیل ہونا تھا اور کیونکر یہ چمک دَمک اور زَرق و بَرق اور حُسن میں جنت مثال ہو، مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے پاس تاریخِ تعمیر کی تفصیلات وغیرہ موجود نہیں، خاص طور پر اِس دَور کی۔ بلکہ یوں کہنا بہتر ہوگا کہ یہ سب وہی

Presented by Ziaraat.Com

مستنصریہ اور ناصرؒ یہ تعمیرات ہی تھیں جو اُن لوگوں نے اپنے عباسی دور میں بنائی تھیں، بس ایک فرق یہ پڑا کہ دونوں ائمہؑ کی قبروں کے اُن صندوقوں کو جنھیں مستنصر نے بنوایا تھا، ایک بڑی سی ضریح کے زیرِ احاطہ کر دیا گیا، جسے ابن بطوطہ نے (دکانۃ) یعنی بڑی سی جالی، کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ لکڑی سے بنی ہوئی ہے اور اُس پر چاندی کی الواح لگی ہوئی ہیں اور یہ بیان دوسرے ائمہؑ کی ضریحوں کی کیفیت سے، بہت مشابہ ہے جیسا کہ آج کل نظر آتا ہے کہ ایک چاندی کی ضریح، لکڑی کے صندوق کے اوپر رکھی ہوئی ہوتی ہے سن ۷۲۵ھ میں دریائے دَجلہ بڑھ گئی یہاں تک کہ بغداد کے اطراف کا خاصہ حصہ غرق ہو گیا اور لوگوں نے چھ دنوں تک اِس مصیبت کو جھیلا اور ذکر کیا گیا ہے کہ مغربی سمت میں کم وبیش چھ ہزار چھ سو مکانات ڈوب گئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد۴ صفحہ ۱۱۸)

اور اُن میں سے ایک مقبرۂ احمد ابن حنبل بھی تھا۔

(شذرات الذھب جلد۶ صفحہ ۶۶)

۷۵۷ھ میں جو کہ سلطان اویس بن شیخ حسن الجلائری کا دورِ حکومت تھا، بغداد میں پھر ایک بڑا سیلاب آ گیا جس سے تقریباً چالیس ہزار شہری دوچار ہوئے، اکثر ڈوب گئے اور بہت سے بے گھر ہو گئے۔

(تاریخ العراق بین احتلالین جلد۲ صفحہ ۸۳)

اور جب خواجہ مرجان عصیانہ نے اپنے وقت کے بادشاہ اویس سے گفتگو کی مطابق تین ۷۶۵ھ تو دَجلہ کے ڈیم کھول دیئے گئے پس چار گھنٹوں کے لئے بغداد کے گرد و نواح غرق ہو گئے۔

(تاریخ العراق بین احتلالین جلد۲ صفحہ ۱۱۰)

۸۶۹ھ میں سلطان اُویس جلائری نے حرم کی تعمیر کا قصد کیا تو اُس نے گنبد اور دو

Presented by Ziaraat.Com

مینار بنوائے اور پھر اُس نے اعلیٰ ترین قسم کے دو سنگ مرمر کے صندوق، دونوں قبروں کے لئے بنوا کر نصب کروائے اور حرم کو کاشانی ٹائیلوں سے اور چوک سے مزین کیا جن پر قرآنی سورتیں لکھی ہوئی تھیں اور صحن میں ایک آبشار اور وضو خانہ بنوایا اور ایک رواق بنوایا اور کافی ساری رقومات وہاں پر موجود شیعوں، خُدّاموں، دَربانوں اور دیگر ساکین حضرات کو دے دیں۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۵)

عباسی دور کے خاتمے کے بعد یہ جلائری تعمیر سب سے پہلی باقاعدہ تعمیر تھی جو عمل میں آئی اور اس کی اصل وجہ حَرم کے زیادہ تر اُن نقصانات کی مرمت تھی جو سیلاب اور طوفانی ریلوں کی زد میں آ کر متاثر ہوئے تھے۔ اگرچہ سیلاب اور آبی تباہیوں کی زد میں جو مقامات آئے ہیں اُن کا نص روایات میں ذکر ہے مگر روضہ کاظمین کا اور بہت سے دیگر مقامات کا ذکر کہیں نہیں ہے کہ کیا کیا نقصانات ہوئے اور کوئی تفصیلی تصویر کشی نہیں کی گئی مگر یہ بات تاریخی قرائن سے یقینی طور پر ثابت ہے کہ حرم بھی ٹھیک ٹھاک نقصانات کی زَد میں آیا ہے اور ۷۷۵ھ میں بغداد پھر ڈوب گیا۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ جو مکانات اور گھر اس طوفانی اور سیلابی آفت کی زد میں آ کر گرے ہیں وہ تقریباً چھ ہزار مکانات تھے اور بہت سے مقامات، جیسے مشہد اَحمد، مشہد اَبو حَنیفہ اور دیگر مذہبی مقامات تک بغیر چوپایوں کی سواری کے چل کر نہیں جایا جا سکتا تھا۔

(تاریخ العراق بین احتلالین جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

ذیقعد، بروز ہفتہ بمطابق ۸۰۳ھ کو جب تیمور بغداد آیا تو چالیس دن کے محاصرے کے بعد اُس نے بغداد کو فتح کر لیا اور ذی الحج کے مہینے کے پہلے عشرے میں وہ یہاں سے نکل کر چلا گیا، اور پھر اُس نے حرم امام موسیٰ کاظمؑ کی زیارت کی اور حلّہ کی جانب چل پڑا۔

(تاریخ العراق بین احتلالین جلد ۲ صفحہ ۲۴۰)

Presented by Ziaraat.Com

جب اَمیر اسبان بن قرا یوسف نے بغداد پر تسلط پا لیا بتاریخ شبِ جمعرات ۱۲ شعبان بمطابق ۸۳۶ھ، تو اُس کا بھائی محمد شاہ صاحب بغداد ایک کشتی میں سوار ہو کر بھاگ گیا اور مغربی جانب پر جو نکلا تو وہ پیدل چل کر مشہد امام موسیٰ کاظمؑ کی سمت گیا اور زیارت کی اور اُس کی مصاحبت کی شاہ بُوداق اور اس کے بیٹے نے اور محمود الجمّال نے، حرم میں جو سی کے نام سے ایک نامور معروف سید تھے، انہوں نے اُسے ایک گدھا دیا تو اُس کے ذریعے وہ دَجلہ کے کنارے تک پہنچے۔

(مشہد الکاظمی صفحہ ۱۳)

دسویں صدی کے اوائل میں ہی مغل، جلائرینن اور ترکمانوں کی حکومتوں کے اَدوار کا خاتمہ ہوا۔ اس دوران حرم کے متعلق روایات شاذ و نادر ہی موجود ہیں اور کوئی نئی خبر ہمارے پاس نہیں ہے۔ سوائے سلطان اُویس جلائری کی عمارت کے اور کوئی مزید تعمیر کسی کے ہاتھوں نہ ہوئی۔ جلالیری کی تعمیر میں جیسا کہ ذکر کیا جا چکا کہ اُس نے ایک گنبد کو توڑ کر دو گنبد بنوا دیے اور دو مینار اور صندوقوں کو لکڑی سے بدل کر سنگ مرمر کے بنوائے اور ایک ہی ضریح میں ملا دیا اور حرم میں دیگر تبدیلیاں آئیں۔ بظاہر ان باتوں میں کوئی اختلافِ روایات بھی نہیں ہے اور نہ ہی اِس حرم کی شکل میں پچھلی تعمیر سے کوئی زیادہ فرق ہے سوائے دو گنبدوں کے، سنگ مرمر کے، صندوقوں کے، اور کاشانی چوک اور کاشی کے ذریعے قرآنی آیات کے لکھے جانے کے اور یہ اس کاشانی کام کی نوعیت کا یہ پہلا کام تھا جو اِس حرم میں کیا جا رہا تھا۔ اِس تعمیر تو اور عمارت کے علاوہ اور کسی تعمیر کی ہمیں خبر نہیں ہے اور تاریخی نصوص بغداد کی تاریخ کے اِس تاریک ترین دور کے متعلق بہت کم اور نایاب ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

# روضہ کاظمین عہدِ صفوی اوّل میں

## (۹۱۴ھ تا ۱۰۳۲ھ)

۲۵ جمادی الثانی ۹۱۴ھ کو ترکمان کا دورِ حکومت ختم ہوا جب شاہ اسماعیل صفوی نے بغداد کو فتح کیا تھا۔ شاہانِ صفویہ کی مکمل تاریخ ہماری کتاب ''حیات شہزادہ عبدالعظیمؑ'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ سب کے سب موسوی سید تھے۔ ظاہر ہے جب ان کی حکومت ہو تو روضہ کاظمین کیوں نہ رشکِ باغ ارم ہو جائے۔ آخر جدامجد کا روضہ ہے۔ شاہ اسماعیل صفوی کی تعمیر تاریخ روضہ کاظمین کی سب سے شاندار تعمیر ہے۔ جس کے آثار اب بھی حرم اقدس میں موجود ہیں اور موجودہ حرم اقدس کی بنیادیں اسی کی قائم کردہ ہیں۔ شاہ اسماعیل صفوی کاظمین آیا۔ خداموں کو انعام و کرام اور تحائف سے نوازا۔ ان کے درمیان درجات مقرر کر کے تنخواہیں مقرر کیں۔ پھر حکم دیا کہ حرم اقدس کی عمارت کو بالکل ختم کر کے ازسرِ نو تعمیری کام شروع کیا جائے۔ اُس نے حرم کا احاطہ وسیع کیا جائے اور تمام رواق سنگ مرمر کے بنائے جائیں۔ دونوں قبروں پر دو لکڑی کے صندوق بنوا کر حرم کی تزئین و آرائش کا کام شروع کیا جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ تعمیر کا آغاز ہو گیا۔ حرم کی دیواروں پر کاشانی طابوق کا کام کرایا گیا۔ آیاتِ قرآنی اور احادیث رقم کی گئیں۔ حرم میں پہلی بار چار مینار تعمیر کیے گئے۔ وسیع و عریض مسجد کی تعمیر کی گئی۔ جو حرم کے اندر تھی۔ ان تمام امور کی ذمہ داری امیر دیوان خادم بیگ کو سونپی گئی اور خود ایران چلا گیا۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۶)

اسی طرح شاہ اسماعیل نے صحن کے نظم و ضبط پر بہت زور دیا۔ صحن سے متصل اصطبل تھا، جہاں زائرین اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ اس نے اصطبل کو دور کروایا اور صحن کے عقب میں لے جانے کا حکم دیا۔ حرم کے لئے بیش قیمت فانوس، قندیلوں اور فرش وغیرہ

Presented by Ziaraat.Com

کا اہتمام کیا، جن میں بعض قندیلیں سونے اور چاندی کی بھی تھیں۔ حرم کے لئے محافظ، موذن اور خادموں کی جماعت مقرر کی۔ سب سے پہلے اسی کے دور میں حرم میں دو گنبد بنائے گئے۔ رواقوں کی تعمیر کی گئی۔ میناروں پر کاشی کا کام کرایا گیا۔ ہر شے اپنے مقام پر قرار پائی۔ سنگ مرمر کے تمام ساز وسامان اپنے مقامات پر لگا دیئے گئے۔ اس کے احکامات کی لفظ بہ لفظ اطاعت کی گئی اور کوئی حکم ایسا نہ تھا جو بصد خلوص واحترام اور امانت داری سے جاری نہ کیا گیا ہو۔

(تاریخ المشہد الکاظمی صفحہ ۵۵ تا ۵۷)

## عہدِ صفوی کے آثار جو اب بھی حرم میں موجود ہیں

۱۔ حرم مطہر کی دیواروں پر بنے ہوئے کاشانی طرز کے نقش ونگار اور سونے کے پانی سے لکھی ہوئی وہ عبارات ہیں جو پورے روضے کے اندر اور باہر کی جانب پھیلی ہوئی ہیں اور زمین حرم سے تقریباً دو میٹر اور بلندی پر ہیں اور اس پوری نقش ونگار کی تزئین ورونق ایک وہ مکتوب ہے جو روضے کی مغربی دیوار کی مولا کے سَرِ مبارک کی جانب سے شروع ہوتا ہے اور اس میں سورۃ العصر لکھی ہوئی ہے اور یہ مشرقی دیوار کے درمیانی حصوں میں مکمل ہو جاتی ہے اور اُس کے فوراً بعد سورۃ قباء شروع ہوتی ہے اور وہ شمالی دیوار کے آخری حصے میں ختم ہوتی ہے اور پھر سورۃ زُمر کی تین آیات شروع ہوتی ہیں:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَاءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ○ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ○ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ تک اور اس کے بعد ۹۳۵ھ لکھا ہوا ہے۔

اس لکھی ہوئی تاریخ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ عمرانی کام اسماعیل کی وفات کے

Presented by Ziaraat.Com

بعد شاہ طہماسب کے دور میں ختم ہوا۔ یا پھر ممکن ہے کہ تاریخ نصب اور تاریخ انتہا کی تجدید کی گئی ہو اور یہ کام سن ۹۳۶ھ میں ہوا ہو۔

۲۔ کاشانی طابوق کا وہ کام جو مشرقی رَواق کی دیوار کے بیرونی حصے پر صحن کی جانب لکھا ہوا ہے اور یہ ختم ہو رہا ہے ایک ایوان خاص میں جو کہ تین اضلاع پر مبنی ہے اور باب المراد کے رواق کے درمیان میں ہے، جو کہ اُصل سنہرے دروازے سے ملا ہوا ہے اور اس پر یہ لکھا ہوا ہے:

"امَرَ بـاءِ نشاءِ هٰذِهِ العِمَارَةِ الشريفة سلطان سلاطين العالم : طل الله على جـميع بنى آدم، ناصر دين جده الأحمدى، رافع أعلام الطريق المحمدى، ابـو الـمظفر شاه اسماعيل بن شاه حيدر بن جيد الصفوى الموسوى، خلد الـلـه لا عـلاء ألـويـه الـديـن المبين ملكه وسلطانه وأئد لهدم قواعد أهل الـضلال حجة وبرهاته، و حرر ذلك فى ساد شهر ربيع الثانى سنة ۹۲۶ھ"

ترجمہ:۔ اِس عمارت کو بنانے کا حکم سلطان سلاطین جہاں، خدا اُس کا سایہ تمام بنی آدم کے سر پہ قائم رکھے جو کہ اپنے جداحمدؐ کی نصرت کرتا تھا اور محمدیؐ راستے کے علم اُٹھانے والا تھا، ابومظفر شاہ اسماعیل ابن شاہ حیدر ابن جنید صفوی الموسوی، خدا دین مبین کی سربلندی کے لئے اُس کی حکومت اور بادشاہت کو قائم و دائم رکھے اور گمراہی کی راہ پر چلنے والوں کی ہدایت اور اُن کو راستے سے ہٹانے کے لئے خدا اُس کی مدد فرمائے اور یہ کتابت ماہِ ربیع الثانی کی چھ تاریخ سن ۹۲۶ھ کو مکمل ہوئی۔

۳۔ لکڑی کے دو صندوق جو کہ دونوں قبروں پر آج تک موجود ہیں اور یہ دونوں صندوق برابر ہیں، اوپر کی جانب سے چپٹے اور چوڑے ہیں اور اعلیٰ ترین قسم کی مضبوط ترین لکڑی سے تیار شدہ ہیں، ان دونوں کی لمبائی تقریباً ساڑھے تین میٹر ہے اور چوڑائی دونوں کی دو میٹر ہے اور اسی طرح سے ان کی اونچائی بھی اور یہ سب اندازے تقریبی ہیں حتمی نہیں

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ دونوں صندوق چار بڑے الواح اور آٹھ چھوٹے الواح پر مشتمل ہیں جو کہ بڑے سے ملی ہوئی ہیں یعنی صندوق کے چاروں طرف تین لوح لگے ہوئے ہیں اور اُن میں سے ایک بڑا کوچ درمیان میں ہے، اور اُس کے ہر طرف چھوٹی لوح لگی ہوئی ہے جن کے اوپر حسین اور مُنقّش فیروزے کے پتھر لگے ہوئے ہیں جن کے ساتھ نقش و نگار اور مکتوبات بھی ہیں اور یہ تمام بڑے اور چھوٹے ٹکڑے، بذاتِ خود بہت سارے چھوٹے ٹکڑوں پر مشتمل ہیں جو مختلف اور متنوع شکلوں سے بنے ہوئے ہیں اور اس کی بناوٹ اور تنصیب کچھ یوں ہے کہ یہ ایک دوسرے سے مُتصل بھی ہیں اور سب مل کر ایک لوح بن جاتے ہیں اُس کے اطراف میں چار فریم ہیں جو فیروزے سے ملمع اور سجے ہوئے ہیں۔ اُس کے اوپر چادر ہے جو بڑے اُبھرے ہوئے فیروزوں سے بھری ہوئی ہے، اور ان تمام ٹکڑوں میں سے ہر ایک ٹکڑا جو کہ چھوٹا ہے وہ ہندسی نقوش و نگار اور زھری ڈیزائن وغیرہ سے سجا ہوا ہے۔ ہر لوح کا ڈیزائن اور سنگھار دوسرے لوح کے سنگھار اور خوبصورتی سے بالکل الگ ہے، اور یہ نقشِ خاتم کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہ نقش تمام تر نقش و نگار میں سب سے حسین اور ظریف اور سب سے معروف نقش ہے اور خوبصورتی اور آرائش کے لئے جو لکڑیاں استعمال ہوئی ہیں وہ آبنوس، لیموں، مُنقّا، سَاج، کی لکڑیاں ہیں اور ہاتھی دانت اور اُونٹ اور گھوڑے کی وہ ہڈیاں جو خوبصورتی اور نقش و نگار میں استعمال ہوتی ہیں اور مہنگے ترین موتی اور برونز کے ٹکڑے اور مختلف معدنیات پتھر وغیرہ جو سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے ہیں اور دیگر رنگ روغن جیسے کہ صندلوس کا پانی اور دیگر روغنی مواد کو انہیں رنگنے اور نقش و نگار کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور وہ کچھ حسن و جمال جس کی توصیف بھی نہیں کی جا سکتی جیسا کہ بعض الواح پر نسخی مکتوبات بڑے بڑے حروف میں نہایت حسن خطاطی کے ساتھ تحریر ہیں اور بعض خط کوفی کے کلمات نقش کی زینت کے لئے لکھے ہوئے ہیں۔ ہم اُن تحریروں کا ذکر کرنے جا رہے ہیں جو صندوق امام موسیٰ کاظمؑ پر تحریر ہیں۔ اُن پر دَس حلقے لکھے ہوئے ہیں جو کہ خطِ نسخ میں بڑے

Presented by Ziaraat.Com

بڑے لکھے ہیں۔ چار داہنے جانب پر ہیں اور اتنے ہی بائیں جانب پر ہیں اور ایک لائن اوپر کی جانب ہے اور دوسری نیچے کی جانب، اور دوسرے لَوح پر اِسی طرح سے دَس حلقے ہیں جیسا کہ پچھلے کا ذکر ہوا، اور تمام مکتوبات نیچے سے شروع ہو رہے ہیں، اور جو نصُوص لَوح پر مکتوب ہیں وہ پڑھنے والے کے دائیں جانب پر پڑتے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

**۱ . هذا ضريح سيد هذه الامه، و كاشف الكروب والمة، و سابع معصومي الائمه.**

**۲ . كرى القدر عظيم االبينات، كثير التهجد والصلوات ، المشود له.**

**۳ . بالفصائل والكرامات، والمشهود بالعبادة والمواطب على الطاعات**

**۴ . الاماء الخير القالم، الصالم العالم، الذى هو النا الباطل.**

**۵ . هادم، أبى ابراهيم موسيض الكاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن على زين العابدين ابن الحسين الشهيد.**

**۶ . ابن الامام المفروض الطاعة على المومنين، و امام المتقين، اسد امة الغالب**

**۷ . أبى الحسنين على بن أبى طالب، عليهم (من) الصلوات المباركة والتحيات.**

**۸ . أنماها، ما أظلم ليلها وأزهر ضحاها، وكمل عمله واصطناعه**

**۹ . فى شهر اللهالاعظم رمضان المبارك منشهود سنة است و عشرين و سمعمائة.**

**۱۰ . وصلى الله على سيدنا و نبينا وآله الطاهرين، والحمد الله رب العالمين.**

۱۔ یہ اِس اُمت کے سید و سردار کی ضریح ہے جو کاشفِ کرب وغم ہیں اور اماموں میں سے

Presented by Ziaraat.Com

ساتویں امام ہیں۔

۲۔ جن کی قدر بہت زیادہ ہے اور یہ تہجد گزار اور نمازی ہیں، جن کی گواہی دیتی ہیں۔

۳۔ ان کی فضیلتیں اور کرامتیں، وہ جو عبادات اور طاعتِ الٰہی کے معاملے میں مشہورِ خاص و عام ہیں۔

۴۔ خیر کے امام جو کہ حق کے لئے قیام کرتے ہیں اور عالم و روزہ دار رہے ہیں، وہ جو کہ باطل کی بنیادوں کو۔

۵۔ منہدم کرنے والے ہیں، اَبوابراہیم موسیٰ کاظمؑ ابن جعفر صادقؑ ابن محمد باقرؑ ابن علی زین العابدین ابن حسین شہیدؑ۔

۶۔ اُس امامؑ کے فرزند جن کی اطاعات فرض ہیں تمام مومنین پر، امام متقینؑ، اسداللہ الغالبؑ۔

۷۔ پدر حسنینؑ حضرت علی ابن ابی طالب اور اُن پر برکتیں نازل ہوں۔

۸۔ وہ برکتیں جو سب سے افضل و اعظم ہوں، جب تک راتوں کی سیاہی ہے اور جب تک دنوں کی روشنی ہے اور اس کام کو مکمل کیا گیا۔

۹۔ سال کے تمام مہینوں سے افضل ترین مہینہ میں جو رمضان المبارک اور اللہ کا مہینہ ہے بمطابق سن ۹۲۶ھ

۱۰۔ اور اللہ کا درود و سلام ہو ہمارے آقا نبیؐ و مولاؑ اور ان کی آلِ طاہرین پر اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو رَبّ العالمین ہے۔

اور دوسرے لَوح پر بھی اسی طرح سے دَس حلقے لکھے ہوئے ہیں۔ سامنے سے داہنے جانب کی طرف، اور وہ سب یہ ہیں:

۱ . بأمر السلطان العادل الكامل، محيي مراسم

۲ . الشريعة المصطفوية، معلي معالم الطريقة المرتضويه

Presented by Ziaraat.Com

۳ . الذی فان سلاطین الافاق بحباک (سرادقات)

۴ . جلاله مسدوة، وأطناب ظلال معدلته علی

۵ . مفارق أهل الاسلام ممدة، والموافق من عند الملک المنان.

۶ . السلطان بن السلطان بن السلاطن بن السلطان.

۷ . أبو المظفر شاه اسماعیل خان الحسینی.

۸ . خلد الله اقباله وأید علی مفارق أهل الاسلام.

۹ . ظلاله، و تمت هذه الصنعة الشریفه بعد مساعدة

۱۰ . التوفیقات الالهیة و معاضدة التابیدات الشاهیه فی سنه

ترجمہ: بحکم سلطان عادل و کامل، شریعت مصطفوی کے مراسم کا احیاء یعنی زندہ رکھنے والے اور طریقت مرتضوی کے معالم کو بلند کرنے والے، جن کی عظمتوں کے آگے آسمانوں کی بلندیوں کو چھونے والے تمام تر سلاطین جھک جائیں۔ اُس کے جاہ و جلال کے آگے وہ ٹھنڈے پڑ جائیں اور اُن کا سایہ، رحمت اہل اسلام پر قائم و دائم رہے اور خدائے منان اُنہیں توفیق اور کامیابی دے، سلطان ابن سلطان ابن سلطان، اَبو مظفر شاہ، اسماعیل خان الحسینی، خدا اُس کے قیام کو باقی رکھے اور اسلام پر چلنے والوں کو ان کے ذریعے مدد کرے، اور یہ سب کام تمام ہوئے الٰہی توفیقات کے تحت سن میں۔

اور بڑی لُوح کے دونوں جانب بیچوں بیچ دو دائرے ہیں اور ہر دائرے کے درمیان ایک چوکور شکل ہے جس میں تین سطروں میں خطِ نسخ میں لکھا ہے۔

(لا الٰہ اِلا اللہ ۔۔۔۔ محمد رسول اللہ ۔۔۔۔ علی ولی اللہ)

اور چار مقامات جو دائروں اور چوکور شکل کے ہیں اُن میں بارہ اماموںؑ کے نام لکھے ہیں، تین تین نام کر کے لکھے ہوئے ہیں جو کہ اوپر کی جانب سے ہیں: اور وہ یہ ہیں:

(علیؑ حسنؑ حسینؑ، علیؑ محمدؑ جعفرؑ، موسیٰؑ علیؑ محمدؑ، علیؑ حسنؑ محمدؑ)

Presented by Ziaraat.Com

اور دوسرے دائرے پر بالکل وہی ہے جو پہلے دائرے پر مکتوب ہے اور لوح سے متصل چھوٹی الواح میں چودہ دائروں کے اندر جو کہ مُسَدَّس شکل میں ہے، چودہ معصومینؑ کے نام لکھے ہیں، ہر دائرے میں ایک نام ہے اور اوپر کی جانب بھی ایسا ہی ہے اور نیچے کی جانب بھی یہی حساب وکتاب ہے اور پانچ دائیں جانب اور اسی طرح سے پانچ بائیں جانب ہیں اور یہ نسخی بڑے بڑے حروف میں لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے:۔

۱. اللھم صل علی محمد المصطفیٰ
۲. وصل علی المرتضیٰ
۳. وصل علی فاطمة الزھراؑ
۴. وصل علی الحسن المجتبیٰ
۵. وصل علی الحسین الشھید کربلاؑ
۶. وصل علی علی زین العابدینؑ
۷. وصل علی محمد الباقرؑ
۸. وصل علی جعفر الصادقؑ
۹. وصل علی موسیٰ الکاظمؑ
۱۰. وصل علی علی الرضاؑ
۱۱. وصل علی محمد التّقیؑ
۱۲. وصل علی علی النقیؑ
۱۳. وصل علی الحسن العسکریؑ
۱۴. وصل علی محمد المھدیؑ

امامؑ کے قدموں کی جانب جو لوح ہے اُن پر کوئی کتابت نہیں ہیں، صرف نقش و نگار ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

صندوقِ امام جوادؑ پر بھی جو نصوص لکھے ہیں وہ خط نسخ میں مکتوب ہیں اور بڑے اور کھلے حروف میں اس طرح سے لکھی ہیں کہ پوری لُوح پر ایک ہی سطر لکھی ہوئی ہے اور سر کی جانب ہے اور یہ سورۂ دھر ہے جو کہ بسم اللہ سے شروع ہو کر صدق اللہ و رسولہُ الکریم پر ختم ہو رہی ہے اور قبلے کی سمت پر ایک بڑی لَوح ہے جس پر خط کوفی سے عاج کے پانی سے بھرپور طرز میں لفظِ (علی) تین دفعہ مرکز کی جانب متوجہ کر کے لکھا گیا ہے اور اسی طرح سے لفظِ (محمد) تین دفعہ مرکز کی طرف متوجہ کر کے لکھا ہوا ہے اور یہ سب کل اٹھارہ مُسدّس ہیں جن میں سے تین اوپر ہیں اور تین نیچے ہیں اور تین دائیں جانب ہیں اور تین بائیں جانب پر ہیں اور لفظ (علیؑ) کو عاج کے پانی سے لکھا گیا ہے بالکل پچھلے طرزِ تحریر پر کہ دو چھوٹی لَوحیں اِس بڑی لَوح سے متصل ہیں اور یہ ۱۴ مُسدّس ہیں۔ دو اوپر کی جانب ہیں اور اسی طرح سے نیچے بھی ایسے ہی ہے پانچ دائیں جانب ہیں اور پانچ بائیں جانب پر اور سرہانے یعنی قبلے کی طرف اور قدموں کی طرف جو لَوح ہے اُن پر کچھ بھی لکھا نہیں ہے، بلکہ یہ صرف نقش و نگار سے مزین ہیں۔ دونوں صندوقوں کا کام سن ۹۲۶ھ میں مکمل ہوا اور اِن دونوں صندوقوں کے ساتھ حرم کے لکڑی کے دروازوں کا کام مکمل ہو گیا اور اِن دونوں کے تین نمونے آج تک بغداد کے آثارِ عربیہ میں کمرہ نمبر ۲۱ میں موجود ہے اور ان کا سیریل نمبر ہے ۱۴۶ ع اور ۱۴۷ ع اور ۱۴۸ ع اور انہیں اُن کی جگہوں سے نکال کر دوسرے سونے اور چاندی کے دروازے لگائے گئے اور ان کا مکتوبی طرزِ کتابت سابقہ صندوقوں جیسا ہی تھا۔ یہ دروازے بناوٹ میں انوکھے ہیں مگر آپس میں سب ایک سے ہیں اور ان میں سے ہر ایک نمونہ تین خشوات (حاشیے) ہیں اور یہ اوپر، نیچے، آگے، پیچھے چاروں طرف سے چھوٹے اور بڑے اور درمیانے سائزوں پر مبنی ہیں۔ ان پر ہندی شکلیں اور نقش و نگار بنے ہوئے ہیں اور اِن میں زیادہ تر شیشم کی لکڑی، صندل کی لکڑی، ناریل کے پیڑ کی لکڑی اور دُنیا کی دیگر مہنگی ترین اعلیٰ قسم کی لکڑیاں لگائی گئی ہیں۔ اِن میں بعض موتیوں اور عاج کے پانی سے اور

Presented by Ziaraat.Com

معدنیات اور بعض کو چاندی کے پانی سے دھو کر لگایا گیا ہے اور یہ جگمگاتے رہتے ہیں اور ان پر کوفی مکتوبات بھی لکھے ہوئے ہیں اور اِن نمونوں میں سے ایک ایسا ہے جو دوسروں سے چودہ معصومینؑ کے ناموں سے بھرپور ہے اور وہ یوں لکھے ہیں:۔
درمیان میں:۔ اللھم صلّ علی النبی...... المصطفیٰؐ اور اس کے بعد دائروں کی شکل میں پہلے بنائے ہوئے انداز میں الگ الگ دائروں میں یوں نام لکھے ہیں۔

۱۔ وَصلّ علی الاِمام علی المرتضیٰ
۲۔ والاِمام المجتبیٰؑ.
۳۔ والاِمام شھید کربلاؑ.
۴۔ والاِمام علی زین العابدین ابن المحسنؑ
۵۔ والاِمام محمد الباقرؑ
۶۔ والاِمام جعفر الصادقؑ
۷۔ والاِمام موسیٰ کاظمؑ
۸۔ والاِمام علی رضا ابن موسیٰؑ
۹۔ والاِمام محمد التقیؑ
۱۰۔ والاِمام علی النقیؑ
۱۱۔ والاِمام الحسن العسکریؑ
۱۲۔ والاِمام محمد المھدیؑ

اطراف و جوانب میں کوفی خط میں (فی حمد اللہ) لکھا ہوا ہے۔ اس کا طول ۳۱۱ سینٹی میٹر اور عرض ۸۸ سینٹی میٹر اور موٹائی ۸ سینٹی میٹر ہے۔ ایک اور نمونہ جو ۱۴۷ع نمبر رکھتا ہے اور اس کی لمبائی ۳۲۶ سینٹی میٹر اور عرض ۹۰ سینٹی میٹر اور موٹائی ۸ سینٹی میٹر ہے اس پر بھی کوفی خط میں (فی حمد اللہ) کا لکھا ہوا ہے جیسا کہ پہلے نمونے میں ہم نے بتایا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

## روضہ کاظمین پہلے ترکی دور میں

بروز پیر ۲۴ جمادی الاول سن ۹۴۱ ھ میں سلطان سلیمان قانونی بغداد میں داخل ہوا اور اس کے آنے سے صفویوں کی حکومت ختم ہوئی اور اس کا تسلط ہو گیا اور ۲۸ جمادی الاول یعنی قبضے کے چار دِن بعد سلطان جولد نے بغداد کے تمام مقامات کا دورہ شروع کیا جن میں سے ایک یہ حرمِ کاظمین بھی تھا۔ پھر جب دونوں ائمہ کی قبروں کی سلطان نے زیارت کر لی تو اُس نے وہاں کے خداموں کے لئے خزانہء بغداد سے انعامات دینے کا حکم دیا۔

(العراق بین احتلالین جلد ۴ صفحہ ۲۹)

۹۶۱ ھ کے محرم کی شروعات میں سیدی علی رئیس حلب سے بصرہ کی طرف جانے کا قصد کر کے سمندری کشتیوں کی قیادت کرتے ہوئے نکلا۔ اس سفر کے دوران جب وہ بغداد کو پہنچا تو اُس نے مساجد اور مرقدوں کی زیارت کی جن میں سے ایک حرم کاظمینؑ ہے اور اسی طرح سے حرم کی دوبارہ ۹۶۴ ھ میں زیارت کی جب وہ دوبارہ بغداد گیا۔

(العراق بین احتلالین جلد ۴ صفحہ ۲۷، ۱۰۴)

۹۷۸ ھ میں حرم مطہر کی شمال مشرقی جانب کے مینار کی تعمیر مکمل ہوئی اور چار میناروں کی بنیاد تو صفوی بادشاہوں کے دور میں پڑی تھی اور ان کی لمبائی حرم کی اوسط سطح سے بھی ایک ایک فٹ بڑھ گئی۔ جیسا کہ بتایا جا چکا۔ دوسرے مینار کی تعمیر نو سلطانِ عثمانی سلیم ثانی کے حکم پر ہوئی اس کی تعمیر کے بعد شاعر فضلی بن فضولی البغدادی نے ترکی اَشعار کہے ہیں:۔

همت کاظم و جواد قلوب ۔۔۔ بو مناره فیا منه اقدام
بخت سلطان سلیم دین بروز ۔۔۔ اول ملاذ جهان و قطب انام
مظهر عدل و مظهر احسان ۔۔۔ ماحی کفر و جامی اسلام
قلدی امداد أمر عالی ایله ۔۔۔ و یردی حق بو مناره یه اتمام

Presented by Ziaraat.Com

فـضـلـی اخـلاصـلـه دیدی تاریخ (اولـدی بـوجـا نـفزا مناره تمام)

۹۷۸ھ

جس کا مفہوم یہ ہے کہ سلطان سلیم دین پرور نے حضرت امام کاظمؑ اور امام جوادؑ کی قبر پر مینار بنوائے جو کہ ایک نیک صالح شخص ہے اور دین پرور ہے یہ مظہر عدل و احسان اور کفر کو ڈھانے والا اور اسلام کا حامی ہے اور یوں مینار مکمل ہو گئے میں فضلی اِس کی تاریخ رقم کرتا ہوں۔ پھر تُرکی زبان میں مادّہ تاریخ کہا ہے۔

اِس مینار کی تعمیر کا کام والی بغداد مراد باشا کے دور میں مکمل ہوا اور اس کے بنانے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ یہ مینار مسجد اور حرم کی قبروں کے مابین ہے۔ یہ تمام اَشعار ایک ماربل پر لکھے ہوئے (طارمہ باب المراد) نامی ایوان میں لگے ہوئے ہیں اور اس سال سلطان سلیم کی والدہ تہتر کا حرم آئیں تا کہ وضو اور غسل کر کے زیارت کریں۔

(العراق بین احتلالین جلد۴ صفحہ ۳۵۔۱۱۲۔۱۱۴)

# روضہ کاظمین دوسرے عہدِ صَفَوی میں

## (۱۰۳۲ھ تا ۱۱۴۴ھ)

بروز اتوار ۲۳ ربیع الاوّل ۱۰۳۲ھ کو شاہ عباس کبیر صفوی نے بغداد کو فتح کر لیا، اور پھر وہاں ۹۲ سال بعد دوبارہ صفویوں کی حکومت آ گئی۔ تمام حالات پر تصرّف پانے کے بعد شاہ نے حرم کاظمینؑ کی زیارت کی اور جو کچھ جنگوں اور فتنہ وفساد سے خراب ہوا تھا اسے دوبارہ بنوانے کا حکم دیا۔ اُس کا ایک اہم کام جو تھا وہ یہ کہ اُس نے ایک مضبوط فولادی ضریح بنوائی جو کہ دونوں صندوقوں کے اوپر لگائی گئی تا کہ دشمنوں اور عشائر کے حملوں کے باعث ضریح کو نقصان نہ پہنچے۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۶)

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے تھا، مشرقی، مغربی، جنوبی جوانب سے اور شمالی جانب سے جامع مسجد حرم اور صحن کا وہی سائز رہا جو آج تک موجود ہے اور حرم کے اس احاطے میں جو گھر تھے انہیں منہ بولی رقومات پر خرید اگیا اور ایک گھر ایسا رہا کہ جس کا مالک راضی نہ ہوا، پھر وہ صحن کی آڑ میں آتا رہا اور ایسا ہی رہا یہاں تک کہ سن ۱۲۴۶ھ کو جب طاعون کی وباء پھیلی تو وہ گھر والے چلے گئے اور کہیں اور آباد ہو گئے اور اس جگہ کے شرعی ذمہ دار اُس دور کے علماء کے بزرگ شیخ محمد حسن آلِ یاسین متوفی ۱۳۰۸ھ تھے جن کی اجازت سے اُسے توڑ دیا گیا اور صحن کو ملا کر بڑا کر دیا گیا۔

حرم میں یہ تعمیراتی کام محمد شاہ کی موت کے بعد بھی نہ رُکے جو کہ سن ۱۲۱۱ھ میں فوت ہو گیا، بلکہ فتح علی شاہ جو اس کے بعد آیا اُس نے کچھ اور کام کروائے۔ اُن میں سے اہم کام دونوں گنبدوں کا اندرونی نقش ونگار اور انہیں سونے اور چاندی کے پانی سے اور شیشوں کے ٹکڑوں اور کاشی کاری کر کے سجانا شامل ہے اور روضے کی دیواروں کو کاشانی طابوق اور مکتوبات سے مزین کیا جو کہ چھت سے ملنے والا دیواروں کا حصہ تھا۔ رنگ برنگے شیشوں سے دیواریں اور بھی دلکش ہو گئیں اور پھر اُس نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ دونوں گنبدوں اور چاروں میناروں کو سنہرا کر دیا اور سونے کے پانی سے وہ دَمک اُٹھے مگر کربلا میں امام حسینؑ کی قبر کے گنبد کو اس مزار سے پہلے سنہرا کیا اور یہ کام سن ۱۲۲۹ھ میں مکمل ہوا جیسا کہ فارسی اشعارِ تاریخ سے پتہ چلتا ہے، جو کہ یہ ہیں: (گنبد موسیٰ ابن جعفرؑ بجهان زرّیں شُد) یعنی حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کا گنبد زرّیں ہو گیا دنیا والوں کے لئے یہ سن ۱۲۱۱ھ کے موافق ہے اور یہ گنبد امام حسینؑ کے سنہرا کرنے کا سال ہے جسے فتح علی شاہ نے بدل دیا اور یہ سب ماربل جن پر تاریخ کے قطعات تھے انہیں بغیر تاریخ کے دیکھے یہاں سے نکال کر دوسری جگہ پر گنبد کے پاس اوپر لگا دیا گیا اور تیرھویں صدی ہجری کے درمیانی حصے میں جو اعمال ہوئے اُن میں سے ایک اُس حوض کی تعمیر نو ہے جو کہ مشرقی صحن کے بیچ میں تھا اور سلطان سلیم کی ماں

Presented by Ziaraat.Com

فضلی اخلاصلہ دیدی تاریخ (اولدی بوجا نفزا منارہ تمام)

۹۷۸ھ

جس کا مفہوم یہ ہے کہ سلطان سلیم دین پَروَر نے حضرت امام کاظمؑ اور امام جوادؑ کی قبر پر مینار بنوائے جو کہ ایک نیک صالح شخص ہے اور دین پَروَر ہے یہ مظہر عدل و احسان اور کفر کو ڈھانے والا اور اسلام کا حامی ہے اور یوں مینار مکمل ہو گئے میں فضلی اِس کی تاریخ رقم کرتا ہوں۔ پھر تُرکی زبان میں مادّہ تاریخ کہا ہے۔

اِس مینار کی تعمیر کا کام والی بغداد مراد باشا کے دور میں مکمل ہوا اور اس کے بنانے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ یہ مینار مسجد اور حرم کی قبروں کے مابین ہے۔ یہ تمام اَشعار ایک ماربل پر لکھے ہوئے (طارمہ باب المراد) نامی ایوان میں لگے ہوئے ہیں اور اس سال سلطان سلیم کی والدہ تہتر کا حرم آئیں تا کہ وضو اور غسل کر کے زیارت کریں۔

(العراق بین احتلالین جلد۴ صفحہ ۳۵۔۱۱۲۔۱۱۱۔۱۱۴)

# روضہ کاظمین دوسرے عہدِ صَفَوی میں

(۱۰۳۲ھ تا ۱۴۴ھ)

بروز اتوار ۲۳ ربیع الاوّل ۱۰۳۲ھ کو شاہ عباس کبیر صفوی نے بغداد کو فتح کر لیا، اور پھر وہاں ۹۲ سال بعد دوبارہ صفویوں کی حکومت آ گئی۔ تمام حالات پر تصرّف پانے کے بعد شاہ نے حرم کاظمینؑ کی زیارت کی اور جو کچھ جنگوں اور فتنہ وفساد سے خراب ہوا تھا اسے دوبارہ بنوانے کا حکم دیا۔ اُس کا ایک اہم کام جو تھا وہ یہ کہ اُس نے ایک مضبوط فولادی ضریح بنوائی جو کہ دونوں صندوقوں کے اوپر لگائی گئی تا کہ دشمنوں اور عشائر کے حملوں کے باعث ضریح کو نقصان نہ پہنچے۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۶)

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ سیاسی تعلقات جو ایران اور ترکی کے درمیان اچھے تھے اُن کے باعث اس ضریح کا بھیجا جانا کافی وقت لے گیا اور ۱۱۱۵ھ میں جمادی الثانی کے مہینے میں اُس سال علمائے دین اور وزراء اور بزرگوں کا وفد آیا اور اس ضریح کو نصب کرنے کے لئے ایک بڑی تقریب منعقد کیا گیا۔ اس وفد کی سربراہی شیخ الاسلام شیخ جعفر کمرئی نے کی۔ اُن کے ساتھ یہ فولادی ضریح تھی۔

(فوائد الرضویہ جلد ا صفحہ ۷۵)

اِس تقریب میں ہزاروں ایرانیوں اور عراقیوں کا مجمع شریک ہوا، اور روایت ہے کہ یہ ضریح کافی موٹی اور بڑی تھی اور اُس پر کافی ساری تحریریں تھیں من جملہ سورۃ دھر اور دیگر قرآنی آیات تحریر تھیں اور بعض اشعار اور قطعات بھی تھے۔

صفوی بادشاہوں کے دوسرے دورِ حکومت کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ شاہ صفی ابن شاہ عباس صفوی نے ۱۰۴۵ھ میں حرم میں بعض اصلاحات اور ترمیمات بھی کروائیں، جیسے کہ چاروں بڑے میناروں کی لمبائی کیوں کہ حرم کی اوسط سطح سے بہت لمبی تھی لہٰذا اُنہیں چھوٹا کروایا کیونکہ یہ ڈر تھا کہ حرم کی چھت ان کا بوجھ شاید نہ سنبھال پائے کیونکہ پہلے ہی دو بڑے بڑے گنبد اِس پر بنے ہوئے تھے۔

(صدی الفواد صفحہ ۱۷)

# روضہ کاظمین دوسرے عہدِ ثانی میں

۱۰۴۸ھ کے ۱۸ شعبان کو صفوی حکومت ختم ہوئی جب ایرانی فوج نے ترکی فوج سے امان طلب کی جنہوں نے حملہ کر دیا تھا۔ اس کی قیادت سلطان مراد عثمانی نے کی اور عثمانی فوج نے ۲۳ شعبان کو بغداد فتح کر لیا۔

(العراق بین احتلالین جلد ۴ صفحہ ۲۲۴)

Presented by Ziaraat.Com

اسی سال سلطان مراد القودۃ نے آستانے کی زیارت کی اور مزارات کا دورہ کیا اور ۱۲ شعبان کو حرم کاظمینؑ کی زیارت کی اور ہمیں روایت ملتی ہے کہ ترکی فوجوں کے ساتھ بعض فتنہ انگیزی کرنے کے شوقین افراد بھی تھے۔ جنہوں نے سلطان مراد کے قبضہ کر لینے کے بعد جو چاہا برباد کیا اور تباہ کر ڈالا اور من جملہ حرم کی سونے اور چاندی کی قندیلیں بھی توڑ ڈالیں۔ پھر گیارہویں صدی ہجری کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اُس کے بعد اس صدی کی اور کوئی معلومات ہمارے پاس نہیں ہیں۔

پھر بارہویں صدی ہجری آ گئی اور ختم ہو گئی اور مصادر اور مورخین اُس کے بارے میں خاص طور پر حرم کے حوالے سے قرطاس کو خالی چھوڑ گئے اور یہ محض غفلت ہے۔ سوائے اس کے کہ نادر شاہ نے سن ۱۱۵۳ھ میں اپنے اُمراء میں سے ایک کے ہاتھوں کچھ مہنگے تحفے اور ہدیہ جات عراق کے مقدس مقامات کے لئے بھجوائے اور جب یہ تحفے مل گئے تو وزیر نے اُسے لکھ کر ایرانی حکومت کے نائب کو دے دیا کہ اُنہیں ان کی خاص جگہوں پر لگا دیا جائے۔

(دوحۃ الوزراء صفحہ ۴۶)

اس صدی میں عبدالرحمان سویدی کی روایت کے مطابق ایک اور چیز جو حرم کے متعلق پیش آئی وہ یہ کہ وہاں کے والی حسن پاشا متوفی سن ۱۱۳۵ھ نے امام موسیٰ کاظمؑ کے حرم کی ایک چھت کو اس کی لکڑیوں کے کمزور اور بوسیدہ ہونے کے باعث دوبارہ تعمیر کروایا۔

(حدیقۃ الوزراء صفحہ ۶۹)

۱۲۰۷ھ میں آقا محمد شاہ قاچاری کے حکم کے مطابق وہ تمام کام دوبارہ شروع کر دیئے گئے جو صفویوں کے حکم پر شروع تو ہوئے تھے مگر ادھورے تھے اور اُن میں سے ایک اُس مینار کا ادھورا پن تھا جو کہ چوتھا مینار تھا اور سلطان سلیم کے دور کا بنا ہوا تھا مگر اُسے دوسرے باقی تین میناروں کی طرح چھت کا سہارہ نہ تھا جو کہ شاید خطرہ ہو سکتا تھا جس کے پیش نظر چھت بنوائی اور ان کے علاوہ ایک بڑا صحن بنایا گیا جو حرم کو تین سمتوں سے گھیرے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے تھا، مشرقی، مغربی، جنوبی جوانب سے اور شمالی جانب سے جامع مسجد حرم اور صحن کا وہی سائز رہا جو آج تک موجود ہے اور حرم کے اس احاطے میں جو گھر تھے انہیں منہ بولی رقومات پر خریدا گیا اور ایک گھر ایسا رہا کہ جس کا مالک راضی نہ ہوا، پھر وہ صحن کی آڑ میں آتا رہا اور ایسا ہی رہا یہاں تک کہ سن ۱۲۴۶ھ کو جب طاعون کی وباء پھیلی تو وہ گھر والے چلے گئے اور کہیں اور آباد ہو گئے اور اس جگہ کے شرعی ذمہ دار اُس دور کے علماء کے بزرگ شیخ محمد حسن آلِ یاسین متوفی ۱۳۰۸ھ تھے جن کی اجازت سے اُسے توڑ دیا گیا اور صحن کو ملا کر بڑا کر دیا گیا۔

حرم میں یہ تعمیراتی کام محمد شاہ کی موت کے بعد بھی نہ رُکے جو کہ سن ۱۲۱۱ھ میں فوت ہو گیا، بلکہ فتح علی شاہ جو اس کے بعد آیا اُس نے کچھ اور کام کروائے۔ اُن میں سے اہم کام دونوں گنبدوں کا اندرونی نقش و نگار اور انہیں سونے اور چاندی کے پانی سے اور شیشوں کے ٹکڑوں اور کاشی کاری کر کے سجانا شامل ہے اور روضے کی دیواروں کو کاشانی طابوق اور مکتوبات سے مزین کیا جو کہ چھت سے ملنے والا دیواروں کا حصہ تھا۔ رنگ برنگے شیشوں سے دیواریں اور بھی دلکش ہو گئیں اور پھر اُس نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ دونوں گنبدوں اور چاروں میناروں کو سنہرا کر دیا اور سونے کے پانی سے وہ دمک اُٹھے مگر کربلا میں امام حسینؑ کی قبر کے گنبد کو اس مزار سے پہلے سنہرا کیا اور یہ کام سن ۱۲۲۹ھ میں مکمل ہوا جیسا کہ فارسی اشعارِ تاریخ سے پتہ چلتا ہے، جو کہ یہ ہیں: (گنبد موسیٰ ابن جعفرؑ بجہان زرّیں شُد) یعنی حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کا گنبد زرّیں ہو گیا دنیا والوں کے لئے یہ سن ۱۲۱۱ھ کے موافق ہے اور یہ گنبد امام حسینؑ کے سنہرا کرنے کا سال ہے جسے فتح علی شاہ نے بدل دیا اور یہ سب ماربل جن پر تاریخ کے قطعات تھے اُنہیں بغیر تاریخ کے دیکھے یہاں سے نکال کر دوسری جگہ پر گنبد کے پاس اوپر لگا دیا گیا اور تیرہویں صدی ہجری کے درمیانی حصے میں جو اعمال ہوئے اُن میں سے ایک اُس حوض کی تعمیر نو ہے جو کہ مشرقی صحن کے بیچ میں تھا اور سلطان سلیم کی ماں

Presented by Ziaraat.Com

نے اسے تاسیس کیا تھا اور الحاج عبدالمطلب بہبہانی نے اس کی تعمیر نو کی۔

۱۲۵۵ھ ایوانِ صغیر (چھوٹا ایوان) کو جو کہ بابِ رَواق سے شروع ہوتا ہے، سونے کا پانی چڑھا دیا گیا اور یہ منوچھر خان لقب (معتمد الدولہ) کے عطیے سے کیا گیا جو کہ ایرانی حکومت کے ارکان میں سے تھا اور اس کی وفات سن ۱۲۶۱ھ کے لگ بھگ ہوئی۔

۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود ثانی نے روضہ کاظمین کو قبرِ رسولؐ کی چادر ہدیہ کی اور وہ شبِ قدر میں ضریح پر ڈالی گئی، اور اس مناسبت سے کچھ قصیدے کہے گئے۔ جن میں سے ایک عبدالغفار احرس کے اشعار کا خلاصہ یہ ہے:۔

ترجمہ شعر:۔ اے امامِ ہُدیٰ، اے امامِ حق، اے ہمارے مولاؑ ہم آپ سے ملنے آئے ہیں اے فرزند علیؑ اور فریادی بن کے آئے ہیں اے دینے والے اِمام، ہم امام موسیٰ ابن جعفرؑ اور امام جوادؑ کے مانگنے والے بھکاری ہیں اُسی نبی کا واسطہ دیتے ہیں جو عرش اور قاب قوسین کے مقام پر گئے اور قبر نبیؐ کی معطر چادر جو چڑھائی گئی اُس پر ہم خوش ہیں اور جھوم رہے ہیں اور بے شک جَد کی میراث اولاد کو ہی ملتی ہے۔ آپ ہی لوگ وجودِ کائنات کا سبب ہیں آپ لوگ دنیا میں مظلوم رہے اور تنہا و بے کس مارے گئے۔ ہماری جانب سے یہ مدح وثناء ہرگز ختم نہ ہوگی اور ہم معافی کے طلب گار ہیں۔ ملائکہ کے نزول کے اِس مقامِ رحمت پر ہم بدستِ دُعا ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے علی ابنِ علیؑ

پھر عبدالباقی العمری نے ایک قصیدہ لکھا اور دونوں ائمہؑ کی شان میں اور اُن کے حرم کے بارے میں وہاں کی قندیلوں اور آئینہ کاریوں کے حسن وجمال کی تعریف کی ہے۔

۱۲۶۹ھ میں حرم کی تمام تر چیزیں بلور اور دیباج سے ملمع ہوگئی تھیں جسے عبدالباقی عمری اپنے کلام میں دو مختصر اشعار میں بیان کرتا ہے کہ میں قربان ہو جاؤں اس مقام کاظمینؑ کے جلال و جمال پر اور اس چاند سورج پر۔

(دیوانِ العمری صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴)

Presented by Ziaraat.Com

۱۲۶۹ھ میں فریق سلیم پاشا نے صحن کی جنوبی مشرقی سمت پر ایک خراب شدہ جگہ کو بنوایا جسے (ولدُ الکاظمؑ) کہا جاتا تھا جس پر قصیدہ خوانوں نے خوب اشعار کہے ہیں اور عبدالباقی العمری نے بھی ایک شعر تاریخ پر مبنی کلام کہا ہے:۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ فریق سلیم کو خدا سلامت رکھے اور اس کے اس کام کو قبول کرے کہ اس نے یہ کر کے آخرت خرید کر دُنیا کا آخرت کے بدلے سودا کر لیا اور مولا کے کرم کے سائے ہوں اُس پر۔ تاریخ کا شعر ہے:

بعون أصحاب العبا أرّخوا    شاد سليم مرقد الفرقدين

۱۲۶۴ +۵ = ۱۲۶۹ھ

سلطان عبدالمجید خان ابن سلطان محمود عثمانی نے حرم کاظمین کو دو چراغ نذر کیے جو کہ ۱۲۵۵ سے ۱۲۷۷ھ کے درمیان حاکم تھا۔ شیخ جابر کاظمی نے اس پر اپنے اشعار کہے اور شاعر داؤد طوسی نے بھی مختصر سا کلام کہا ہے جن کا مفہوم یہی ہے کہ جس طرح تو نے یہ چراغ دیئے ہیں خدا تیری آخرت میں تجھے چراغ دے اور تیری قبر روشن کرے اے سلطان بزرگ اے محمود عثمانی تیری عظمت کو واقعتاً ہم مان گئے۔ خدا تجھ پر آلِ محمدؐ کا سایہ رکھے وغیرہ۔

۱۲۷۰ھ میں ناصر الدین شاہ قاچار نے ایک بڑے عالم دین شیخ عبدالحسین طھرانی کو جن کا لقب (شیخ العراقین) تھا، بھیجا کہ وہ کربلا و سامراء کے حرموں کے بعد کاظمین کے حرم میں بھی عمرانی مخطوطوں کو نافذ کردیں اور حرم کے کام یہ ہوئے کہ دیواروں کو پھیلا کر مزید وسیع کر دیا اور حرم کی بیرونی دیوار کی بھی توسیع ہوئی اور تمام دیواروں کو کاشانی طابوق سے ملمع کر کے سجایا گیا اور سنگ مرمر کا کام کیا گیا اور زائرین کی امانت داری کی جگہ بنا دی گئی جہاں وہ اپنے سامان رکھوا کے جا سکتے تھے اور مشرقی جگہ پر جو اُتاق تھا اُسے ختم کر کے سب کا مجموعی نام (طارمۃُ بابُ المُراد) رکھ دیا گیا۔ سارا کام سن ۱۲۸۵ھ میں ختم ہوا۔

۱۲۸۴ھ میں دوسرا چاندی کا دروازہ الحاج سید مرزا بابا اصطھباناتی نے لگوایا جو کہ جنوبی رواق قبلہ کے ایوان کے درمیان واقع ہے۔ تیسرا چاندی کا دروازہ اُسی سال

Presented by Ziaraat.Com

رُوضے اور مشرقی رواق کے مابین لگایا گیا جسے محسن خان ابن عبداللہ خان نے لگوایا اور ۱۲۸۴ھ میں جنوبی رواق کی چھت کے تعمیر نو کا کام شروع ہوا جو کہ حاج حسین چرچنچی بغدادی نے بنوایا اور پھر چھت لکڑی کے ستون پر کھڑی ہوگئی۔ یہ سب ۱۲۸۵ھ میں پورا ہوا۔

تیرہویں صدی ہجری اپنے انتہا کو پہنچ رہی تھی اور حرم میں تمام تر ترمیمات اور اصلاحات کا کام تمام ہوا جس میں اندرونی روضے، رواقوں، ایوانوں کے تمام تر کام شامل تھے اور اب یہ حرم فن، خوبصورتی، بے نظیری اور حسن میں ایک الگ نشانی اور پہچان بن گیا تھا۔ پس اب صحن میں بھی کسی تعمیر نو کی بھی خاصی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ایک تو یہ کہ اب صحن کافی کشادہ ہوگیا تھا اور پھر اس میں مرحومین کی قبریں تھیں جو زائرین کے پیروں تلے متبرک ہورہی تھیں اس میں امانت داری کی جگہ اور نعلین رکھوانے کی جگہ یعنی کفشداری بھی تھی نہ تعدادِ زائرین میں کمی آتی تھی اور نہ ہی ضروریاتِ حرم میں۔ بلکہ بڑھتی جاتی تھیں۔ امیر فرہاد مرزا قاچاری نے جو کہ ایران کے بادشاہ ناصرالدین شاہ کے چچا تھے۔ اس مقصد کے تحت ایک خطیر رقم دے کر دو صاحبان مال وحیثیت افراد کو اس کام کی ذمے داری دی جن کے نام حاج عبدالہادی اور حاج مہدی اُسترآبادیان تھے اور یہ دونوں تاجرین کاظمین بھی تھے، اور ان دونوں کو یہ کام سونپے:

الف۔ اموات کے دفن کے لئے منظم سردابوں کی تعمیر کریں اور یہ صحن کے ایوانوں اور احاطے کے اندر اندر ہی ہوں۔

ب۔ چاروں میناروں کو نیچے سے اوپر تک سنہرا کیا جائے۔

ج۔ صحن کی دیواروں کو اونچا کریں اور اُن میں دو خاصیتیں ہونی چاہئے۔ ایک تو یہ کہ یہ دیوار کمروں اور ایوانوں کی دیوار کی حیثیت سے بھی حسین وجمیل ہو اور جہاں سنگ مرمر والا ایوان ہے وہاں دیوار بھی اُسی طرز کی ہو اور جہاں سادہ ہو وہاں اُسی طرح اور دوسرا یہ کہ اس کے اوپر قرآنی آیات کو کاشانی طابوق کے ذریعے بڑا اور حسین جاذبِ نظر انداز میں ہونا

Presented by Ziaraat.Com

چاہئے جو کہ پورے صحن میں نمایاں ہو۔ایک طرف سے یہی دیوار باہر سے بھی قرآنی آیت سے مکتوب اور منقش ہونے کے ساتھ ساتھ بیرونی اور اندرونی منظر میں فرق بھی ہو۔آخر میں صحن مراد کا شمال مغربی جانب کا کتبہ جس کی نص یہ ہے:۔اسے زائرین کے خاکِ پا نصرُ اللہ مشہدی نے لکھا ہے جو کہ رضوی حرم کا خادم ہے۔سن ۱۲۹۸ھ۔

د۔ صحن میں دو ستون بنائے جائیں جس میں سے ایک جنوب کی جانب اور مشرقی جانب پر ہو۔، اِن دونوں ستونوں پر دو گھڑیاں لگائی جائیں۔وزیر دوست محمد خان نے جب ۱۲۸۷ھ میں عراق کی زیارت کی جس میں ناصر الدین شاہ بھی ساتھ میں شامل تھا، مگر کیونکہ اُس وقت گھڑی لگانے کی کوئی جگہ نہ تھی لہٰذا اس گھڑی کو خزانے میں رکھ دیا گیا، پس اس ستون کے بعد اب یہ گھڑی اُس مقام پر لگی جو کہ ۱۳۰۱ھ میں عمل میں آیا، اور یہ آج تک مشرقی جانب پر موجود ہے۔اس کے بعد الحاج محمد مہدی ابوشہری نے دوسرے ستون کے بن جانے کے بعد پچھلی گھڑی سے بھی بڑی ایک گھڑی ہدیہ کی جو کہ باب قبلہ پر لگائی تھی اور یہ کام سن ۱۳۰۳ھ میں ہوا۔یہ کام صحن میں بروز ۱۷ ذی قعد ۱۲۹۶ھ کو شروع ہوا اور اس کے بعد تمام کاموں کے ہو جانے کے بعد ۱۷ ربیع الاوّل ۱۳۰۱ھ کو کاموں کے اختتام کی خوشی میں ایک سہ روزہ جشن حرم میں منعقد ہوا اور کہا جاتا ہے کہ اس تعمیر پر جو مجموعی رقومات خرچ ہونے کے لئے چاہنے والوں اور زائرین وغیرہ نے دی تھیں وہ دو لاکھ عثمانی لیزہ سے بھی زیادہ ہو گئی تھیں۔اس موقع پر شعراء نے قصیدے کہے۔

جمعرات ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ کو پہلی چاندی کی ضریح دونوں قبروں کے اوپر لگائی گئی۔ اِس میں ایک خاتون حاجی سلطان بیگم بنت مرحوم مشیر الدولہ سید مرزا ابی الحسن العلوی شیرازی، متوفی سن ۱۳۰۲ھ نے اپنی جانب سے رقم دی اور اس عورت کے اس مال و رقومات پر سید حاج مرزا محمد کاظم طباطبائی تاجر اصفہانی متوفی سن ۱۳۲۵ھ کو ذمے داری دی گئی۔ یہ کام سن ۱۳۲۳ھ میں شروع کیا گیا تھا اور مذکورہ تاریخ پر ختم ہوا۔ضریح کے اوپر

Presented by Ziaraat.Com

درمیانی حصوں میں سورۂ فتح، سورۂ دھر، سورۂ جمعہ، سورۂ نباء اور آیت نور کو چاندی سے لکھا گیا جس کے ہمراہ کچھ تاریخیں بھی مکتوب تھیں اور اس پر مجموعی طور پر پچاس ہزار ایک سو میثقال چاندی خرچ ہوئی اور اس کام پر فنکاری وغیرہ کی ذمہ داریاں سید ارحم انوار دصائغ کاظمی اور اُس کے ہمراہ سید محمد علی صائغ کاظمی اور مرزا محمد شیرازی نجفی کے ہاتھوں ہوئی۔ ضریح کا دروازہ مشرقی سمت کے درمیان تھا اور اس دروازے پر کچھ چاندی سے لکھے ہوئے مکتوبات ہیں جنہیں ہم یہاں لکھ رہے ہیں:

''ضریح علویہ کی بانی نواب سلطان حاجیہ ہیں جو مرزا ابوالحسن خان الحسینی مشیر الملک کی بیٹی ہیں۔ اس پر جناب مستطاب حاجی مرزا محمد کاظم طباطبائی ناظم التجار کی بھی کافی سعی و کوششیں شامل ہیں۔ تمام شد ۱۳۲۴ھ یا آبا إبراهيم يا محمد بن علي الجواد قال الله تعالى: فَادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ O سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِيْنَ''

اس پر ایک شعر بھی درج تھا جس کا مطلب ہے کہ حضرت کاظم الغیظ موسیٰ کاظمؑ اور حضرت امام محمد تقی جوادؑ کی ضریح کا کام محمد علی زرگر نے سن ۱۳۲۴ھ کو مکمل کیا۔ ۱۳۲۶ھ کو شمالی اور مغربی رواقوں کی تزئین و آرائش کا کام مکمل ہوا بالکل اُسی طرح سے جیسے کہ دوسرے دونوں رواقوں کا کام ہوا تھا اور وہی آئینہ کاری اور ہندسی نقش و نگار سے سجایا گیا اور یہ حاج عباس علی یوسف ابن حاج لطف اللہ کے مالی تعاون سے انجام پذیر ہوا اور ۱۳۲۸ھ میں چھٹا چاندی کا دروازہ نصب کیا گیا اور یہ روضہء امام جواد اور مغربی رواق کے مابین ہے، اور یہ امین الدولہ شریف خان نے کروایا جو کہ کرمان شاہ کا تاجر ہے ۱۳۳۲ھ کے ۱۶ شعبان کو مغربی رواق کی تعمیر نو کا کام مکمل ہوا۔ ۱۳۰۱ھ میں صحن کی تعمیر نو کے مکمل ہونے کے وقت ایک بڑا سا چبوترہ تھا جو سنگ مرمر کا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ اسے دوبارہ بنا دیا گیا تا کہ ایک استقبالیہ ایوان بن جائے۔

۱۳۲۱ھ میں اس کا کام شروع ہو گیا جب حاج محمد کریم ہمدانی نے امداد کی جو سن

Presented by Ziaraat.Com

۱۳۲۲ھ میں وفات پا گئے۔انہوں نے ایک رقم دی تا کہ کاموں کوشروع کیا جائے۔ بعد میں جب دیکھا گیا کہ کام اسی تھوڑی سی رقم میں پورا نہیں ہو پائے گا تو بخاری اُمراء میں سے ایک نے کچھ رقم اور دی تا کہ کام جاری رہے۔ پھر سید حسن ابن سید ناصر البصام کاظمی متوفی ۱۳۲۸ھ نے کچھ مزید رقومات کا عطیہ دیا، پھر اس میں حاج محمد ابراہیم ملک التجار اصفہانی نے بقایا رقم دے کر تمام تر باقی ماندہ ضرورت کو پورا کر دیا، اور اس مذکورہ تاریخ میں تمام عمرانی کاموں کا اس ایوان میں خاتمہ ہوا اور اِس میں اٹھارہ لکڑی کے ستون کھڑے کر دیئے گئے جو کہ چھوٹے اور بڑے دونوں سائز پر مشتمل تھے اور اس کی چھت کے اندرونی حصے کو نقش و نگار سے مزین و مرصّع کیا گیا۔ اس ایوان کے درمیان جو کہ ایوانِ کبیر ہے، کچھ کاشانی مکتوبات لکھے ہیں جن میں مکمل سورۂ اعلیٰ لکھی ہوئی ہے اور اس کے نیچے داہنے اور بائیں جانب پر (سلام علیٰ ابراھیمؑ) کا جملہ لکھا ہوا ہے اور درمیان میں آلِ عثمان کے طُغرے لگے ہوئے ہیں جن پر ۱۳۳۲ھ کی تاریخ لکھی ہوئی ہے اور کاظمین کے علماء نے اور شعراء نے اس ایوان کے افتتاح کے سال اور شعرِ تاریخ کے عنوان سے اشعار کہے ہیں، شیخ مہدی مرایاتی اپنے اشعار یوں کہتے ہیں:

مفہوم اشعار:۔ یہ وہ گھر ہے کہ جس کا رَبّ علی نے اپنی کتاب میں قصیدہ پڑھا ہے۔ واہ یہ کیا گھر ہے کہ اس میں آنے والے کے نصیب جگمگا جاتے ہیں اور اس کے عاشق اس کے ہجر میں رہ نہیں سکتے اس کی چھت اور اس کا مقام دونوں ہی بڑے ہیں۔ یہاں آ ؤ نعلین اُتارو اور اَدب سے داخل ہو جاؤ۔ شعر تاریخ میں سن ۱۳۳۲ھ کو رقم کیا ہے۔

اس ایوان کی تعمیرنو کے کام کے دوران کارپینٹروں میں سے ایک مزدور جب ایک ستون کے اوپر چڑھ کر چھت کا کام کر رہا تھا تو اچانک اُس بلندی سے اُس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ نیچے گرا مگر اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اُس کے کپڑے کا دامن ستون میں لگی ایک لکڑی یا ایسی ہی کسی

Presented by Ziaraat.Com

چیز میں اَٹک گیا جس سے وہ مرنے سے بچ گیا۔

(تاریخ المشہد الکاظمی صفحہ ۱۳۰ تا ۱۴۹)

۱۳۳۵ھ کے جمادی الاول کے مہینے میں ترکیوں کا عراق سے قبضہ ختم ہوا اور یوں تاریخ کا ایک اور صفحہ پلٹ گیا جو کہ سن ۶۵۶ھ کے محرم میں شروع ہوا تھا اور یوں ایک نیا تاریخی صفحہ کھلا اور حرم بھی اپنے بھرپور جاہ وجلال اور عوامی اور مذہبی و روحانی طاقتوں کا مرکز بن گیا اور یہاں علماء وخطباء و ذاکرین کے پُرزور درس ومجالس شروع ہوگئے، آئے دن انقلابی خطابات ہونے لگے، لوگوں کے جذبے جاگے تو جوانوں نے کمر کس لی اور اسلامی اور رُوحانی قیادت میں عراق کے لوگوں نے انگریزوں کے قبضے کو بھی ناکام بنادیا اور عراق ایک مستقل اور آزاد شناخت رکھنے والا خوش نصیب ملک بن گیا۔

آج حرم کاظمینؑ ایک حسین وجمیل ترین اور دلکش ترین بناوٹوں اور شاہکاروں کی حامل عمارت اور ایک مذہبی مقام ہی نہیں بلکہ مرکز ہے اور اس میں اسلامی، ہندی، کاشانی، کاموں کے حسن و جمال ہر طرف سے اُبھر اُبھر کر نظر آرہے ہیں، چاہے وہ اس کے ایوان ہوں یا در و دیوار ہوں، مینار ہوں کہ گنبد ہوں، روضہ ہو کہ صحن ہو ہر طرف سونا چاندی اور شیشہ کاری اور رنگ برنگے پتھروں اور معدنیات اور قیمتی ترین اور نایاب ترین اشیاء آراستہ ہیں اور دُنیا میں اپنے حسن و جمال کی خود مثال بن گیا ہے، واقعاً اپنی مثال آپ ہے۔ اس کے ہر فن میں روحانیت، ایمان اور عشق ومحبت موجزن ہے۔ اس میں خدا کے فضل وکرم سے دُنیا کے تمام تر حسن و جمال کے پہلو اور فن نظر آتے ہیں اور آج یہ جگہ اتنی حسین وجمیل ہے کہ پچھلی صدیوں میں کبھی بھی اتنی حسین و دلکش نہ تھی۔ اس پر ہزاروں امیروں اور دولت مندوں اور کئی بادشاہوں کے مال و دولت اور اثاثے لگے ہوئے ہیں۔ گویا دُنیا میں ہی جنت کا نظارہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

# روضہ کاظمین کے دروازے

## جنوبی دروازہ روضہ امام کاظمؑ

اس دروازے کا طول ۳ میٹر اور ۴۰ سینٹی میٹر اور عرض ۲ میٹر ہے جسے ۱۳۸۳ھ میں بنایا گیا۔ اس پر یہ عبارت کندہ ہے۔

اللهم انی وفقت علی باب مین أبواب بیوت نبیک صلواتک علیه و آله، وقد منعت الناس أن یدخلوا الا باذنه فقلت نایا أیها الذین آمنوا الا تدخلوا بیوت النبی الا أ یؤزن لکم، اللهم انی قعقد حرمة صاحب هذا المشهد الشریف فی غیبته کما اعتقدها فی حضرته، واعلم ان رسولک و خلفائک علیهم السلام أحیاء عندک یرزقون، یرون مقامی، ویسمعون کلامی، و یردون سلامی، وانک حجت عن سمعی کلامهم، وقتحت باب فهمی بلدیذ مناجاتهم، وانی استاذنک یا رب اولا، واستاذن رسولک صلی الله علیه و آله نانیا، وأستاذنک یا رب اولا، وأستاذن رسولک صلی الله علی علیه و آله ثانیا، وأستاذن خلیفتیک الامامین المفروض علی طاعتهما موسی ابن جعفر و محمد بن علی الجواد والملائکة الموکلین بهذه البقعة المبارکة ثالثا، أأدخل یا الله، أأدخل یا رسول الله أأدخل یا حیجتی الله أأدخل یا ملائکة الله المقربین المقیمین فی هذا الم:د، فأذنا لی یا مولیی فی یا ملائکة الله المقربین المقیمین فی هذا المشهد ، فاذنا لی یا مولیی فی الدخلول افضل ما أذتما لأحد من أولیائکما فان لم أکن أهلا لدنک فانتما اهل لذلک) (المتبرع

Presented by Ziaraat.Com

الحاج محمد جواد محمد رضا الساعی الشیخ محمد حسین المؤید،
الخطاط محمد علی الکاتب)

وفی الباب لوجة اخری متصلة أسفل الاطار الأعلی کتب علیها قوله تعالی:

إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۝

اے اللہ میں تیرے پیمبرؐ کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر کھڑا ہوں اُن پر تیرا درود و سلام ہو، اور ان کے خاندان پر بھی درود و سلام ہو اور تو نے لوگوں کو بغیر اجازت داخلے سے روک دیا ہے اور اُن لوگوں سے کہا ہے کہ اے ایمان لانے والو! جب بھی تم پاک نبیؐ کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے نبیؐ پاک سے اجازت لے لیا کرو۔ جب نبیؐ اجازت دیدیں تب اُن کے مکان میں داخل ہونا۔

اے خدائے پاک، میں اِن مقدس ہستیوں کے مقام سے بخوبی واقف ہوں۔ میرا ایمان و عقیدہ ہے میں غیب پر ایمان رکھتا ہوں اور میرا یہ بھی عقیدہ و ایمان ہے کہ تیرے پیغمبرؐ اور اُن کے جانشینِ حقؑ تمام زندہ اور موجود ہیں اور رزق پاتے ہیں۔ وہ تمام مقدس ہستیاں میرے مقام سے بخوبی واقف ہیں۔ میری فریاد کو سنتے ہیں اور میرے سلام و درود کو سنتے ہیں اور مجھے جواب بھی دیتے ہیں لیکن میرے کانوں پر پردا پڑا ہوا ہے جو میں اُن کی آواز کو نہیں سن پا رہا ہوں لیکن میری تمنائیں اور دعائیں اُن سے وابستہ ہیں انہوں نے میرے لئے دروازہ قبولیت دعا، کھول رکھا ہے تا کہ میں دعائیں مانگنے اور گڑگڑانے کی لذت اچھی محسوس کرسکوں۔

اے میرے بہترین پروردگار، میں پہلے تجھ سے اِس دروازے میں داخلے کی اجازت طلب کر رہا ہوں اور دوسرے مرحلے میں، تیرے بھیجے ہوئے نبی پاکؐ پر بے انتہا درود و سلام ہو اُن کی ذاتِ مبارکہ پر اور اُن کے پورے خاندان پر بھی۔ اے پروردگار

Presented by Ziaraat.Com

تیرے جانشین حضرت موسیٰ بن جعفرؑ اور امام محمد علی بن علی الجوادؑ کی اطاعت وفرمانبرداری مجھ پر واجب ہے اور جو فرشتے بھی اِن مبارک مزارات پر مقرر ہیں اُن سے بھی داخلے کی اجازت چاہتا ہوں۔

آیا اے میرے پروردگار کیا میں ان مزارات مقدسہ میں داخل ہو جاؤں؟ اور اے میرے رسول خداؐ، میں آپ سے بھی داخلے کی اجازت لینا چاہتا ہوں۔ کیا میں داخل ہو جاؤں۔ اے حجت خدا۔ مجھے اجازت دیجئے۔ کیا میں داخل ہو جاؤں اور اے فرشتو! مجھے اجازت دیدو تا کہ میں مزارِ مبارک میں داخل ہو جاؤں۔

پس مجھے داخل ہونے کی اجازت دیدو۔ اے میرے سردار و آقا۔ مجھے اجازتِ داخلہ دیدو، تا کہ میں اِن مزاراتِ مقدسہ میں داخل ہو جاؤں اور ایسا بہترین حکم دخول مجھے دیں۔ اگرچہ میں داخلے کا مستحق نہیں بھی ہوں تو آپ کی ذاتِ مبارکہ تو رحم وکرم کرنے والی ہے۔ آپ کا خاندان بھی صاحب فضل ہے۔

(بانی، حاجی محمد جواد محمد رضا، ساعی (سردار) شیخ محمد حسین، موید، خطاط محمد علی کاتب)

دوسرا قطعہ ایسا ہے جس پر آیہ مبارکہ تطہیر لکھی ہوئی ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا○

## مشرقی دروازہ، روضہ امامِ کاظمؑ

یہ دروازہ بھی سونے کا بنا ہوا ہے لمبائی تین میٹر ۴۰ سینٹی میٹر، اور چوڑائی دو میٹر، ۱۳۸۴ھ میں بنایا گیا ہے۔ آبنوس کی لکڑی کا بنا ہوا ہے اُس پر داخلے کی دعا لکھی ہوئی ہے اور اس کے قریب میں ہی، ہدیہ کرنے والے کا نام اور بانی حاجی محمد جواد حاج محمد رضا اور ساعی شیخ محمد حسین موید اور تاریخ کتابت ۱۳۸۴ھ لکھی ہوئی ہے۔

بالکل اِسی طرح سے دوسرا تختہ جو نیچے کی طرف ہے اور چار جانب دروازے کے

Presented by Ziaraat.Com

اوپر ہے اُس پر آیہ تطہیر لکھی ہوئی ہے اور ۵ شعر عربی کے لکھے ہوئے ہیں جو دروازے کے تین طرف لکھے ہوئے ہیں۔

| | |
|---|---|
| أقام الهدی بابا الموسی بن جعفر | وقال: الی الفردوس میں هاهنا اعبر |
| فصاغ له من معدن اللطف حلیه | شهب السما قدر صمت لا یجوهر |
| له الله باب ان تجلی سنائوه | لشمس الضحی قال: اختفی و تشتری |
| عن الصدق والاخلاص فی الله صنعه | ومتبع الطاف ویسر المعسر |
| فقف بدوی الحاجات واهتف مورخا | (بحاجاتک ایتی باب موسی ابن جعفر) |

ترجمہ اشعار:

۱۔ ہدایت لکھی ہوئی ہے کہ حرم موسیٰؑ بن جعفر میں داخلے کے لئے بہشت فردوس میں داخلہ اس دروازے سے کریں۔

۲۔ حرمِ موسیٰ بن جعفرؑ، لطفِ خداوندی اور آسمانی زینت سے سجا ہوا ہے، اس میں سونا یا جواہرات نہیں لگائے گئے ہیں۔

۳۔ بہ خدا، حرمِ موسیٰ بن جعفرؑ ایسا دروازہ ہے کہ اس کا عکس پڑے تو سورج چھپ جائے گا۔

۴۔ سچائی اور پاکیزگی کی وجہ سے نیت صاف ہو جاتی ہے۔

۵۔ یہ دروازہ گناہ گاروں کے لئے باعث امن ہے اور لطفِ خداوندی کا سرچشمہ ہے۔

دروازے پر، سورۂ مبارکہ دھر لکھی ہوئی ہے اور اُس کے قریب میں ہی یہ جملہ لکھا ہوا ہے۔ (صدق اللہ العلی العظیم) اور ۱۳۸۳ھ اصفہان بھی لکھا ہوا ہے اور اوپر سے نیچے تک خوبصورتی سے دروازے پر یا مجیب الدعوات، یا رافع الدرجات، سلام قوال عن رب الرحیم۔ سلام علیٰ ابراہیم لکھا ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

## غربی دروازہ، روضہ امام کاظمؑ

یہ دروازہ چاندی کا بنا ہوا ہے البتہ بیچ میں فقرے، سونے سے لکھے گئے ہیں۔ لمبائی ۳ میٹر اور ۴۰ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی دو میٹر ہے، اسے ۱۳۳۹ھ میں بنایا گیا ہے اور دروازے کے ہر چار طرف داہنی سمت میں ذیل کے شعر لکھے ہوئے ہیں۔

چھ شعر عربی کے دروازے کے بائیں طرف لکھے ہوئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن رحیم۔ انا فتحنالک فتحاً مبینا۔

أقــو لا ســرتــي و ذوي وادي     ومــن شــاه الــنـجـاة مـن الـعـبـاد

وعــنــد الــلـــه رام عــلــو قــدر     وشـــاه الــفــوز فــي يـوم الـشــاد

الاحــوار كــائـبـكـم خـفـافـا     الــى بـــاب الـحــوائـج والـمــراد

هـنـاك تـمـسـكـوا بـضـريـح قدس     سـمـا فـوق الـضـراح بذي الأيادي

غـيـاث الـمـعـتـقـي حـرز اليتامي     لـدى الـجـلـي مـحـمـد الـجـواد

و كـتـبـت عـلـى الـمـصـراع الايسر     أطـرافــه الأربـعـه الأبـيـات الـتـالـيـه

ترجمہ:

۱۔ ہم ایسے خاندان سے وابستہ ہیں جو نجات دینے والے ہیں ہر غم واندوہ سے۔

۲۔ میرا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ روز قیامت خدا کے سامنے پیشی ہوگی وہی نجات دہندہ ہے۔

۳۔ کوشش کرو کہ اپنے قدم دربابِ الحوائج پر رکھو جہاں آرام اور چین ملے۔ وہاں پر ضریح پاک میں پناہ لو، اور پھر اُن سے بلند درجہ تو ذاتِ خداوندی ہے۔

۴۔ بارگاہ امام جوادؑ ایسا مقام ہے جہاں پریشان لوگوں کی فریاد سنی جاتی ہے آرام ملتا ہے۔

۵۔ ہم دروازہ بابِ الحوائج پر کھڑے ہیں یہاں سے تمام امیدیں پوری ہوتی ہیں

Presented by Ziaraat.Com

مرادیں ملتی ہیں۔

۶۔ یہ روضۂ امام، ہر غریب و بادشاہ کے لئے کعبہ امید ہے اور یہی در حاجات پوری کرنے والا ہے اور تمام مخلوق کو نجات دلانے والا ہے۔

قال جل شانہ، و سبق الذین اتقوا بھم اِلیٰ الجنہ افراحتیٰ اذاجاؤوھا دفتحت ابوالبھا وقال لھم خنزنتط. سلام علیکم طبتم فادھوھاخالدین.

صدق اللہ۔ عمل محمد حسن، کاتب۔۱۳۳۹ھ

یہ وقف کیا ہے مرحوم مبرور حاجی محمد علی افضل تاجر، شوستری حسب الفرمائش، محمد التجار، حاجی محمد تقی، افضل تاجر شوستری، بہ کوشش واہتمام، سید محمد رضا، معلم، عمل استاد، رجب علی زرگر، کتبہ، شیخ علی"۔

## شمالی دروازہ، روضہ امام جوادؑ

یہ دروازہ بھی چاندی کا بنا ہوا ہے اور باقی اندر سے تمام سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس کی لمبائی ۳ میٹر اور ۴۰ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی ۲ میٹر ہے اور تعمیر کی تاریخ سال ۱۳۴۰ ہجری قمری لکھی ہوئی ہے اور دروازے کے ہر طرف۔ مندرجہ ذیل ۱۶ اشعار عربی کے لکھے ہوئے ہیں۔

ماھذہ القبۃ الحمراء قد ظھرات — وأشرقت میں سناھا الشمس والقمر
قامت علی الفلک الأعلی قوائمھا — من نورھا بابت الآبات والزبر
ظنتھا انھا شمس الضحی شرقت — أنوارھا وبدت فی الکون تشتھر
فاعقل عانی من انھا خلقنا — من نورھا الشمس منھا ثالث الغرر
حارث عقول لعلیاھا فان بھا — أسرار حکمہ علم اللہ مدخر
مذکان مدفن موسیض والجواد بذا — جبریل فی الشم باب منہ یفتحر

خلاصہ اشعار: عجیب پیارا گنبد لال رنگ کا ہے کہ گنبد چمکتا رہتا ہے۔ گویا سورج اس سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اس روضے کے پائے بہت بلند و مضبوط ہیں۔ ان کے نور سے آیاتِ

Presented by Ziaraat.Com

خداوندی ظاہر ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ چمکدار سورج ہے جو چمک رہا ہے اور دُنیا میں روشنی پہنچا رہا ہے۔

عقل نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ اے سورج تو تو اس گنبد کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ عقلیں حیران ہیں، کیونکہ سب کرامات تو اسی گنبد کی ہیں اس میں خدا کے راز پوشیدہ ہیں۔ جب سے امام کا مدفن یہ زمین بنی ہے جبرئیل امین اس جگہ کو بوسہ دیتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں۔

دروازے کے اوپر سے نیچے تک یہ الفاظ نقش ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ انا فتحنالک فتحامبینا۔۔۔۔ یاامام محمد الجواد۔۔۔۔ یاباب المراد ۱۳۴۰ھ

اے موسیٰ جعفر آپ حاجات کو پورا کرنے والے ہیں اور ہر خیر کی آپ سے امید ہے۔

پھر لکھا ہے صدق اللہ، بقلم زنی، محمد حسن بن مرحوم شیخ موسیٰ، اس کو وقف کیا ہے جناب حاجی عبدالرحیم تاجر، بہبہانی نے، عمل استاد رجب علی، ولد مرحوم حاجی فتح اللہ زرگر (سنار) شوستری۔ ۱۳۴۰ھ، اور کیا خوب درگاہ ہے کہ اس سے مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ شفیع خلق، امام جواد، خوانندش۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل ۶ اشعار لکھے ہیں:۔

ذاشامخ الطور ام ذا بازخ النور — والهج به بين تهليل و تكبير
هو المقدس واديه مرائره — بؤوب عه ابذنب مه مغفور
ناج ابن جعفر و اعلن في تحيته — فانها خير سعي منك مشكور
واطلب مرادك واسجد الجواد تفر — منة بنبل من الرضوان موفور
فذا مقام علي سرد الا له به — للناظرين تجلي غير مستور
باب الحوائج باب الله فاغتموا — دخلوله غد تاصل وتكبير

ترجمہ اشعار: اس جگہ بلند مرتبہ مزار مقدس ہے نور کی روشنی سے یہ جگمگا رہا ہے۔ ہدایات

Presented by Ziaraat.Com

جاری ہیں پس اپنی ذات کو خدا کی تعریف اور عبادت میں لگائے رکھو۔ یہاں پر مقام مقدس ہے کہ جہاں زائرین کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کو پکارو اور ان پر درود و سلام پڑھو کہ تیرا یہ کام خدا کو پسند ہے اور تیری تمام دعائیں مقبول ہیں۔ امام جواد کا نام لو، اور اپنی مراد پاؤ تا کہ خوشی ملے گی اور نیکی تک پہنچوں گے۔ اس مقام پر بلندیاں ہیں۔ شوکت اسلام ہے۔ خدائی راز۔ لوگوں پر کھلتے ہیں اور لوگ فیضیاب ہوتے ہیں۔ باب الحوائج۔ یہ اللہ کا باب ہیں پس اپنی زندگی کو قیمتی شمار کرو اور صبح و شام ان کا ذکر کیا کرو۔

## مشرقی دروازہ، روضہ امام جوادؑ

یہ دروازہ چاندی کا بنا ہوا ہے اور لمبائی اس کی ۳ میٹر اور ۴۰ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی دو میٹر ہے اور سال ۱۳۱۴ھ میں تعمیر ہوا ہے۔

دروازے کے اطراف میں فارسی کا شعر لکھا ہوا ہے اور وسط میں اوپر نیچے تک یہ لکھا ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اِنّا فتحنالک فتحامبینا۔

امام محمد تقی جوادؑ اپنی ذات میں یکتا تھے۔ آپ کے مزار کو زائرین، عرش بریں سے بھی بلند دیکھتے ہیں۔ جس سے روشنی نکلتی رہتی ہے اور آواز، طبتم فادخلوھا خلدین ، آتی ہے اور جب کہو ۱۴ تو اس کا معنی ہے ایک ہزار تین سو بار۔ یا کافی المھمات، یا قاضی الحاجات، البانی، حاجی محمد جواد، بن مرحوم حاجی محمد تقی ۱۳۱۴ھ اور یہ سعی (کوشش سے) آقا سید حسن بصام کی۔

## غربی دروازہ، روضہ امام جوادؑ

یہ بھی چاندی کا دروازہ ہے۔ جس کی لمبائی ۳ میٹر اور ۴۰ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی ۲

Presented by Ziaraat.Com

میٹر کی ہے۔ ۱۳۲۷ھ میں تعمیر ہوا ہے۔

دروازہ کے اطراف میں فارسی اشعار لکھے ہوئے ہیں اور پھر اوپر سے نیچے تک مندرجہ ذیل فقرے لکھے ہوئے ہیں۔ وَ کَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْراً O فَادْ خُلُوْھَا بِسَلَامٍ آمِنِیْنَ O اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ O وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا O فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا O ۱۳۲۷ھ عمل حسین نقاش۔ زرگر (سنار) کرمان شاہی۔

(تاریخ المشہد الکاظمی صفحہ ۱۵۲ تا ۱۶۹)

# روضہ کاظمین کے رواق

روضہ کاظمین کو چاروں طرف سے چھت بنا کر پاٹ دیا گیا ہے کہ کئی مقامات آس پاس بھی ہیں اور کچھ دور بھی ہیں۔ تمام مقامات پر سنگ مرمر کا بہترین کام کیا گیا ہے اور آخر میں سن ۱۳۸۰ھ میں کام کیا گیا ہے۔ جو پتھر کا کام ہے۔

رواق کی دیواریں بھی ۴ میٹر سے اونچی سنگ مرمر سے خوبصورت سجائی گئی ہیں اور یہ کام ۱۳۷۵ھ میں کیا گیا ہے۔ روضے کی چھت اور دیواریں بھی ۴ میٹر اونچی بنائی گئی ہیں اور دیواروں پر اچھے قسم کے نقش و نگار بنائے گئے ہیں جس میں شیشے لگائے گئے ہیں جس پر تعمیر کی تاریخ ۱۳۸۲ھ لکھی ہوئی ہے۔ یہاں پر ایک بڑا دروازہ لگایا گیا ہے جس سے تاریخی ہنر اور رواق کی خوبی نظر آتی ہے اور کئی دروازے داخلے کے لئے بنائے گئے ہیں۔

## رواقِ شمالی

یہ رواق ۲۷ میٹر ۹۰ سینٹی میٹر لمبا ہے اور چوڑائی میں ۴ میٹر ۳۰ سینٹی میٹر ہے اور یہ رواق جنوب کی طرف سے روضے سے متصل ہے۔ شمالی سمت سے مسجد جامع صفوی سے متصل ہے اور درمیان مسجد اور رواق کے ایک لوہے کی جالی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

## رواقِ غربی

یہ رواق لمبائی میں ۳۸ میٹر اور ۱۵ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی میں ۴ میٹر ۳۰ سینٹی میٹر ہے۔ مشرق کی طرف سے روضہ اور دو دروازوں سے متصل ہے کہ جن کا ذکر پہلے کر دیا گیا ہے اور یہ حصہ رواق کی طرف کھلتا ہے اور مغرب کی سمت سے طارمہ صحن قریش سے ملا ہوا ہے اور لکڑی کا دروازہ کہ جس پر کچھ لکھا ہوا یا نقاشی نہیں ہے۔ بے نشان بیچ میں موجود ہے۔

ایک تاجرِ عدن (ملک کا) جس کا نام تھا حاجی فقیر تھا اُس نے آدھا حصہ مصلّے کا خواتین کے لئے لکڑی سے بنایا تھا اور برسوں سے اس مسجد کو حاجی فقیر کی مسجد کہا جا تا رہا ہے لیکن اب لکڑی کی دیوار بنا کر، دوبار، مثل اول رواق کے بنا دیا گیا تھا۔ یہ رواق کے بیچ میں ہے اور ایک طرف سے روضہ منورہ سے متصل ہے، وہاں ایک بڑا کمرہ ہے اور وہاں خواجہ نصیرالدین طوسی کی قبر موجود ہے اور ایک لوہے کے پنجرے سے اُس رواق اور ایوان کو الگ الگ کر دیا گیا ہے اور ان دیواروں پر نقش ونگار بنے ہوئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ٥ اور اس جگہ مقبرہ بنا ہوا ہے جو محمد بن محمد بن حسن طوسی محقق وحکیم کا ہے اور شاہ ناصرالدین قاچار کے زمانے میں بہ حکم شہزادہ معتمد الدولہ فرہاد مرزا سال ۱۳۰۴ھ میں تعمیر کیا گیا تھا۔

## رواقِ شرقی

اس کی لمبائی ۳۸ میٹر اور ۱۵ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی ۴ میٹر اور ۳۰ سینٹی میٹر ہے اور مغرب کی سمت سے روضہ منورہ سے ملا ہوا ہے اور اس رواق کے درمیان اور روضے کے درمیان ایک دروازہ ہے کہ جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور مشرق کی سمت سے باب المراد سے ملا ہوا ہے اور تین دروازے، رواق اور روضہ کے درمیان ہیں۔

## رواقِ شرقی کا دروازہ

اس کا دروازہ چاندی کا بنا ہوا ہے اس کی لمبائی ۳ میٹر اور ۴۰ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی ۲

Presented by Ziaraat.Com

میٹر ہے یہ سال ۱۳۶۸ھ میں تعمیر ہوا تھا اور دروازہ چہار چوب پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے۔

حَتّٰی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ O

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ کہ دوستانِ خدا پر کبھی خوف غالب نہیں ہوتا نہ ان کے دل میں پریشانی آتی ہے۔ (سورہ زمر آیت ۷۳)

اور جب اس جگہ پر پہنچو تو تمام دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں اور جنت کے فرشتے ان کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہاری کس خوش نصیبی کی زندگی ہے۔ تم اس جنت میں آ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آباد ہو جاؤ اور آرام سے رہو۔

باب قدس بالكاظمين تسامى شرفاً واعتلى على النيرين سلام على آل يس على مع الحق والحق مع على وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ O

(سورہ آل عمران آیت ۱۳۴)

قلت آز شاده محمد ارخ جل بالكاظمين باب المراد ١٣٦٨ ولاية على بن ابى طالب حصنى ومن دخل حصنى أمن من عذابى بسعى استاد عباس زرگر اصفهانى، بعمل محمد على پسند صنايع. واخوان محمد باقرين عباس اصفهانى، سنة ۱۳۶۹ھ

ترجمہ: ایک پاک و بلند مرتبہ دروازہ کاظمین کا ہے جو درجات کی بلندی میں ستاروں سے بھی بلند ہے سلام اور درود ہو خاندان یاسینؑ پر۔ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہے اور جن لوگوں نے اپنا غصہ ختم کر دیا اور لوگوں سے بدی کو ختم کر دیا خداوند عالم ایسے نیک لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔

اور جب محمد (تعمیر کرنے والے بانی نے) اس دروازے کو بنایا تو اس کی تاریخ کا

Presented by Ziaraat.Com

یہ جملہ لکھا۔ ''جل بالکاظمین ۔ باب مراد''۔ ۱۳۶۸ھ اور کہا ولایت و دوستی علیؑ نے میرا حصار کر رکھا ہے۔ یہ ایک قلعے کی مانند ہے اور جو بھی ولایت علیؑ کے قلعے میں آ گیا اس نے پناہ پائی اور اسے امان مل گئی۔ استاد عباس زرگر اصفہانی کی کوششوں سے، با عمل محمد علی و محمد باقر بن عباس اصفہانی سن ۱۳۶۹ھ

## دروازۂ جنوبی

یہ چاندی کا دروازہ ہے۔ جس کی لمبائی ۳ میٹر اور ۴۰ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی دو میٹر ہے اور یہ ۱۲۹۴ھ میں تعمیر ہوا ہے اور جب بن کر تیار ہو گیا تو باب المراد پر نصب کر دیا گیا اور پھر یہ کتبہ پتھر اوپر کی سمت لگا دیا گیا تا کہ قبلے کی طرف سونے کا دروازہ بنا دیا جائے۔

دروازے پر فارسی کا شعر لکھا ہوا ہے اور ایک شکل گول دائرے کی اور دوسری شکلیں بنی ہوئی ہیں اور ان کے نیچے مندرجہ ذیل تحریر لکھی ہوئی ہے۔

ترجمہ: یہ دروازۂ مبارک، وصیتِ مرحوم مغفور حاج محمد وتار اور اس کے بیٹے مرزا داؤد کے حکم سے تعمیر کیا گیا تھا شیخ علی کلید برادر تھے، جو نواسے تھے مرحوم شیخ عبدالحمید کے، انھوں نے تعمیر کرایا تھا۔

اس کے بعد لکھا ہے۔

اے میرے سرور و سردار۔ میں ناچیز آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور اپنی پوری کوشش سے آپ کا کام کرتا ہوں اور مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے کہ میں بخشش پا جاؤں گا کیونکہ آپ میرے مولا اور خاندان فضل و کرم کے مالک ہیں میری مدد کریں گے۔

کتبہ العبد جانی ابن الوصال یزدانی خادم سید محمد مھدی نقاش

## وسطی دروازہ:

یہ دروازہ سونے کا ہے۔ اس کی لمبائی ۳ میٹر اور ۷۰ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی ۲ میٹر اور ۸۰ سینٹی میٹر ہے اور ۱۳۸۷ھ میں تعمیر ہوئی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

سونے سے آیات لکھی ہوئی ہیں۔

دونوں طرف دروازے میں ایک دروازہ تختہ مینا کا بنا ہوا ہے۔ جس کی لمبائی ۲ میٹر اور چوڑائی آدھا میٹر ہے اور اس پر سونے سے یہ آیات لکھی ہوئی ہیں۔

**(اللہ اکبر. اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر، الحمد للہ علی ھدایتہ لدینہ و التوفیق لما دعا الیہ من سبیلہ. اللھم انک اکرم مقصود و اکرم ماتی، وقد اتیتک متقربا الیک با بنی بنت نبیک صلواتک علیھما و علی آبائھما الطاھرین و ابنائھما الطیبین . اللھم صل علی محمد و آل محمد، ولا تخیب سعیی، و لا تقطع رجائی و اجعلنی عندک وجیھا فی الدنیا و الاخرۃ و من المقربین.**

ترجمہ: خدوانداعالم۔ تعریف سے کہیں بلند ہے اس کی کما حقہ تعریف نہیں کی جا سکتی ہے۔ عقل ووہم بھی خدا کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتی ہے اور خدائی تو صرف خدا کیلئے ہی سزاوار ہے۔ اس کی شان ہر شئے سے بلند و بالا ہے۔ ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہماری ہدایت دین اسلام کی طرف کی اور ہم کو نیکی کی توفیق عطا فرمائی اور اے پالنے والے پروردگار۔ دنیا کی تمام مخلوق تجھ سے ہی ہر طرح کی امید رکھتے ہیں۔ میں بھی تیری بلند ہستی کے پاس امید لے کر آیا ہوں اور اس درگاہ کے واسطے سے تجھ سے التجا کرتا ہوں۔ رسول خداؐ، علی مرتضیٰؑ بی بی پاک فاطمہؑ اور ان کے دو بیٹوں حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دیتا ہوں۔ ان پر بے شمار درود و سلام ہوں۔

اور اس دروازے کو بنانے والے کا نام حاج عبدالرسول علی صفار ہے جس کی کوششوں سے اس کی تعمیر ہوئی ہے۔

تین طرف فارسی کے اشعار لکھے ہوئے ہیں اور ایک قصیدہ عربی میں لکھا ہوا ہے چھ شعر عربی کے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جن کا خلاصہ یہ ہے:۔ اے خدا تیرے نبی محمد مصطفیٰؐ، علی مرتضیٰؑ، پاک بی بی حضرت فاطمۃ الزہراؑ، اوران کے دو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ ہے۔ کہ ان پر بے شمار درود و سلام ہوں اے خدا۔ محمد و آلِ محمد پر درود بھیج، اور ہم کو نا امید نہ کرنا کہ ہم ہر طرح کی امید تجھ سے لگائے ہوئے ہیں۔ مجھے اپنے دربار سے کامیاب کرنا کہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاؤں اور مجھے اپنا مقرب بندہ بنا لے۔ میری فریاد کو سن لے۔

دو چہرے ایسے ہیں کہ جنہوں نے کبھی غیر خدا کی عبادت نہیں کی ہے۔ ایک چہرہ تو چمکتا ہے اور دوسرا چہرہ ہدایت کرتا ہے اور یہ دو چہرے حضرت امام کاظمؑ اور جوادؑ کے ہیں۔ پس ہم کو ان دونوں کے دامن میں رکھنا تا کہ قیامت میں ہماری بخشش ہو سکے اور یہ دونوں مبارک ہستیاں، بے سہارا، غم زدہ لوگوں کیلئے ایک سہارا ہیں، اور غریبوں و بے کسوں کے مددگار ہیں اور اس بات میں کوئی تعجب نہیں ہے کہ سونا قیمت میں بہت بلند درجہ رکھتا ہے۔ یہ بھی ان کی چوکھٹ پر سجدہ کرے گا اور جو لوگ غم زدہ ہیں دنیا نے ان سے رخ موڑ لیا ہے۔ وہ ان کی غلام بن جائے گی اور ان کی مرادیں پوری ہوں گی۔

اے چمکنے والے سونے، راضی اور خوش ہو جا اور ان دونوں بزرگ ہستیوں کی پناہ مانگ، اور تو، زائروں سے دور نہ ہو جانا، بلکہ غربت دور ہو کر مالداری آ جائے۔

ان کی مقام و منزلت کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھنا کیونکہ یہ تو سارے کے سارے امام ہیں۔

لہٰذا ہم کو ان کے ساتھ رہنا ہے اور خاکِ درگاہ اہلبیتؑ رسول کو بوسہ دو اور اپنے دل میں ان کی محبت پیدا کرو کہ اسی میں تمہاری خوش قسمتی اور بھلائی ہے۔ یہی سب سے زیادہ طاقتور ہیں لوگوں کی جانوں کے مالک ہیں اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے اور یہ بارہ کے بارہ چمکتا ہوا چاند ہیں۔ یہ سب کے سب ہدایت کنندہ ہیں۔ یہ تمام کے تمام اللہ سے تقویٰ کا وعدہ کر چکے ہیں اور خدا نے ان کی باتوں کو پسند کر لیا ہے اور ان دونوں مبارک

Presented by Ziaraat.Com

ہستیوں نے جو بھی وعدہ کیا ہے اسے پورا کیا ہے لوگوں کی دعائیں قبول کی ہیں۔

کافر۔منافق۔(شیطانی طاقتیں) اکٹھی ہوگئی ہیں اور چاہتے ہیں کہ عوام الناس کو اس پاک دواز ے سے دور کردیں لیکن ان شیطانوں کی تمام سازشیں ناکام ہو چکی ہیں اور یہ لوگ بکھر گئے ہیں اور دوری پر انھوں نے وطن بنالیا ہے اور ہر ایک قید خانہ ان کے لیے ایک شہر بن گیا ہے۔

دور و دراز سے مومنین ان مقدس ہستیوں کی زیارت کرنے کو آتے ہیں اور بالکل کعبے کی طرح سے ان کے مزارات کی زیارت کرتے ہیں اور مجھے بہت تعجب ہے۔ ان دو حضرات کی بلند عظمت پر گو کہ انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جانیں قربان کردی ہیں۔

مرنے کے بعد ان کی قبریں، مظلوموں اور غم زدہ لوگوں کیلئے پناہ گاہیں بن گئی ہیں اور گناہگاروں کی توبہ یہاں پر قبول ہوتی ہے۔ اگرچہ ان مقدس ہستیوں نے بہت غربت اور پریشانیوں میں زندگی گزاری ہے لیکن عوام الناس کیلئے انھوں نے، کشادگیِ رزق، اور خوشحال زندگی عطا فرمادی ہے اور جب ان دونوں مقدس ہستیوں کی زندگیوں کا چراغ گُل ہوگیا (شہید ہوگئے) تو عوام الناس کی زندگیوں کو روشن بنادیا ہے اور جو بھی ہدایت سے دور ہوگیا تھا وہ ان کے واسطے سے راہ ہدایت پر آگیا ہے اور یہی مبارک ہستیاں لوگوں کو آخرت کا توشہ دیتے ہیں۔

حوض ولایت و امامت اور حوض کوثر ان کی ذوات مقدس سے ایک ہوگئے ہیں تاکہ ان کے بیچ میں کوئی فاصلہ قائم نہ کرسکے۔ نہ کوئی فرق باقی رہے۔

یہ ہستیاں قابلِ فخر ہیں ان کی وجہ سے ہی دنیا میں رونق ہے اور حضرت آدمؑ نبی نے بھی ان ہستیوں پر فخر کیا ہے اور اگر دنیا والے غور وفکر سے کام لیں تو سوائے ان کے اور کوئی دوسری پناہ گاہ نہیں ملے گی۔ ان مقدس ہستیوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ ایک مضبوط زنجیر سے باندھ رکھا ہے اور کسی میں ایسی طاقت نہیں ہے جو اس زنجیر کو توڑ سکے۔

Presented by Ziaraat.Com

دروازے کے درمیان میں یہ عبارت درج ہے:۔

**الامام موسی بن جعفر موسی بن جعفر باب الحوائج انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیراً زرگری و طلاکاری حاج محمد حسین پرورش، مینا سازی شکر اللہ صنیع زادہ، اھداء الحاج عبدالرسول علی الصفار.**

حاج محمد حسین پرورش نے کرایا ہے اور مینا سازی نقاشی الحاج عبدالرسول علی الصفار نے کی ہے۔

اور اس رواق کے بیچ میں جو طرفِ روضۂ منورہ سے ملا ہوا ہے ادھر ایک بڑا، دالان ہے وہاں پر شیخ مفید کی قبر ہے اور رواق اور دلان کے درمیان ایک لوہے کا پنجرہ بنا کر الگ کر دیا گیا ہے۔ جو دونوں کو الگ الگ کرتا ہے۔

اس کے اوپر یہ عبارت لکھی ہے:۔

ترجمہ: یہ بلند ہستیاں کتنی بابرکت ہیں میں ان کی تاریخ بیان کر رہا ہوں۔ گویا ان کے دروازے پر بہترین سونا لگایا گیا ہے۔ گویا سونا بھی مزاروں کو سجدہ کر رہا ہے اور تسبیح پڑھ رہا ہے۔

۲۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ○ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اے اہلبیت محمد۔ ہر قسم کے رجس کو تم سے دور رکھا جائے او رتم کو ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

(سورۂ احزاب آیت ۳۳)

۳۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی۔ کہہ دو کہ میں تم لوگوں سے کسی قسم کا اجر رسالت نہیں چاہتا ہوں مگر تم میرے اہلبیتؑ سے مودت رکھو۔

(سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

اور مزار ہیں جو لوہے کا جال لگایا گیا ہے اس پر مندرجہ ذیل کلام لکھا ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یا الله یا رحیم. یا حکیم یا علیم یا کریم یا الله یا محمد یا علی یافاطمہ یا حسن یا حسین یا علی یا محمد یا جعفر یا موسیٰ یا علی یا محمد یا علی یا حسن یا مھدیؑ . هولاء المتی وسادتی وقادتی و شنعائی فی ایوم القیامه. هذا مرقد الشیخ المفید علیه الرحمه. ۱۳۲۸ھ یا الله.

لوہے کے پنجرے کے پاس کلمہ (یا اللہ) تین مرتبہ اور کلمہ یا محمدؐ دو مرتبہ اور کلمہ یا علیؑ بھی دو بار لکھا ہوا ہے۔

جب ایوان میں داخل ہوتے ہیں تو ایک سنگ مرمر یہ سطریں لکھی ہوئی ہیں اس جگہ قبر شیخ مفید ہے۔ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان بن عبدالسلام۔ تلکبری بغدادی ہے۔ ۱۱۔ ذی قعد ۳۳۶ھ کو دنیا میں آئے اور شب سوم ماہِ رمضان سال ۴۱۳ھ میں وفات پائی اور شیخ فقیہ ابوالقاسم، استاد کی قبر کے پاس دفن ہوئے شیخ فقیہ ابوالقاسم جعفر بن قولویہ قمی۔ سال وفات ۳۶۶ھ ہے۔

### ۴۔ رواقِ جنوبی

یہ رواق لمبائی میں ۲۸ میٹر اور چوڑائی میں ۴ میٹر ۳۰ سینٹی میٹر ہے اور شمالی طرف سے روضے سے ملا ہوا ہے اور اس روضے اور رواق کے بیچ ایک دروازہ ہے۔ جس کو۔ درِ بے قرار کہا جاتا ہے اور رواق اور طارمہ کے درمیان باب القبلہ کے تین دروازے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے:۔

الف۔ دروازہ شرقی: یہ دروازہ، لکڑی کا بنا ہوا ہے اور اس پر کچھ لکھا نہیں ہے اور اس کے اوپر، تین کون والا، تکونہ، کاشی اور نقاشی کا کام ہے۔ دو شعر لکھے ہیں۔

موسیٰ بن اجعفر والجواد    ومن هما سر الوجود
هذا ملاذ الخالفین    وذلک ماویٰ للوفود

۱۳۶۰ھ

Presented by Ziaraat.Com

ترجمہ: امام کاظمؑ اور امام جوادؑ کون ہستیاں ہیں۔ گویا یہ تو رمز و راز ہیں۔

ب۔ دروازہ غربی: یہ دروازہ لکڑی کا ہے۔ اور اس پر کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے۔ البتہ اس کے اوپر کاشی کا کام بنا ہوا ہے اور اس کے نیچے یہ ۳ شعر لکھے ہوئے ہیں۔

باب قدس للجوادین به　　کل هم للبرایا ینجلی

بالا مامین ثری أعتابه　　شرفاً فوق الثریا یعتلی

ایها السائل عن تاریخه　　(قم فبشر فاتح الباب علی)

۱۳۵۷ھ

ترجمہ: یہ امام کاظمؑ ہیں جو غریبوں مصیبت زدہ لوگوں کی پناہ گاہ ہیں اور امام جوادؑ بھی ایسے ہی ہیں۔

۲۔ ان جوادین کی بارگاہ میں امام کاظمؑ و امام جوادؑ پناہ لے لو۔ کہ دروازہ کھلا ہوا ہے پاک بارگاہ امام کاظمؑ و محمد جوادؑ کی ہے۔ جہاں غم و اندوہ ختم ہوتا ہے۔ یہ بارگاہ ایسی پاک و بلند و بالا ہے کہ آسمان سے بھی درجے میں بلند ہے۔

اور اے تاریخ لکھنے والے، کیا بات پوچھتا ہے۔ اٹھ اور جلدی کر کہ دروازۂ علیؑ کھلا ہوا ہے۔

۱۳۵۷ھ

ج: وسطی دروازہ: یہ دروازہ سونے کا ہے، لمبائی ساڑھے تین میٹر اور چوڑائی ۲ میٹر ۶۰ سینٹی میٹر ہے اور سال ۱۳۸۳ھ میں تعمیر ہوا ہے۔ مستطیل شکل میں ہے جو مینا کاری کی ہے۔ یہ دروازہ چار چوب سے ملی ہوئی ہے اور یہاں پر کافی باتیں سونے کے قلم سے لکھی گئی ہیں۔

اور یہ لکھا ہے:

(الله اکبر۔ الله اکبر، لا اله الا الله و الله اکبر، الحمد لله علی

Presented by Ziaraat.Com

**هدايته لدينه والتوفيق لما دعا اليه من سبيله. اللهم انک اكرم مقصود واكرم ماتي، وقد اتيتک متقربا اليک با بني بنت نبيک صلواتک عليهما و على آبائهما الطاهرين وابنائهما الطيبين . اللهم صل على محمد و آل محمد، ولا تخيب سعيي، ولا تقطع رجائي واجعلني عندک وجيها في الدنيا و الاخرة و من المقربين.**

ترجمہ: خداوند عالم کی حمد وثنا نہیں کی جا سکتی ہے وہ اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ اس کی تعریف کی جا سکے۔ خدا کا تصور تو اتنا بلند ہے جو ذہن میں بھی نہیں آ سکتا ہے اور وہ خدائے یکتا کے علاوہ اور سب کچھ ہے۔ خدا کی تعریف ناممکن ہے کہ اس نے ہم جیسے ناچیز بندوں کو دین اسلام کی طرف ہدایت فرمائی اور کتنے اچھے طریقے پر ہماری ہدایت فرمائی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجا اور پھر ہم کو اتنی توفیق دی کہ ہم اس کی ہدایت اور دعوت کو قبول کر سکیں۔ اے میرے پاک پروردگار تیری ذات سب سے ہی بلند ہے کہع وام الناس۔ اپنی حاجتیں لے کر تیرے پاس آتے ہیں۔ میں بندہ ناچیز بھی تیرے دروازے پر آیا ہوں اور میں تجھ سے قربت چاہتا ہوں اور تیرے رسول کی بیٹی کے دو بیٹوں پر بے شمار درود سلام بھیجتا ہوں اور اے میرے پروردگار، تو بھی، ان مقدس ومتبرک ہستیوں پر درود وسلام بھیج اور ہم کو اپنی بارگاہ کی سے ناامید نہ پلٹانا اور مجھے دنیا اور آخرت میں عزت دینا اور اپنا مقرب بندہ بنا لے۔

ہدیہ کردہ۔ حاجی عبدالرسول علی الصفا۔ کوشش، شیخ محمد حسین مرید سال ۱۳۸۳ھ۔

یا ابا جعفر مولانا محمد بن علی البر التقی الجواد علیہ السلام اور دوسری طرف لکھا ہوا ہے۔

**یا ابا ابراهیم مولانا الامام الهمام موسیٰ بن جعفر الکاظم علیه السلام**

اور دروازہ چہار چوب کے اوپر، ایک سونے کی تختی پر لکھا ہوا ہے (وسبق الذین اتقوا) اور تین طرف ایک فارسی کا شعر بھی لکھا ہوا ہے اور ایک قصیدہ دروازے پر لکھا ہوا ہے۔ جس کا

Presented by Ziaraat.Com

خلاصہ درج ذیل ہے۔

ایک دروازے پرنور اور روشنی ہے۔ جس کو دیکھ کر عوام الناس کی نظریں خیرہ ہونے لگتی ہیں اور سونا بھی چمکتا ہے اور چاندی بھی آب وتاب دکھلاتی ہے کیا خوب بنایا گیا ہے کہ دل کی خوشی محسوس ہوتی ہے اور کس قدر خوبصورت ہے۔

اس کی بناوٹ کے کمال سے لوگوں کی عقلیں پریشان ہیں اور اس کی چمک بالکل آسمان کے ستاروں جیسے روشنی اور چمک ہے۔

آٹھ عدد شعر عربی کے ہیں۔ جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل کیا جا رہا ہے ملاحظہ فرمائیے گا۔

وہ دروازہ معجز ہے اور ہنر والا ہے یہاں غم واندوہ کا گزر نہیں ہے اس کو کسی ایسے مومن نے بنایا ہے کہ راہِ ولایت کو روشن کر دیا ہے۔

یہ دروازہ خورشید کو دوست رکھتا ہے، کیونکہ خورشید (سورج) کی چمک اس کے سامنے مانند پڑ جاتی ہے اور اس کی چمک بڑھ جاتی ہے۔

در کرامت، در امامت وہدایت پرنور خدا، ضوفگن ہے، باب الحوائج کو جب آپ پکاریں گے فوراً آپ کی حاجت روا ہوگی اور جو کوئی بھی غم زدہ، زمانے کا ستایا ہوا آپ کے مزار پر آ جائے گا اسے پناہ ملے گی اور سکون ملے گا۔

یہ مزار تو پریشان لوگوں کے لیے ایک امن کا قلعہ ہے جو مراد بھی لے کر آئے گا پوری ہوگی۔

یہ درگاہ تو روٹی رزق بانٹنے کی جگہ ہے۔ ہر قسم کی دعا یہاں قبول ہے اور جو بھی دعا مانگو گے دل کی مراد پاؤ گے اور یہ بخشش بڑھتی ہی رہے گی۔

یہ زمین کا ایک ایسا ٹکڑا ہے جو بہت پاکیزہ مقام ہے۔ نیکی وسعادت کی جگہ ہے۔ اور اس کے بنانے والے کو خدا سات آسمان کی بلندیاں عطا فرمائے گا۔

گزری ہوئی زندگی میں بھی آپ نے بشارت دی ہے اور مستقبل میں بھی آپ

Presented by Ziaraat.Com

ہی بشارت دینے والے ہیں۔ گویا لوگوں کی امیدوں کا آپ ہی سہارا ہیں۔

گویا یہ قبر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خوش خبری ہے اور طواف کرنے والے اور اس کتاب کو پڑھنے والے رستگار ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے فضل و ہدایت سے قوموں کو ہدایت بخشی ہے اور قومی وقار اور پرچم کو بلند کیا ہے اور یہی وہ مبارک ہستیاں ہیں کہ سرزمین عراق کو، ان کی ذوات مقدسہ کی وجہ سے عزت بخشی یہ اور برکتیں نازل کی ہیں اور یہی ہستیاں اہلبیتؑ محمد ہیں اور ران کے صحیح جانشین بھی ہیں گویا، یہ اس مضبوط درخت کی شاخ ہیں۔ خداوند عالم کے راز د نیاز کے امین ہیں اور ان سرار کی وجہ سے انسان کی نسلوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔ اان کے اندر بھی ویسی ہی صفات حمیدہ ہیں جو صفات پیغمبر میں موجود تھیں اور وہی خواہشات ہیں جو پیغمبرؐ کی خواہشات ہیں۔ عدالت اور جہاد بھی آپ کی وجہ سے ہے اور زہد و بخشش بھی جناب رسالت مآبؐ جیسی ہے، کیونکہ یہ سب کے سب ہی خاندانِ محمدؐ سے ہیں اور اس خاندان رسالت کی خواتین وافراد، سب کے سب ہی کمال یافتہ اور بلند درجہ ہیں۔ یہ خاندان اس قدر مبارک اور نیکیوں والا ہے کہ اس درخت پر پھل آرہے ہیں اور ستارے بن کر آسمان پر چمک رہے ہیں اور اپنے سائے سے سب کو فیضیاب کرر ہے ہیں۔

# روضے کی دیواریں

## دیوارِ شمالی

اس دیوار کی لمبائی ۱۲۱ میٹر، ۲۰ سینٹی میٹر ہے اور اس میں گیارہ طاق بنے ہیں۔ ۷ طاق شرقی سمت اور ۴ غربی سمت میں۔ باب جواہر یہ اور باب قریش اسی دیوار میں بنے ہیں۔

## دیوارِ شرقی

اس کی لمبائی ۱۳۴ میٹر ہے اور اس میں ۲۲ طاق بنے ہیں۔ ''باب فرہادیہ'' (تعمیر

Presented by Ziaraat.Com

۱۳۰۰ھ) باب مراد اسی میں واقع ہیں۔ بابِ مراد کے اوپر کاشی سے یہ آیاتِ قرآنی سجائی گئی ہیں۔

قال الله تبارك و تعالي عزوجل وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ O وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ O وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ۔ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O

صدق الله العلي العظيم۔ وصدق رسوله النبي الكريم۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے متقی اور پاک لوگ گروہ گروہ فوج بنا کر جنت میں داخل کئے جائیں گے اور جیسے ہی یہ لوگ دروازہ بہشت پر پہنچیں گے تو تمام کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جنت کے خازن فرشتے اِن کو مبارک باد دیں گے اور کہیں گے کہ تم پر سلام ہو کہ تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عیش میں رہو گے اور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ قابل تعریف و توصیف ہے کہ جس نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے ہم کو مقرر کیا ہے اور ہم کو پوری بہشت کا مالک قرار دیا ہے تاکہ جہاں بھی ہمارا دل چاہے گھوما پھرا کریں۔ (ہاں ہاں) نیک لوگوں کو اُن کے کارناموں کی جزاء دی جائے گی۔

اور اے میرے پیغمبر، اُس روز تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ سارے عرش پر یہ فرشتے پھیلے ہوئے ہوں گے اور خدا کی تسبیح و تقدس میں مشغول ہوں گے۔

کاتب کا نام نصر اللہ مھدی اور سال کتابت ۱۲۹۹ھ قمری لکھا ہے۔ اس تحریر کے علاوہ ایک سنگ مرمر کا کتبہ بھی دروازہ چہار چوب کے اوپر نصب کیا گیا ہے اور ایسے اشعار لکھے ہوئے ہیں جو پڑھنے میں نہیں آتے ہیں البتہ جنوبی گوشے میں ایک چھوٹا دروازہ بنا کر دیوار بنادی گئی ہے۔

اور اُس روز جنتی اور دوزخی لوگ کا مقابلہ ہوگا۔ تمام تعریفیں صرف اور صرف ذاتِ

Presented by Ziaraat.Com

خداوندی کے لئے سزاوار ہیں۔

اس چھوٹی سی دیوار کا نام (تکیہ بکتاشیر) ہے اور وہاں پر قریب میں ہی عام کتب خانہ جوادین بنا ہوا ہے وہاں سے ایک دروازہ کھلتا ہے جس پر ایک پتھر پر کتبہ درج ہے اور اس پر فارسی زبان میں تحریرات لکھی ہوئی ہیں۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ نور بمستطاب اشرف امجد ارفع والا شاہزادہ۔ حاجی فرھاد مرزا معتمد الدولہ۔ فرمان، مملکت فارس (شہنشاہ ایران) والا صفات نے اس تکیے (کمرے) کو بنایا ہے اور فی سبیل اللہ ہدیہ کر دیا ہے تحفہ دیدیا ہے بالخصوص بکتاشیہ کے لئے اور کسی دوسرے شخص کو یہاں پر وقف کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ شہر (ماہ) صفر ۱۲۹۸ھ قمری اور پھر اس کے ساتھ ساتھ کچھ فارسی کی تحریرات بھی لکھی ہوئی ہیں۔

## دیوار مغربی

اس دیوار کی لمبائی ۱۳۵ میٹر اور ۴۰ سینٹی میٹر ہے جس میں ۲۲ کمرے بنائے گئے ہیں اور دو دروازے آمد ورفت کے لئے بنائے گئے ہیں۔

(الف) جنوب مغرب کے کونے میں ایک دروازہ بنا ہوا ہے۔ بابِ صوفی لیکن اس دروازے پر کوئی بھی تحریر کسی قسم کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔

(ب) ایک بڑا دروازہ بھی ہے جو دیوار کے وسط میں بنا ہوا ہے۔ باب صاحب الزمان اور اُس کے اوپر آنے جانے کی جگہ پر تحریریں لکھی ہوئی ہیں اور اُس دروازے کے اوپر کی طرف جیسے ہی داخل ہوتے ہیں آیہ نور کاشی کاری سے لکھی گئی ہے اور وسطِ بالائے طاق، ایک اور بھی دروازہ ہے۔

دروازے کے اوپر باہر کی طرف۔ آیہء تطہیر اور آیہء ولایت کاشی سے لکھی گئی ہے۔ اسی طرح سے بیچ میں بھی۔ حجرے کے روشن دان کے پاس سورہ قریش لکھی ہوئی ہے۔

## دیوار جنوبی

Presented by Ziaraat.Com

اس دیوار کی لمبائی ۱۳۵ میٹر ہیا وراس میں ۲۰ کمرے بنائے گئے ہیں اور تین دروازے بھی بنائے گئے ہیں۔

(الف) ایک دروازہ تو ایک تہائی مشرقی دیوار کے بیچ میں اور یہ دروازہ پہلے نہیں بنا ہوا تھا۔

یہ دروازہ پہلے بنا ہوا نہیں تھا لیکن ۱۳۶۰ھ میں بنایا گیا ہے اور جب داخلہ ہوتا ہے تو وہاں کوئی بھی تحریر کسی قسم کی لکھی ہوئی نہیں ہے لیکن باہر نکلنے کی طرف مندرجہ ذیل آیات کاشی میں لکھ کر سجاوت کی گئی ہے۔

**بسم الله الرحمن الرحیم ٥ وسبق الذین اتقوا ربهم الیٰ الجنة زمراً. حتیٰ اذا جاؤها و فتحت ابوابها وقال لهم خزنتها سلام و علیکم طتجم فادخلوها خالدین. صدق الله العلی العظیم.**

اس آیتِ شریفہ کے نیچے۔ بیچ میں (باب المغفرۃ) لکھا ہوا ہے۔

دروازے کے اوپر کاشی کاری کی گئی ہے آیۃ الکرسی لکھی گئی ہے اور پھر یہ جملہ لکھا ہے۔

**(فی ایام دولة السلطان الاعظم ولخاقان الاکرم السلطان بن سلطان ابن السلطان. الخاقان ابن الخاقان ابو المظفر ناصر الدین شاه قاچار، خلدالله ملکدو. علی العالمین بره وعدله واحسانه و بنی هذا الصحن اشریف ١٢٩٨ھ. ثمان وستعین ومائتین بعدالالف من الهجرة المقدسه ١٢٩٨ھ**

اور سورۃ والضحیٰ باہر کی طرف لکھی ہوئی ہے اور اسی طرح سے آیات ذیل دروازے پر کاشی کاری کے ساتھ لکھی گئی ہیں:

قال اللّٰه تبارك و تعالی عزوجل وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ٥

''اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قابل تعریف و توصیف ہے اور اُس نے لطف اور

Presented by Ziaraat.Com

رحمت کی نظر ہم پر رکھی ہے اور ہم کو پوری جنت کی زمین کا مالک بنایا ہے تا کہ جہاں بھی ہم چاہیں جنت میں گھومیں پھریں (ہاں) اُس روز نیک لوگوں کے اُن کی نیکیوں کا اچھا بدلہ دیا جائے گا۔

(سورہ زمر، آیت ۴۷۔۷۵)

اور اے رسولؐ۔ اُس روز خدا کے فرشتوں کو دیکھنا کہ گروہ در گروہ جگہ جگہ بیٹھے ہوں گے۔ تسبیح و تقدیس الٰہی میں مشغول ہوں گے اور اُس روز جنتی اور دوزخی لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوگا اور کہا جاتا ہے کہ تمام تعریف صرف اور صرف ذاتِ خدا کے لئے ہی زیبا ہے۔

اور تم پر سلام ہو کہ تم نے عیش و عشرت کی زندگی پالی ہے۔ اب تم نیکوکار رہو۔ اس جنت میں آن کر بس جاؤ اور ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتیں حاصل کرو۔

## روضہ کاظمین کے حوالے سے چند اہم یادداشت

روضہ کاظمین کی تعمیراتی تاریخ لکھنے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ اپنی ذاتی ڈائری میں نوٹ کی گئی چند یادداشت کو بھی شاملِ کتاب کر لیا جائے۔ شاید یہ باتیں اسی موقع کے لیے محفوظ ہو گئی تھیں۔ ہوا یہ کہ جب پہلی بار ۲۰۱۰ء میں کاظمین جانا ہوا تو دورانِ زیارت حرم اقدس میں ٹہلتے ہوئے حرم کی دیواروں اور مختلف دروازوں پر درج سنِ تعمیر و تنصیب نوٹ کر لیے تھے۔ اس کے علاوہ حرم کی انتظامیہ کی طرف سے تقسیم کیے گئے کتابچوں کے ذریعے بھی کچھ نئی باتیں معلوم ہوئیں تھیں جنہیں محفوظ کر لیا تھا کہ کام آئیں گی۔ یہ تمام یادداشت درج ذیل ہیں۔

۱۔ ۱۲۶۹ھ میں حرم اقدس میں نئے دروازے کا افتتاح کیا گیا۔ ۱۳۳۲ھ میں اسی دروازے کی تجدید کی گئی۔ دیواروں پر سن تعمیر درج ہیں۔

۲۔ ۱۳۲۴ھ میں سید محسن صائغ بن سید ہاشم الورد کاظمی، سید محمد علی صائغ کاظمی اور میرزا

Presented by Ziaraat.Com

محمد شیرازی کی کوششوں سے حرم اقدس میں چاندی کی نئی ضریح نصب کی گئی۔

۳۔ حرم اقدس کے اندر ضریح کے مشرقی سمت جو سونے کے دروازے ہیں وہ ۱۳۸۴ھ میں الحاج محمد جواد، الحاج محمد رضا اور شیخ محمد حسین کی کوششوں سے نصب کئے گئے، جنھیں دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ ان دروازوں پر شعرائے کاظمین کے قصائد درج ہیں۔

۴۔ حرم اقدس کا اندرونی شمالی دروازہ، جو خالص چاندی کا ہے ۱۳۶۸ھ میں نصب کیا گیا جس کا حجم ۲۰۰x۳۴۰ سینٹی میٹر ہے۔

۵۔ حرم اقدس کا اندرونی جنوبی دروازہ ۱۲۹۴ھ میں نصب ہوا جس کا حجم ۲۰۰x۳۴۰ سینٹی میٹر ہے۔ چاندی کا ہے۔

۶۔ حرم اقدس کا اندرونی طلائی وسطی دروازہ ۱۳۸۷ھ میں بنا جس کا حجم ۲۸۰x۳۷۰ سینٹی میٹر ہے۔

## حکومتِ صدام کے خاتمے کے بعد ۲۰۰۴ء سے ہونے والی اضافی تعمیرات

۱۔ حرم اقدس کی دیواروں پر کاشی کا قدیم کام مٹتا جا رہا تھا۔ ۲۰۰۷ء میں اندرونی عمارتِ حرم کی جدید کاشی کاری کی گئی۔

۲۔ ۲۰۰۶ء سے حرم اقدس کی شمالی سمت سے حرم کی توسیع کا آغاز کیا گیا جس کا تعمیراتی کام تاحال جاری ہے۔

۳۔ ۲۰۰۸ء میں حرم اقدس کے چاروں میناروں کے ابتدائی حصوں پر سونا چڑھایا گیا۔

۴۔ ۲۰۰۸ء ہی میں حرم اقدس کے دونوں گنبدوں پر سونا چڑھایا گیا جس کی روشنی چشمِ خورشید کو خیرہ کرتی ہے۔

۵۔ حرم اقدس کے مرکزی دروازے پر نصب گھڑی کی مرمت کا آغاز ہوا۔ قبۃ الساعۃ

Presented by Ziaraat.Com

کی بھی تعمیر میں اضافے ہوئے۔ ۷ اپریل ۲۰۰۸ء کو اس کی تعمیر مکمل ہوئی۔

۶۔ باب قبلہ کی حالت سقیم ہو رہی تھی۔ اس میں ترامیم و اضافے کیے گئے جس کی تکمیل ۲۰۰۶ء میں ہوئی۔ یکم اکتوبر ۲۰۰۶ء کو اس کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی تھی۔

۷۔ ۲۳ اپریل ۲۰۰۸ء کو باب مراد سے نزدیک زائروں کی سہولت کے لیے مرافق (بیت الخلاء) کی تعمیر مکمل ہوئی۔

۸۔ بابِ مراد سے داخل ہوتے ہی دائیں بائیں طرف لکڑی کی خوبصورت جالیاں آتی ہیں انھیں ۲۰۰۸ء میں بنایا گیا۔

۹۔ ۲۰۰۸ء ہی میں حرم اقدس میں جامع الجوادین کی بنیاد رکھی گئی۔

۱۰۔ ۲۰۰۸ء میں صحن اقدس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ قدیم فرش زمین کو جدید اور اعلیٰ قسم کے سنگِ مرمر سے بدلا گیا۔

۱۱۔ ۲۰۰۵ء میں حرم میں چاندی کی نئی خوبصورت ترین ضریح نصب کی گئی۔

۱۲۔ ۲۰۰۸ء میں صحن صاحب الزمان کی تعمیر کا آغاز ہوا۔

۱۳۔ ۲۰۰۹ء میں شیخ طوسی اور شیخ مفید کی قبروں پر نصب شدہ ضریح کو تبدیل کیا گیا۔

## شبیہِ روضہ کاظمین (لکھنؤ)

ہند و پاک کے عقیدت مندوں نے اپنے اپنے شہروں میں روضۂ کاظمین کی شبیہوں کی تعمیر کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جو مومنین کاظمین تک نہ جاسکیں وہ اپنے شہروں میں روضے کی زیارت کرلیں کیونکہ اس زمانے میں زیارت کا سفر کرنا انتہائی مشکل تھا۔

دنیا میں کاظمین کی پہلی شبیہ لکھنؤ میں تعمیر کی گئی جس کے بانی کا نام جگن ناتھ تھا۔ مولانا آغا مہدی لکھنوی لکھتے ہیں:

''اس روضہ [کاظمین] کے بانی کا نام جگن ناتھ تھا اور وہ قوم کے اگروال تھے

Presented by Ziaraat.Com

مرزا منڈی سے قریب نال دروازہ میں رہتے تھے حضرت امجد علی شاہ کے زمانہ ۱۸۴۲ء میں اسلام لائے اور نام غلام رضا خاں رکھا گیا۔ حُسنِ خدمات سے شرف الدولہ خطاب ہوا۔ درگا پرشاد ہندو مورخ ان کے حال میں لکھتے ہیں "رفتہ رفتہ در بارش مرجع انام و سرمایہ حل وعقد خواص وعوام شد مرد با جرأت و وجاہت بود"۔ جلوس سلطان عالم کے چھٹے برس ۱۲۶۹ھ میں ان کے حساس دماغ کو خیال ہوا کہ لکھنؤ میں تمام روضوں کی نقلیں موجود ہیں شبیہ کاظمین نہیں ہے منصور نگر کے آگے ایک بڑا ٹکڑا زمین کا خرید کر روضہ بنوایا جس کی گل کاری اور رنگ آمیزی نہایت دلکش نظر فریب اور قابل دید ہے روضہ میں داخلہ ایک شاندار پھاٹک کے ذریعے ہوتا ہے جس کے بعد وسیع صحن ہے اور دو بلند گنبد پہلو بہ پلو ہیں۔ ان گنبدوں کا انداز ساخت اس طرح ہے کہ دو بڑے مدوّر مونڈھے بنا کر دونوں پر شلجم نما قبّے بنائے ہیں اور خوشنما کلسیاں نصب کی ہیں دونوں مونڈھوں یا قبوں پر سونا چڑھا ہوا ہے اور طلائی گموں کی ایسی جڑائی دکھائی ہے کہ جب سورج کی کرن ان قبوں پر پڑتی ہے تو چمک دمک اور جگمگاہٹ سے آنکھوں میں چکا چوند ہوتی ہے۔

قبّے کے نیچے چوبی حضیرے میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور امام محمد تقیؑ کی قبروں پر پوشش پڑی ہوئی ہے اور دو تابوت رکھے ہیں۔ ضریح کے سامنے انگھیٹی، اگردان، رحل پر قرآن شریف اور بعض تبرکات قدم رسولؐ کا ایک پتھر بھی ہے چھت آئینہ پٹی کی ہے جس سے پرانی آرائش کے منظر سامنے آجاتے ہیں۔ دیواروں پر پرانی قسم کے چوکھٹے (فریم) اور قد آدم آئینے نصب ہیں۔ بالائے عمارت چار مینار دور سے بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ رواق میں دونوں طرف مجالس اور نماز جماعت کی جگہ ہے۔ غلام گردش میں ایک طولانی سنگی تعزیہ بھی نصب ہے جس کو شیخ تصدق حسین صاحب نے اپنے مقالے میں روضہ ظاہر کیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کاظمین کے ہر دو معصوم کی نقل قبور تو قبے کے نیچے برابر برابر موجود ہیں یا تو کسی رئیس کی قبر کا سنگی حضیرہ ہے یا تعزیہ ہے جس کے بارے میں نہ تو تاریخ

Presented by Ziaraat.Com

میں صراحت ہے نہ کوئی بوڑھا باقی ہے جو نشاندہی کرے۔

غلام رضا خاں نہایت خوش فکر مقدرور آدمی تھے اور زندگی کے ہر دور میں کامیاب رہے اور پکے راسخ العقیدہ مسلمان تھے غدر ۱۸۵۷ء میں شرف الدولہ کی تلاش میں روضہ پر بھی گوروں کا حملہ ہوا اور یہ مقدس روضہ بھی انگریزوں کے قبضے میں آ گیا۔ جب شرف الدولہ کے عقل و تدبر سے روضہ گوروں کے قبضے سے واپس ملا تو پھر نئے سرے سے آراستہ کیا اور لٹے ہوئے سامان کی فراہمی میں شرف الدولہ نے جان لڑا دی۔ روضہ کا سن تعمیر اس قطعہ سے واضح ہے:

در زمانِ ظل حق سلطان عالم بادشاہ    ناصرِ دین محمد دوستدارِ کاظمین
افضل و اشرف غلام حضرت موسیٰ رضاؑ    ہست شرف الدولہ باصد جانثارِ کاظمین
زوجہ اش شرف النساء خانم کنیز فاطمہؑ    محسن خلق خدا خدمت گزارِ کاظمین
از سکوں را شرف دارد شرف در ہردو اسم    یا رفت تسکین از عطائے بیشمارِ کاظمین
ہر دو عالی منزلت باحسن نیت ساختند    خوشنما نقلِ رواق نور بارِ کاظمین
شد نصیب ہندیاں الحال بے رنج سفر    خاک بوس روضہ گردوں وقارِ کاظمین
لکھنؤ شد غیرتِ فردوس زیں رنگیں بناء    رونق اسلام افزود از بہارِ کاظمین
گشت نقل مدفن سبطین ایں بیت الشرف    گفت راقم سال تاریخش ''مزارِ کاظمین''

۱۲۶۹ھ

روضہ کے تحفظ میں کوئی جائیداد وقف نہیں ہے صرف دو ہزار روپے کے نوٹ ہیں اور دُکانات کا کرایہ ماہوار آمدنی ہے ۱۹۱۷ء سے یہ روضہ آثار قدیمہ میں شمار کیا گیا ہے اور وقف حسین آباد کے زیرِ انتظام ہے غلام رضا خاں نے ۲۶ رجمادی الاول ۱۲۷۸ھ کو انتقال کیا۔ مرتے وقت تک ان کی زبان پر سورۂ توحید کی آیتیں تھیں اور اسی روضہ میں دفن ہوئے۔ یہ قطعہ تاریخ ان کی قبر پر موجود ہے:

Presented by Ziaraat.Com

چوں دین حق غلام رضا خاں قبول ساخت — زیں دولت زاہد شرف الدولہ نام شد
با صدقِ دل نمود بنا نقلِ کاظمین — زیں جاتواں ساخت کہ عالی مقام شد
تازیست خبر خاتمہ بالخیر گشت وبس — چیزش پسند ایزد خیر الانام شد
تا نزع داشت سورۂ اخلاص دردِ لب — اخلاص میان ہمہ خاص و عام شد
در کاظمین گشت چو آسودہ زیر خاک — رحمت مجاور لحدش تا قیام شد
ناگاہ عقل طالب تاریخ سال فوت — از پیشگاہ ہاتف شیریں کلام شد
بگرفت حرف معجم وگفتا بقلب صاف — از کاظمین راہی دارالسلام شد

۱۲۷۸ھ

قبر شرف الدولہ کے پہلو میں شرف النساء شیریؔں کی قبر ہے۔شرف النساء خانم اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر خوب کہتی تھیں ان کے ابتدائی استاد میر محمد حسین بشرؔ تھے پھر امداد علی بحرؔ سے اصلاح لی اور اس قدر مشق بہم پہنچائی کہ صاحب دیوان ہوئیں۔''

(تاریخِ لکھنؤ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۵)

Presented by Ziaraat.Com

﴿باب ۔۵﴾

# مدفونینِ روضہ کاظمین

اس بات سے برصغیر کے خواص بلکہ عرب وعجم بھی ناواقف ہیں کہ روضہ کاظمین امام موسیٰ کاظمؑ اور امام محمد تقیؑ کے علاوہ اولادِ معصومینؑ کی ایک بڑی تعداد کا بھی مدفن ہے۔ خود روضے کی انتظامیہ نے اس بارے میں کوئی خاص اقدام نہیں کیا۔ شیعی مصادر میں ایسے امام زادگان کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جو مختلف وقتوں میں بغداد میں آ کر بس گئے تھے اور جب انہوں نے یہاں وفات کی تو برکت وسعادت کی نیت سے جوارِ امامین کاظمینؑ میں دفن کیے گئے ۔ ان مقدس ہستیوں کی قبریں اب ظاہر نہیں ہیں لیکن زائرین کو یہ علم ضرور ہونا چاہئے کہ اس مقدس سرزمین پر اولادِ معصومینؑ میں سے کون کون دفن ہے۔ ذیل میں ان امام زادگان کی فہرست مع حوالہ جات پیش کی جا رہی ہے۔

## امام زادگان کی قبریں

۱۔ ابوطالب حمزہ بن محمد اصغر بن حسین اکبر بن محمد اکبر بن حسن یحیٰی بن حسین بن زید بن امام زین العابدینؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد۳ صفحہ ۲۱۴)

۲۔ حمزہ بن حسین بن احمد بن موسیٰ بن ابراہیم مرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظمؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد۳ صفحہ ۲۱۴)

۳۔ حسین بن ابراہیم اکبر بن احمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن

Presented by Ziaraat.Com

مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۴۔ حسین بن احمد بن موسیٰ بن ابراہیم مرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظمؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۵۔ حسین بن علی بن حسین بن زید بن امام زین العابدینؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۶۔ ابراہیم اکبر بن احمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

۷۔ احمد اکبر بن قاسم بن ابراہیم اکبر بن احمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۸۔ احمد اصغر بن ابراہیم اکبر بن احمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۹۔ احمد بن محمد بن حسن بن قاسم بن حسن بن علی بن عبدالرحمٰن شجری بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۱۰۔ محمد اعرج بن موسیٰ بن ابراہیم مرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظمؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۱۱۔ محمد شریف معروف بہ ابن ابی جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابراہیم بن علی

Presented by Ziaraat.Com

بن عبیداللہ اعرج بن حسین اصغر بن امام زین العابدینؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۱۲۔ محمد بن احمد بن موسیٰ بن سلمان بن قاسم بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

۱۳۔ محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن حسن میں جعفر بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۱۴۔ محمد بن علی بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن زید بن امام زین العابدینؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۱۵۔ محمد بن حسن بن قاسم بن حسن بن علی بن عبدالرحمٰن شجری بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۱۶۔ محمد بن حسن بن محمد بن عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ۔ ۱۷۱ھ میں دفن ہوئے۔

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۱۷۔ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابراہیم بن علی بن عبیداللہ بن حسین اصغر بن امام زین العابدینؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۱۸۔ محمد بن ابراہیم اکبر بن احمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

Presented by Ziaraat.Com

۱۹۔ موسیٰ اصغر بن محمد اعرج بن موسیٰ بن ابراہیم مرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۲۰۔ محمد بن قاسم بن علی بن محمد بن احمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۲۱۔ حسن بن محمد بن احمد بن جعفر بن محمد بن زید بن امام زین العابدینؑ

(بدائع الانساب صفحہ ۹۳)

۲۲۔ حسن بن محمد بن یحیٰی بن حسن بن جعفر بن عبیداللہ بن حسین بن امام زین العابدینؑ ۔ ۳۵۰ھ میں وفات کی۔

(بدائع الانساب صفحہ ۲۲)

۲۳۔ داؤد بن قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ

(بدائع الانساب صفحہ ۲۹)

۲۴۔ رقیہ بنت اسحاق بن امام موسیٰ کاظمؑ ۔ ۳۱۴ھ یا ۳۱۶ھ میں وفات کی۔ان کی قبر وہاں ہے جہاں آج بابِ مراد ہے۔

(جامع الانساب جلد ۱ صفحہ ۴۷)

۲۵۔ زین بن محمد بن حسن بن قاسم بن حسن بن عبداللہ شجری بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۲۶۔ عبداللہ بن حسن افطس بن علی بن امام زین العابدین۔آپ حسین شہید فخ کے ساتھ تھے۔یحیٰی برمکی نے آپ کو شہید کیا اور آپ کا سر ہارون رشید کے پاس لے گیا۔لاش بغداد لائی گئی۔امکانِ قوی ہے کہ مقابرِ قریش میں دفنائی گئی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(بدائع الانساب صفحہ ۳۵)

۲۷۔ عبداللہ بن حسین بن احمد بن موسیٰ بن ابراہیم مرتضٰی بن اہم موسیٰ کاظمؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۲۸۔ علی بن محمد بن امام جعفر صادقؑ۔ آپ نے پوری زندگی بغداد میں گزاری احتمال قوی ہے کہ وفات یہیں کی ہو اور مقابر قریش میں دفن ہوں۔

(جامع الانساب صفحہ ۴۲، ۴۶)

۲۹۔ علی بن حسن بن محمد اصغر بن حسن بن محمد بن عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

۳۰۔ علی بن حسین بن احمد بن موسیٰ بن ابراہیم مرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

۳۱۔ علی بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن زید شہید بن مام زین العابدینؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۳۲۔ علی بن محمد بن حسن بن قاسم بن حسن بن علی بن عبدالرحمٰن شجری بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

۳۳۔ قاسم بن ابراہیم اکبر بن احمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۳۴۔ قاسم بن حسین بن احمد بن موسیٰ بن ابراہیم مرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

Presented by Ziaraat.Com

۳۵۔ محمد بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ ملقب بہ دیباج، آپ ۲۵ برس کی عمر میں بغداد میں شہید کیے گئے اور لاش مقابر قریش میں دفن کی گئی۔

(بدایع الانساب صفحہ ۵۶)

۳۶۔ یحییٰ بن احمد بن ابراہیم بن محمد بن موسیٰ کاظمؑ۔ آپ قبر امام موسیٰ کاظمؑ کے مجاور تھے۔

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

۳۷۔ یحییٰ بن حمزہ بن محمد اصغر بن حسین بن محمد اکبر بن حسین بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۳۸۔ یحییٰ بن عبداللہ بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبداللہ بن حسین اصغر بن امام زین العابدینؑ۔ ۴۴۸ھ میں بغداد میں وفات کی۔

(گنجینہ دانشمندان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

۳۹۔ یحییٰ بن عمران بن یحییٰ بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ۔ آپ ۲۵۰ھ میں مستعین عباسی کے زمانے میں شہید کیے گئے۔

(بدایع الانساب صفحہ ۶۳)

## علماء کی قبریں

مندرجہ ذیل علماء کاظمین میں مدفون ہیں۔

۱۔ شیخ اجل سید محمد ابن محمد ابن نعمان مفید، شیعہ اور سنی آپ کی فضیلت کے معترف ہیں۔ آپ سعید بن جبیر صحابی امیر المومنینؑ کی نسل سے تھے۔ خطیب وغیرہ نے کہا کہ اہل سنت کو مفید کی موت سے راحت ملی ہے۔ ۸۰ ہزار شیعہ آپ کے جنازے میں موجود تھے۔ آپ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کو امام زمانہؑ نے توقیعات تحریر فرمائیں۔ ۱۱ ذیقعدہ ۴۱۳ھ یا

Presented by Ziaraat.Com

۳۳۸ھ کو پیدا ہوئے۔ وفات شب جمعہ ۳ ماہ رمضان ۴۱۳ھ کو ہوئی۔ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ رواق میں امامین کے پاؤں کی جانب مدفون ہیں۔ مشائخ شیعہ میں بہت جلیل القدر، مشائخ کے رئیس اور استاد تھے۔ بعد میں آنے والے ہر عالم نے آپ کے فیوض سے استفادہ کیا۔ علم فقہ کلام میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ علم روایت میں اپنے زمانے میں سب سے زیادہ لائق اعتماد اور سب سے زیادہ علم کے مالک تھے۔ اس زمانے میں شیعوں کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں تھی۔ دوصد کتب تصنیف فرمائیں۔ کتاب مقنعہ، کتاب ارشاد، کتاب العیون اور المحاسن آپ کی یادگاریں ہیں۔ اکثر روایات شیخ ابوالقاسم جعفر ابن محمد ابن قولویہ اور شیخ صدوقؒ سے بھی روایت کرتی ہے۔ بہت بڑی علماء کی جماعت آپ سے روایت کرتے ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔ شیخ طوسیؒ، نجاسیؒ، سالدر ابن عبدالعزیز دیلمی، سید مرتضیٰ، سید رضی، شیخ ابوالشیخ کراجکی اور حضرت حجۃ اللہ مولانا صاحب العصر و الزمان نے تین توقیعات آپ کے پاس ان عنوانات سے تحریر فرمائیں۔ الاخ السدید والولی الرشید الشیخ المفید ابی عبداللہ محمد ابن محمد ابن نعمان ادام اللہ اعزازہ، امام عجل اللہ فرجہ نے توقیع کے عنوان کے بعد مطلب بیان کیا ہے غیبت کبریٰ کے بعد کسی عالم کو یہ منزلت حاصل نہیں ہوئی جس کو امام وقت نے خط لکھا ہو۔ جب شیخ مفیدؒ کو قبر کے اندر دفن کیا گیا تو قبر مقدس پر یہ عبارت تحریر کردی گئی تھی۔ **لاصوت الناعی لفقدک انه. یوم علی آل الرسول عظیم۔**

رونے والے آپ کی موت پر کہتے ہیں یہ دن اولاد رسولؑ کے لئے گراں ہے۔

ان کان قدغیبت حدیث الثری

فالعدل التوحید فیك مقیم

اگرچہ آپ قبر میں مدفون ہیں مگر تیرے ساتھ انصاف اور توحید مقیم ہے

والقائم المهدی یفرح کلما

Presented by Ziaraat.Com

تلیت علیك من الدروس علوم

قائم مہدیؑ اس وقت خوش ہوتے ہیں جبکہ علوم کے درس آپ کے پاس پڑھے جاتے ہیں۔

بحوالہ روضات الجنات شیخ مفید نے خواب میں صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو دیکھا۔ حسنؑ اور حسینؑ آپ کے ساتھ تھے۔ شیخ مفیدؒ کو ان الفاظ سے یاد فرمایا۔ **یا شیخ علم ولدی هذین الفقه** یا شیخ میرے ان دو فرزندوں کو فقہ کی تعلیم دو۔

شیخ مفید اور سید مرتضیٰ کا ایک مسئلہ میں مباحثہ اور مجادلہ ہوا۔ طے یہ پایا کہ مطلب لکھ کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی قبر کے اوپر رکھ دیا جائے اور حضرت سے جواب پوچھا جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا، اس روز صبح کے وقت جواب لکھا ہوا موجود تھا۔ **الحق مع ولدی والشیخ معتمدی**۔ میرے بیٹے کے ساتھ حق ہے اور شیخ میرے قابل اعتماد آدمی ہیں۔

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید)

جس روز آپ فوت ہوئے مخلوق کا اس قدر اژدحام تھا۔ ایسا اژدحام کبھی دیکھا نہیں کیا گیا، لوگ زار و قطار گریہ کناں تھے۔

مخالفین سے آپ کے مناظرے بہت زیادہ ہیں، بحوالہ فہرست شیخ طوسیؒ سرائر کے آخر میں ابن ادریس بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شیخ مفیدؒ علی ابن عیسیٰ رومانی کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ ایک بصری نے علی ابن عیسیٰ سے پوچھا کہ حدیث غدیر اور حدیث ابوبکر کہ آپ غار میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے، ان دونوں کی صحت پر کیا دلیل ہے۔ یہ علی ابن عیسیٰ نے خبر غار روا ہے اور خبر غدیر روایت ہے۔ درایت روایت پر مقدم ہے۔ اس کے بعد بصری شیخ مفید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بصری سے فرمایا اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ جس نے امام عادل سے جنگ کی ہو، کہا وہ کافر ہے۔ بعد میں کہا فاسق ہے۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام امام عادل تھے۔ کہا ہاں۔ فرمایا جنگ جمل میں طلحہ اور زبیر نے آپ

Presented by Ziaraat.Com

سے جنگ کی تھی؟ کہا ہاں، لیکن بعد میں توبہ کرلی تھی۔ فرمایا جنگ درایت ہے اور توبہ روایت۔ درایت روایت سے مقدم ہے۔ علی ابن عیسیٰ نے کہا انت المفید حقا۔ واقعی آپ مفید ہیں عندالدولہ دیلمی نے جب سنا تو شیخ مفیدؒ کی بہت زیادہ عزت کی اور بہت زیادہ عطیات سے نوازا۔

۲۔ شیخ اقدم اعظم ابوالقاسم جعفر ابن محمد ابن تولو یہ قمی استاد شیخ مفید صاحب کتاب کامل الزیارت آپ کلینیؒ سے روایت کرتے ہیں۔ ۳۰۹ھ میں وفات سے پہلے بیت الحرام کی زیارت کی۔

قرامطہ اس سال حجر اسود کو واپس لا کر کعبہ میں نصب کرنا چاہتے تھے۔ حضرت حجتؑ کی زیارت کی اُمید میں آپ نے حج کا قصد کیا۔ بغداد میں بیمار ہو گئے۔ اپنا نائب مقرر کر کے اس کو خط دیا کہ جو شخص حجر اسود کو نصب کرے، میرا رقعہ اس کو دے دینا۔ رقعہ میں تحریر کیا کہ میں موجود بیماری سے شفایاب ہوں گا۔ یا نہیں۔ میری عمر کس قدر باقی ہے۔ نائب مکہ معظمہ میں وارد ہوا۔ جب حجر اسود کو نصب کرنے لگے تو نائب نے خادم کعبہ کو کچھ رقم دے کر رکن کے نزدیک جگہ لے لی تا کہ حجر اسود کے نصب کرنے والے شخص کو اچھی طرح دیکھ سکیں۔ جو شخص بھی حجر اسود کو نصب کرنا چاہتا تھا۔ مضطرب ہو کر گر پڑا تھا۔ آخر کار ایک گندمی رنگ اور اچھی صورت والا انسان نمودار ہوا۔ اس نے حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیا جس راہ سے تشریف لائے تھے۔ اسی راہ واپس روانہ ہوئے۔ نائب کا بیان ہے کہ میں حضرت کے عقب میں ہولیا۔ لوگوں کو زبردستی دھکیلتا ہوا جا رہا تھا، لوگ مجھے پاگل تصور کرتے تھے اور راہ دے دیتے تھے۔ میں جلدی جلدی جا رہا تھا، آقا وقار سے آہستہ جا رہے تھے، آقا ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ میری متوجہ ہو کر فرمایا ''خط مجھے دے دو'' خط لینے کے بعد بغیر اس کو ملاحظہ کئے فرمایا اس بیماری میں تجھے کوئی خوف نہیں ہے۔ تیس سال کے بعد مر جاؤ گے۔ میں رونے لگا چلنے کی طاقت نہ رہی۔ فرمایا کہ حضرت تشریف لے

Presented by Ziaraat.Com

گئے۔ شیخ کے نائب مکہ سے واپس آ کر آپ کو حالات سے آگاہ کیا۔ حضرت کا فرمان پورا ہوا۔''

روضات الجنات میں مرقوم ہے کہ قرامطہ جو خارجی تھے۔ جن کا سردار ابوطاہر سلیمان قرمطی جو حاکم بحرین تھا۔ سن تین سودس میں رویہ کے روز مکہ میں آیا۔ حاجیوں کے مال کو لوٹ لیا۔ مکہ اور اطراف مکہ کے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا بلکہ جو لوگ خانہ کعبہ کے اندر اور مسجد حرام میں موجود تھے، ان کو بھی نہ چھوڑا۔ مقتولین کو مسجد اور چاہ زمزم کے اندر دفن کیا۔ حکم دیا کہ کعبہ کو گرا دیں اور غلاف کعبہ کو پارہ پارہ کر دیں۔ اپنے اصحاب کو قسم دی کہ حجر اسود کو نکال کر ہجر میں لے جائیں جو بحرین کا ایک شہر ہے۔ سن تین سونو میں قرامطہ حجر اسود کو نصب کرنے کے لئے واپس مکہ آ گئے۔ یہ خانہ کعبہ کی بے حرمتی تھی، دوسری دفعہ اس وقت ہوئی جب یزید ابن معاویہ نے عبداللہ ابن زبیر کی گرفتاری کا حصین ابن نمیر کافر کے ذریعہ کرائی۔ حصین ملعون کعبہ کی بے حرمتی کرنے کے بعد گیارہ روز کے بعد ہلاک ہو گیا۔ ایک ہزار انتیس میں خانہ کعبہ کے اندر سیلاب آ گیا۔ خانہ کعبہ میں آدمی کی قامت سے دوگنا پانی بلند ہو گیا جس سے کعبہ کو کافی نقصان پہنچا۔ چار ہزار بیالیس افراد ہلاک ہو گئے۔ بچوں کا استاد جسکا گھر مسجد حرام میں تھا، تیس معصوم بچوں کے ساتھ سیلاب میں مر گیا، میزاب کی طرف قریباً تیسرا حصہ کعبہ کا خراب ہو گیا۔ یہ اجل امیر زین العابدین کاشان جو مولانا محمد امین استرآبادی کے شاگرد اور مکہ معظمہ کے مجاور تھے۔ کعبہ کی دوبارہ بنیاد رکھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جناب شیخ ابوالقاسم جعفر ابن محمد قولویہ ۳۶۹ھ میں فوت ہوئے، آپ کی قبر پائین مبارک نزد قبر شیخ مفید رواق پاک کاظمین میں ہے۔ آپ محمد ابن احمد ابن علی ابن حسن ابن شاذان قمی کے خالو اور استادِ شیخ کرا چکی ہیں۔

۳۔ علامہ بشر سلطان الحکماء و متکلمین محمد ابن محمد ابن حسن مشہور زیادہ خواجہ نصیر الدینؒ مستدرک الوسائل میں آپ کی ولادت شنبہ ۱۱ جمادی الاول ۵۹۷ھ در طوس آپ کا اصل وطن جہرود تھا۔ وفات بروز عذیر در بغداد ۶۷۲ھ قبر رواق میں بالائے سر قبر پاک کاظمین، فوائد

Presented by Ziaraat.Com

رضویہ میں لکھا ہے کہ خواجہ نصیرالدین طوسی حضرت محقق اول کے درس میں حاضر ہوئے۔ محقق اول نے خواجہ کے احترام کی خاطر یہ چاہا کہ آپ درس میں آنا چھوڑ دیں، خواجہ نے درس کو مکمل کیا۔

قواعد کے دیباچہ کی شرح میں فخرالمحققین خواجہ نصیرالدین طوسی کی رسول اللہؐ کی مندرجہ ذیل حدیث کی توضیح فرماتے ہیں۔

**یاابو الحسن ان امة موسیٰ افترقت علی احدی وسبعین فرقة فرقة ناجیة والباقون فی النار وان امة عیسیٰ افترقت اثنتین وسبعین فرقة فرقة ناجیه والباقون فی النار وانا امتی سنفترق علی ثلث و سبعین فرقة فرقة ناجیة الباقون فی النار رفقلت یارسول اللہؐ فمن الفرقة الناجیة فقال المتمسک بما انت واصحابک علیه.**

ترجمہ: اے ابوالحسن امتِ موسیٰ کے اکہتر فرقے ہوئے، ان میں ایک جنتی تھا۔ باقی سب جہنمی۔ عیسیٰ کی امت کے بہتر فرقے ہوئے۔ ان میں ایک جنتی باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے ایک بہشتی ہوگا، باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ ناجی فرقہ کون ہوگا، فرمایا تمہارے اور تمہارے اصحاب کے نقش قدم پر چلنے والا۔

مسلمانوں کے تمام فرقے اصول ایمان میں مشترک ہیں۔ صرف فرقہ امامیہ ایمان میں مختلف نظریہ رکھتا ہے۔ اگر بہتر فرقے ناجی ہیں تو ایک فرقہ ناجی نہیں ہوگا حالانکہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ جو باقی بہتر فرقوں سے اصول ایمان میں اختلاف رکھتا ہے۔ وہ فرقہ امامیہ ہے، سید نعمت اللہ جزائری اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ امامیہ حضرات کے سوا باقی تمام مسلمان فرقوں کا اس پر اجماع ہے کہ نجات کا دارومدار کلمہ شہادتین ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ جس نے

Presented by Ziaraat.Com

لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوگا۔

فرقہ امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ نجات کا دارومدار دوستی اہل بیتؑ اور ان کے دشمنوں سے برات پر موقوف ہے۔ یہ فرقہ تمام مسلمان فرقوں سے جداگانہ نظریہ رکھتا ہے۔ لہٰذا یہی فرقہ نجات یافتہ ہے۔ اس بات پر امام رضا علیہ السلام کا فرمان شاہد ہے کہ نیشاپور میں وارد ہونے پر فرمایا ہے۔ ''بشرطھا وانا من شروطھا'' امام حسینؑ پر رونے والا جنت میں جائے گا۔ کچھ شرائط کے ساتھ ان شرائط میں بھی ہوں یعنی ائمہ علیہم السلام کی امامت کا قائل ہو۔

مقامع میں ایک نفیس حکایت منقول ہے خواجہ مرحوم سفر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے، جن پر تیس مسلمان اور تیس یہودی سوار تھے۔ اچانک دریا میں طوفان اٹھا، کشتی غرق ہونے لگی، کشتی کے تمام سواروں نے اتفاق کیا کہ قرعہ نکلے اس کو دریا میں ڈالا جائے تاکہ کشتی کا بوجھ کم ہو۔ خواجہ مرحوم نے گول دائرہ میں چار مسلمان اور پانچ یہودی بٹھائے، پھر دو یہودی اور ایک مسلمان بٹھایا۔ نو نو پر قرعہ ڈالا، نادیں کو دریا میں ڈالا گیا۔ اس تدبیر سے تمام یہودی دریا میں ڈالے گئے اور مسلمان تمام کے تمام بچ گئے۔

قصص العلماء میں لکھا ہے کہ ہلاکو خان کی والدہ فوت ہوئیں ایک بڑے عالم اہل سنت نے کہا کہ قبر کے اندر میت سے منکر ونکیر سوال کرتے ہیں۔ آپ کی والدہ ان پڑھ ہے جواب نہیں دے سکے گی بہتر ہوگا کہ سوال و جواب کے خواجہ نصیر الدین کو بھیج دیں، خواجہ نے ہلاکو خان سے کہا کہ قبر میں منکر ونکیر سوالات کرتے ہیں خواہ بادشاہ کیوں نہ ہوں۔ جب آپ فوت ہوں گے تو آپ کے ساتھ قبر میں چلوں گا اور والدہ کے ساتھ اہل سنت کے فلاں بڑے عالم کو بھیج دو۔ وہ منکر اور نکیر کا جواب دیں گے۔ ہلاکو خان نے حکم دیا کہ فلاں سنی عالم کو زندہ قبر میں بھیج دو۔

روضات الجنات نے نقل کیا ہے کہ خواجہ نصیر الدین طوسیؒ سے کسی نے آپ کی

Presented by Ziaraat.Com

مرض الموت کے وقت کہا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے کہ مرنے کے بعد آپ کی میت نجف اشرف دفن کی جائے۔ فرمایا کہ مجھے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے شرم آتی ہے کہ میں کاظمین میں دفن ہونے کی بجائے نجف اشرف کی وصیت کروں۔ خواجہ مرحوم ہلاکو خان کے وزیر کی مانند تھے۔ ہلاکو خان تاتاریوں اور مغلوں کا بڑا بادشاہ تھا۔ خواجہ مرحوم بادشاہ کی سواری پر بغداد میں مخلوقات کی ہدایت اور بنو عباس کی خلافت اور سلطنت کے خاتمے کے لئے بغداد تشریف لائے۔ علامہ علی، سید عبدالکریم ابن طاؤس اور ایک گروہ کے استاد ہیں۔ آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں۔

۴۔ غیاث الدین عبدالکریم ابن احمد ابن محمد طاؤس ابن اسحاق ابن حسن ابن محمد ابن سلیمان ابن داؤد ابن حسن ابن حسن ابن علی ابن ابی طالبؑ داؤد امام جعفر صادق علیہ السلام رضائی بھائی تھا عمل اُمِ داؤد آپ کی طرف منسوب ہے۔ سید عبدالکریم کئی تصانیف کے مالک ہیں۔ آپ اپنے زمانے میں یکتائے روزگار تھے۔ شعبان ۶۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ شوال ۶۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ جائے ولادت اور دفن معلوم نہیں ہے۔ ہدایۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ حلہ میں ایک مزار آپ کی طرف منسوب ہے۔

ابن داؤد سے منقول ہے کہ سید عبدالکریم چار سال کی عمر میں استاد سے مستغنی ہو گئے تھے۔ یہ کوئی خاص بعید از عقل بات نہیں۔ بعض علماء بچپن میں درجہ اجتہاد پر فائز ہو گئے تھے۔

علامہ حلیؒ بچپن میں درجہ اجتہاد پر فائز ہو گئے تھے۔ لوگ اس انتظار میں تھے کہ آپ بالغ ہوں اور آپ کی تقلید کی جائے۔ آپ کا فرزند فخر المحققین دس سال کی عمر میں درجہ اجتہاد پر فائز ہو گیا تھا۔ فاضل ہندی بارہ سال کے نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے کتابیں لکھنی شروع کر دیں، تیرہ سال کے نہیں ہوئے تھے کہ علوم معقول اور منقول کی تحصیل مکمل کر لی۔

فوائد رضویہ میں شیخ رئیس بو علی سینا سے منقول ہے کہ جب میں دس سال کا ہوا تو

Presented by Ziaraat.Com

لوگ مجھے دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔ فقہ کی تعلیم شروع کردی بارہ سال کی عمر میں صحیح بخاری سے امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا کرتا تھا۔ تیرہ سال کی عمر میں طب پڑھنا شروع کیا اور کتاب قانون نصف کی۔

ابراہیم ابن سعید جوہری بیان کرتے ہیں کہ مامون عباسی کے پاس ایک چار سالہ بچہ لایا گیا جو قرآن کا قاری اپنی رائے رکھتا تھا اور اجتہاد رکھتا تھا۔ ہر وقت بھوکا رہتا اور بھوک سے روتا رہتا۔

جناب سید عبدالکریم کا والد کا نام احمد ابن موسیٰ صاحب کتاب بشریٰ ہیں۔ جناب سعید احمد کی اور آپ کے بھائی سید علی ابن طاؤس کی والدہ جناب شیخ ورام ابن ابی فراس صاحب کتاب مجموعہ ورام کی بیٹی تھیں۔ جناب سیدہ موسیٰ پدر جناب سعید احمد اور سید علی ابن طاؤس کی والدہ جناب شیخ طوسی کی بیٹی تھیں۔ شیخ طوسی مرحوم نے اپنی اس بیٹی کو ایک اور اپنی دختر کے ساتھ اجازت دیا تھا کہ وہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی روایات کو نقل کریں۔ یہ مخدومہ شیخ محمد ابن ادریس حلی کی والدہ ہیں۔ جناب شیخ عبدالکریم کے عم سید علی ابن موسیٰ ہیں۔ صاحب کتاب اقبال، لہوف، جمال الاسبوع وغیرہ آپ کا لقب رضی الدین ہے۔

علامہ حلیؒ سے منقول ہے کہ سید رضی الدین اپنے زمانے کے بڑے زاہد اور عابد تھے۔ مقامات زاہد اور معرفت میں آپ کا شمار اول درجے کے لوگوں میں ہوتا ہے۔ دعاؤں، زیارات اور سنت کی کتب میں سید ابن طاؤس کا نام لیا جاتا ہے۔ وہ آپ کی ذات ہے۔ احادیث میں جس سید ابن طاؤس کا نام آتا ہے۔ وہ جناب سید عبدالکریم ابن احمد ابن طاؤس ہیں۔ سید عبدالکریم ابن احمد ابن طاؤس کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام محمد دوسرے کا اسم گرامی علی لقب رضی الدین آپ کے عم علی ابن موسیٰ ابن طاؤس کے بھی دو فرزند تھے۔ ایک محمد دوسرے علی لقب رضی الدین صاحب کتاب روائد الفوائد نام اور لقب میں باپ کے ساتھ شریک ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۵۔ احمد ابن محمد ابن یوسف بحرانی صاحب کتاب ریاض المسائل اور بلغتہ الرجال، صاحب روضات نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک بحرین کے علماء میں آپ اعلم کے درجہ پر فائز تھے۔ سن گیارہ سو دو میں عراقی طاعون کی وجہ سے فوت ہوگئے۔ کاظمین کے جوار میں مدفون ہوئے۔ دفن کی جگہ معلوم نہیں گروہ شیخیہ کے رئیس شیخ احمد رحائی اور ہیں۔

۶۔ ابوعبداللہ حسین ابن احمد ابن حجاج لقب ابن حجاج فاضل، شاعر، ادیب امامیہ مذہب کے پیرو شاعری کے لحاظ سے امرء القیس کے ہم مرتبہ ہیں۔ آپ کے مشہور قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے ۔

یاصاحب القبة البیضا علی النجف

من زار قبرك واستشفي لديك شفيٰ

نجف میں صحنِ روضہ میں مدفون ہونے والے جس نے تیری قبر کی زیارت کی اور شفا کا طالب ہوا ٹھیک ہوگیا۔ روضات نے کتاب انوار المضیہ ء سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص خواب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرم پاک کی زیارت سے فیض یاب ہوا۔ صادق آل محمدؑ تک صدیقہ طاہرہ سمیت تمام آئمہؑ حرم میں موجود تھے۔ محمد ابن قارون نے ابن حجاج کے اشعار پر اعتراض کیا۔ ابن قارون کھڑا ہوا تھا، ناگاہ ابن حجاج روضہ میں آگئے۔ میں نے محمد ابن قارون سے کہا ابن حجاج کو دیکھو۔ اس نے کہا میں ابن حجاج کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صدیقہ طاہرہؑ نے ناراضگی کی نگاہ سے محمد ابن قارون کی طرف دیکھ کر فرمایا ''عبداللہ ابن حجاج کو دوست رکھو، جو اس کو دوست نہیں رکھے گا، وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے۔'' آئمہؑ کی آواز بلند ہوئی، فرمانے لگے جو شخص ابوعبداللہ کو دوست نہیں رکھتا، وہ مومن نہیں ہے۔ روز منگل ۲۷ جمادی الاوّل سن ۳۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ جوارِ کاظمین میں مدفون ہوئے۔

صاحب ہدایۃ الزائرین نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ابن کاظمؑ کے پاؤں کی

Presented by Ziaraat.Com

جانب مدفون ہوئے۔حسب وصیت خود وصیت کی تھی۔آپ کی قبر کے لوح پر یہ عبارت لکھی جائے۔وکلبھم باسط ذرعیہ بالوصیلہ۔

۷۔ سید سدد موید عبداللہ ابن محمد رضا حسینی کاظمین، مشہور شبر صاحب کتاب مشیر الاحزان اور فقہ میں ایک کتاب لکھی۔سن حدود ۱۲۴۰ھ میں موجود تھے۔

۸۔ سید محسن کاظمین وفات حدود ۱۲۴۰ھ صحن پاک کے نزدیک شمالی طرف ایک کوچہ کے اندر آپ کی قبر ہے۔

۹۔ شیخ اسد اللہ ابن حاجی اسماعیل کاظمین صاحب کتاب مقابیس الانوار ۱۲۲۰ھ میں فوت ہوئے۔کاظمین میں دفن ہوئے جگہ کا پتہ نہیں۔

۱۰۔ محمد ابن عبدالنبی ابن عبدالصالع محدث دادا استر آباد اور باپ نیشاپور کے رہنے والے تھے،آپ کی ولادت ہندوستان میں ہوئی۔مرزا محمد اجناری کے نام سے مشہور ہیں۔

نہایت صاحب فضل وفور علم کے مالک علم معقول اور منقول میں آپ کو کافی دسترس تھی۔بہت کتب تالیف کیں۔روضات میں ہے کہ ۸۰ جلدیں کتب تصنیف کیں۔شیخ جعفر صاحب کاشف الفطاء آپ کو مدد العلماء کہتے تھے۔فتح شاہ کو شکایت تحریر کی جس میں ان کے قبیح اور فاسد اعتقادات لکھے۔لکھا ہے مرزا محمد کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ولادت دوشنبہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۱۷۸ھ حدود سن ۱۲۳۳ھ میں آقا سید محمد مجاہد طباطبائی نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔کاظمین میں تھے،لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر دیا۔

۱۱۔ محمد ابن احمد ابن داؤد ابن علی قمی بغدادی اپنے زمانے میں قمیوں کے سردار صاحب کتاب مرزا کبیر شیخ بخاشی اور علامہ نے آپ کی تعریف کی ہے۔سن ۳۶۸ھ میں فوت ہوئے۔مقابر قریش میں مدفون ہیں۔

۱۲۔ شیخ فاضل جواد ابن عبداللہ سعد اللہ ابن جواد بغدادی کاظمینی۔

اصل کاظمین کے رہنے والے تھے۔کاظمین میں فوت ہوئے۔اصفہان میں شیخ

Presented by Ziaraat.Com

بھائی کی خدمت میں پڑھنے گئے۔ شیخ کے خاص مقرب ہوئے۔ آپ کے حکم سے کتاب زندہ اور کتاب خلاصتہ الحساب کی شرح کی اور آپ کے اور رسائل مشہور ہیں۔

۱۳۔ سید اسماعیل صدر ابن صدر الدین موسوی عاملی سید صدر الدین مرحوم آقا سید اسماعیل کے باپ آقا سید جعفر صاحب کشف الفطاء کے داماد، وفات روز سہ شنبہ بارہ ربیع الاوّل سن ۳۳۸ھ رواق پاک کاظمین کے اندر آپ کی قبر ہے۔ سمت پائیں پائے مبارک، شیخ مفیدؒ کی قبر کے مقابل تقریباً ہے۔

۱۴۔ صفوت الفقہاء سید حیدر ابن سید ابراہیم حسینی بغدادی کاظمینی۔ دادا کاظمین کے رہنے والے تھے آل سید حیدر کے نام سے مشہور ہے۔ وفات ۱۲۶۵ھ قبر زیرِ رواقِ پاک کاظمین نزد قبر شیخ مفیدؒ۔

۱۵۔ ابوعلی حسن ابن ھانی معروف ابونواس شاعر مشہور صاحب قصائد معروفہ، ولادت سن ۱۴۵ھ وفات در بغداد سن ۱۹۵ھ مدفن در مقبرہ شونیزیہ۔ مراصد میں ہے کہ شونیزہ بغداد میں ایک مقبرہ ہے۔ جس میں جنید اور سر سقطی مدفون ہیں۔ ابونواس حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے زمانے میں اور ابوفراس علی ابن حسینؑ کے زمانے میں تھے۔

۱۶۔ ابو یوسف یعقوب ابن ابراہیم قاضی القضاء بغداد کی قبر صحن پاک کے ایک گوشہ میں ہے۔

۱۷۔ نصر اللہ ابن اثیر الدین محمد جزری برادر مبارک ابن اثیر صاحب نہایہ ابن اثیر اور جامع الاصول برادر علی ابن اثیر صاحب کامل التواریخ اور اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ۔ نصر اللہ کتاب مثل السائر کے مصنف ہیں۔ وفات سن ۶۳۷ھ در بغداد۔ جوار امامین میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو بھائی موصل میں فوت ہوئے۔ ان کی قبریں قم میں ہیں۔

۱۸۔ جناب زہاد مرزا الدولہ ابن عباس مرزا ولی عہد فتح علی شاہ صاحب کتاب قمقام زخار جام جم وغیرہ بانی صحن مقدس کاظمین وفات در طہران سن ۳۰۵ھ جنازہ کاظمین لاکر صحن پاک کے دروازہ میں دفن کیا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

باب۔٦

# روضہ کاظمین سفرناموں کی روشنی میں

کسی شہر کے سفرنامے اس کے عہد کی تہذیبی، ثقافتی، تاریخی، علمی اور مشاہداتی کیفیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ زائروں کے اہلِ علم طبقے نے اپنے جذبات و تاثرات کو سفرناموں کی شکل دے کر مقاماتِ مقدسہ کے تاریخی لمحات کو محفوظ کیا ہے جو ہمارے لئے بلاشبہ ایک سرمائے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

روضہ کاظمین کی عہد بہ عہد ارتقائی منازل اور تعمیراتی تبدیلیوں کو جاننے کا ایک وثیق ترین ذریعہ ہمارے پاس مختلف زبانوں میں لکھے گئے قدیم سفرنامے بھی ہیں۔ جن کے مطالعے سے اُس عہد کا کاظمین سمجھ میں آتا ہے۔

ذیل میں چند قدیم سفرنامہ ہائے زیارات کے اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں۔

## ابنِ بطوطہ کا بیان ــــــــ ۷۲٦ھ

ابنِ بطوطہ لکھتا ہے:

''بغداد کی غربی جانب حضرت موسیٰ کاظمؑ ابن جعفر صادقؑ، والدِ علی بن موسیٰ الرضا کی قبر ہے۔ اس کے ایک جانب میں قبر جواد (امام محمد تقیؑ) ہے۔ یہ دونوں قبریں اندرونِ روضہ واقع ہیں۔ ان دونوں قبروں پر ایک چبوترہ لکڑی کے تختوں سے ڈھنپا ہے جس پر چاندی کی تختیاں چڑھی ہیں۔''

(سفرنامہ ابن بطوطہ ۲۳۹، مطبوعہ ۱۳۱٦ھ امرتسر)

Presented by Ziaraat.Com

## کتاب ''رفیق الزائرین''۔۔۔۔قبل ۱۲۹۵ھ

سید محمد علی جونپوری لکھتے ہیں:۔

''رُوضہء منورہ اور اس کے گرد کے رواق (برانڈے) سلاطین صفویہ رحمہم اللہ کے زمانے کے بنے ہوئے ہیں۔سمت پائین یا رواق کے باہر اُس محراب میں جو ایوان طلائی کے پہلو میں واقع ہے عہد شاہ اسماعیل کا یہ کتبہ بخط نسخ ثلث آمیز کاشی کاری پر روغن سفید سے لکھا ہے۔

''امر بانشاعهده العمارة الشريفة سلطان سلاطين العالم ظل اللهِ علی جمیع بنی ادم ناصر دین جده الاحمدی رافع اعلام الطریق المحمدی ابو المظفر شاه اسماعيل بن شاه حيدر جنيد الصفوی الموسوی خلد الله لاعلاء الوية الدين المتين ملكه و سلطانه وابدلهدم قواعد اهل الضلال حجة و برهانه. حرر ذلک فی سادس شهر ربيع الثانی۹۲۶ھ''

ترجمہ:۔حکم دیا اس عمارۃ شریفہ کے بنوانے کا سلطان سلاطین عالم نے جو سایہء خدا ہے اور تمام اولاد آدم کے اور اپنے جدامجد کے دین احمدی کا مددگار اور طریق محمدی کے نشانوں کا بلند کرنے والا ابوالمظفر شاہ اسماعیل پسر شاہ حیدر جنید صفوی موسوی خدا اس کے ملک و بادشاہی کو دین مبین کے نشانوں کے بلند کرنے کو ہمیشہ رکھے اور اہل کفر و ضلالت کے قاعدوں کے منہدم کرنے کو اس کی حجت ابدالآباد قائم رہے۔تحریر تاریخ ۶ ربیع الثانی ۹۲۶ہجری۔

لفظ ھذہ العمارۃ کا اشارہ کل عمارت قبر منورہ اور رواق مطہرہ کی طرف ہے۔

پھر عمارات صحن مبارک کے ذکر میں کہتے ہیں کہ صحن مقدس کے گرد کے حجرے اور پھاٹک وغیرہ جو حال میں بنے ہیں ان کے بانی عم السلطان (ناصر الدین شاہ) جناب فرہاد

Presented by Ziaraat.Com

مرزا ہیں۔ یہ عمارتیں ۱۲۹۹ھ۔۱۲۹۸ھ میں بنائی گئی ہیں۔اس سے پہلے صرف چاردیواری کا احاطہ ہوتا تھا۔باب صاحب الامرؑ بالائے سرمبارک کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بنا کے مہتمم جناب مستطاب محمد مہدی امیر التجار و جلالت مآب آقا محمد حسن وکیل الدولہ و محمد تقی کرمانشاہانی ہیں۔''

(رفیق الزائرین مطبوعہ مطبع شعلہ طور کانپور)

## کتاب ''سلوک الزائرین''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۸۸۸ء

سید تفضل حسین انبالوی لکھتے ہیں:۔

''یہ شہر دریائے دجلہ کے ہر دو کنارے پر دو حصہ ہوکر آباد ہے ایک طرف کی آبادی پُرانا بغداد کہلاتی ہے اور دوسری طرف کی آبادی نئے بغداد کے نام سے پکاری جاتی ہے۔کُل شہر کی مردم شماری تقریباً چار لاکھ کی ہوگی اور پرانے شہر میں تقریباً ۸۰ یا ۹۰ ہزار آدمی رہتے ہیں، پرانے بغداد میں جو برلب دریا آدہ کوس تک آباد ہے صرف ایک بازار ہے جو اس پل کے سامنے ہے جس نے شہر نو و قدیم کو ملایا ہے۔ یہ جز کشتیوں کا ہے اسی طرف ٹریموے کا اسٹیشن ہے جو کاظمین کو جاتی ہے نواب احمد آغا صاحب ہندی شیعہ مذہب اور ایک صاحب نائب السلطنت ایرانی شیعہ مذہب ان دونوں کے مکانات جو نہایت عمدہ اور وسیع اور خوبصورت برلب دریا بنے ہوئے ہیں اور آغا محمد مہدی ملک التجار بوشہری بھی جو ایک نامی گرامی صاحب شیعہ مذہب ہیں اُسی طرف رہتے ہیں۔اسی طرف ایک مسجد باب السیف کی جانب شیعوں کی ہے اور دس بارہ قہوہ خانہ عین دریا کے اوپر بہت خوبی سے بنے ہوئے ہیں جن کی ایک ایک دیوار دریا میں ہے اور اسی طرف اسٹیشن ٹریموے کی جانب ایک قلعہ ہے جس میں عسکر، بحریہ سلطانیہ رہتا ہے اور ایک مکتب بھی ہے جو شہر نو کے مکتب سے ہے اس کو مکتب ضائع کہتے ہیں''۔

### بغدادِ جدید

اِس آبادی میں تقریباً تین سوا تین لاکھ آدمی آباد ہیں اور ہر مذہب اور ملت کے

Presented by Ziaraat.Com

لوگ بستے ہیں، یہودی بھی بکثرت ہیں تقریباً نسبت مسلمانان چوتھائی یہودی آباد ہیں اور نصرانی بھی رہتے ہیں اور کُردی وموصلی وغیرہ اقوام اِس شہر میں رہتے ہیں جن کی تفصیل بہت مشکل ہے مگراس قدر بتلاتا ہوں کہ فی الحال شہر کے گرد، مغل اور ایرانی سب کے سب شیعہ مذہب مسلمان ہیں، مسلمانوں کے ہر دو فرقہ شیعہ وسنی اس شہر میں رہتے ہیں مگر اہل سنت جماعت بکثرت ہیں۔ برلب دریا قشوں یعنی چھاؤنی لشکر سلطانی کی ہے اور ایک مینار بلند اس میں بنا ہوا ہے جس پر چہار طرف کھڑکیاں ہیں اور یہ قلعہ مثل قلعہ بمبئی کے بنا ہوا ہے قریب چھاؤنی کے مکتب رشیدیہ ہے جس میں امیر غریب کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بعد تعلیم مدرسہ صنائع میں داخل ہوتے ہیں اور اس مدرسے سے امتحان دے کر عہدہ ہائے فوجی حاصل کرتے ہیں۔ چھاؤنی سے آگے بڑھ کر مقلہ عدالت ہے جس میں حکام قاضی مفتی وغیرہ عدالت کرتے ہیں اور اس کے اندر ایک مجلس ہے اور مکان عدالت سے بڑھ کر ایک قلعہ ہے۔ نہایت مستحکم اور کلاں جس کو توپ خانہ کہتے ہیں جس میں عمدہ عمدہ قسم کی توپیں و بندوقیں رکھی ہیں اور نیز درمیان اس قلعہ کے دائم الحبس قیدیوں کا مجبس ہے اور اسی میں ایک مجبسِ خورد اہل عسکر کا ہے اور اس قلعہ میں باجوں والے بھی رہتے ہیں ایک دروازہ اس توپخانہ کا میدانِ معظم میں ہے جس پر ایک نہایت کلاں توپ رکھی ہے۔ جس کو توپِ ابوخدامہ کہتے ہیں اس توپ کا قصہ عجیب وغریب سننے میں آیا ہے جس کو میں نے معتبر نہیں سمجھا اور اسی سبب سے درج کتاب نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ توپ نادر شاہ ایران سے لا کر یہاں چھوڑ گیا ہے اور اسی قلعہ کا دوسرا دروازہ قصبہ معظم کی طرف ہے جس کے آگے ایک بہت پرانا باغ ہے جس میں بموقعہ تشریف آوری جناب ناصر الدین شاہ قاچار شاہ فارس ایک مقام بلند پر مکان شاہ سلطان نے بہت عمدہ تیار کرایا تھا ایسا مکان بغداد میں دوسرا معلوم نہیں ہوتا۔ تقریباً عرصہ دس سال کا گذرا کہ شاہ واسطے زیارت کربلا معلیٰ تشریف لائے تھے تب اِس مکان میں مقیم ہوئے تھے اور سلطان کی طرف سے اُن کی مہمانی ہوئی تھی اور اس باغ کے

Presented by Ziaraat.Com

متصل دمیر خانہ آٹا پینے کی دودی کل جیسے بمبئی میں ہی بنا ہوا ہے۔ جس میں آٹا پیسا جاتا ہے جس سے آگے ایک دروازہ سے جو بازار شروع ہوتا ہے وہ کفش فروشان وکفش دوزان کا بازار ہے۔ جس میں صد ہاؤ کانیں قسم قسم کے جفت پاپوش بوٹ وگرگابی وبوٹ زنانہ ومردانہ وکف پائے وغیرہ تیار ہوتے ہیں اور بکتے ہیں اور اسی بازار میں چند دکانیں ٹوپیوں کی ہیں جس میں رومی وضع کی ٹوپیاں فروخت ہوتی ہیں اور اسی میں دو قہوہ خانہ اور ایک مسجد ہے۔ یہ بازار باب المعظم تک چلا جاتا ہے اور دوسرے دروازے جس سے جو بازار شروع ہوتا ہے اس کے شروع پر ایک قہوہ خانہ شیعوں کا ہے جس میں میں نے ایک دفعہ بمعیت سید محمد خادم کربلائے معلیٰ چائے تھی معلوم ہوا کہ یہ قہوہ خانہ ۱۲ سو برس سے زیادہ کا تعمیر شدہ ہے۔ یہ بازار شروع سے بازار جراح کہلاتا ہے۔ جس میں مال بطور نیلام فروخت ہوتا ہے اور بیچ میں اس بازار کو خوردہ فروشوں کا بازار کہتے ہیں اور اسی بازار میں عبا اور اگال یعنی کپڑے بھی فروخت ہوتے ہیں۔ اسی بازار میں ایک نہایت تنگ بازار ہے جس میں ایک ہی آدمی چل سکتا ہے۔ اس میں مستورات زیارات کرانے کو آتی ہیں۔ اس بازار کو سرائے یہودیان کہتے ہیں اور خان چغان بھی اس کا نام ہے۔ ایک بازار پارچہ فروشان کا ہے۔ جس کو بزازہ کہتے ہیں یہ بہت بڑا بازار ہے۔ جس میں قاقم وریشم واطلس وزری کے کپڑے فروخت ہوتے ہیں۔ ایک بازار صرف مس گران کا ہے جس میں ہر طرح کی ظروف مسی ملتے ہیں۔ چونکہ اس بازار میں برتن تیار ہوتے ہیں بڑا شور ہوتا ہے۔ مگر یہ بازار بہ نسبت دیگر بازاروں سے بہت وسیع ہے۔ ایک بازار عرب لوگوں کی جوتیوں کا ہے۔ اس بازار سے پاپوش خانہ کو سیدھا رستہ جاتا ہے۔ ایک بازار نجاران آہن گران کا ہے۔ جس کو باب الآغا کہتے ہیں۔ ایک بازار موسوم بہ سورجہ ہے جس میں میوہ فروش بیٹھتے ہیں۔ ایک بازار الوہ کہلاتا ہے جس میں غلہ وغیرہ فروخت ہوتا ہے۔ باب الآغا کے بازار میں دو قہوہ خانہ خاص شیعہ لوگوں کے ہیں۔ جس میں سوائے اہل تشیع اور لوگ نہیں آتے اور نہ شیعہ کسی دوسرے قہوہ خانہ میں سوائے

Presented by Ziaraat.Com

ایک قہوہ خانہ قریب جس پر اور کہیں نہیں جاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اور قہوہ خانے بے احتیاط ہیں جس میں ہر فریق اور ہر مذہب وملت کے آدمی چاء نوشی بلاتمیز مذہب کرتے ہیں۔ ایک بازار کلاں موسوم بہ بازار عطاراں ہے اس بازار میں ایک بہت بڑی مسجد ہے۔ ایک بازار موسوم بہ سوق القمر ہے جس میں مزار مقدس جناب حضرت قنبر غلام آزاد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کا ہے اور اس مزار میں ایک مدرسہ ہے مجاور مزار مقدس اہل سنت ہے۔ یہ مزار کچھ بڑا نہیں ہے ایک چھوٹا سا مقبرہ ہے ہر پنجشنبہ کو معتقدین لوگ واسطے زیارت کے آتے ہیں۔ ایک بازار سبزی فروشی کا ہے۔ جس میں سے سیدھا راستہ شیخ عبدالقادر گیلانی صاحب کے مقبرہ کی طرف جاتا ہے۔ راستہ میں ایک مکان حاجی مصطفیٰ کبہ کا ہے کبہ اُن کا لقب ہے ورنہ وہ دراصل کبڑے نہیں۔ یہ صاحب ایک متمول اور امیر آدمی امامیہ مذہب کے ہیں۔ باب الآغا کی طرف ایک کوچہ ہے جس میں تاجران امامیہ طریق کے بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں۔ ایک بازار ابوسیفین ہے یہ بازار سب یہودیوں کا بازار ہے۔ ان کی مستورات بہت حسین اور خوبصورت ہیں اور وہ دن بھر شراب پی کر باغوں میں سیر کرتی پھرتی ہیں، شہر میں جس جس کوچہ میں یہودی رہتے ہیں۔ اس کوچہ میں ان کا ایک ایک معبد بھی بنا ہوا ہے جس کو وہ توریت گاہ کہتے ہیں جس محلّہ میں شیخ عبدالقادر صاحب گیلانی کا مقبرہ ہے وہ محلّہ کسی قدر شہر سے علیحدہ ہے۔ سنا ہے کہ پہلے اس محلّہ میں غرباء رہتے تھے مگر اب یہاں بڑے بڑے امراء کے مکانات ہیں اور سب اہل سنت طریقہ کے لوگ ہیں۔ قریب اس کے ایک مکان عباخانہ سلطانیہ ہے جس میں فوج سلطانی کی وردی تیار ہوتی ہے۔ یہاں ایک مزار سید سلطان صاحب کا بھی ہے۔ شہر کی اسی طرف میں ایک مقبرہ شیخ عمر کا ہے۔ یہ مقبرہ بہت بڑا ہے اور معتقد الیہ اہل سنت شہر بغداد کا ہے۔ ہر چہار شنبہ زن و مرد مسلمان اہل سنت بغداد اس مقبرہ پر گروہ گروہ واسطے زیارت کے جاتے ہیں بایں صورت کہ ایک عورت ایک گدھے پر سوار سر پر ایک سینی یعنی خوان دولمہ کا جو عرب کا ایک قسم کا کھانا ہوتا ہے لئے ہوئے پیچھے پیچھے

Presented by Ziaraat.Com

اس کے بہت سی عورت مرد تالیاں بجاتے ناچتے کودتے ہنستے کھیلتے اور آگے آگے دو آدمی ایک دہل بجاتا جاتا ہے اور ایک تُرم پھونکتا ہے۔ روضہ پر پہنچ کر طعام لُٹا دیا جاتا ہے۔ یہ تماشا فی الحقیقت عجیب اور قابل سیر ہے۔ پنجشنبہ کے روز ایسا ہی اور اسی قسم کا ہجوم زن و مرد کا بطور میلہ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کے مقبرہ پر ہوتا ہے مگر مستورات دو مہ وہاں نہیں لے جاتی صرف فاتحہ و درود خوانی کر کے واپس آجاتی ہیں کیونکہ طریقہ متذکرہ صدر خاص واسطے شیخ عمر کے ہے اور بعض اہل تصوف اور فقرا روضہ میں وظائف کرتے ہیں۔ میں نے بہت چاہا کہ شیخ عمر کا حال مجھے معلوم ہو جاوے کہ یہ کون صاحب تھے مگر کچھ پتا نہیں ملا۔ بعض آدمیوں نے کہا کہ یہ صاحب زادے اور بعض نے کہا مرید شیخ صاحب کے ہیں۔ بغداد میں تقریباً بیس سرائیں اور دو سو مساجد اور پچاس حمام اور سو شفا خانے ہوں گے۔ مکانات اس شہر کے نہایت عمدہ اور آراستہ اور خوش وضع ہیں لیکن بیرونی حیثیت مکان کی اچھی نہیں ہوتی اس سبب سے حیثیت بیرونی اس کی خوبی اندرونی کا گویا فی الاصل ایک پردہ ہے۔ جو لوگ اس شہر کے مکانات کی سیر اندر سے کریں وہ معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ شہر کیسی حیثیت اور خوبی کا ہے۔ روٹی اور پراٹھے اس شہر میں ایسے عمدہ تیار ہوتے ہیں کہ دوسری جگہ کہیں اور ایسے نہیں ہوتے ہوں گے۔ باب المعظم کی طرف ایک بازار ہے جس میں بہت سے ایسے مکانات ہیں جیسے ہندوستان میں انگریزی رفرش روم جہاں عمدہ عمدہ کھانا اور شراب جو کچھ چاہو ملتا ہے۔ خواہ صرف شراب پیو، خواہ صرف کھانا کھاؤ، خواہ دونوں چیزیں لو۔ خواہ اس سے زیادہ آرام و آسائش کے سامان منگوا لو۔ اسی بازار میں دو قہوہ خانہ نہایت آراستہ و پیراستہ خاص اہلکاران سرکار اور بڑے بڑے روسائے شہر کے واسطے بنے ہوئے ہیں۔ ان قہوہ خانوں میں ایک ایک حجام بھی حاضر رہتا ہے اور ایک بہت بڑا آئینہ۔ باب المعظم کی طرف ایک اور قلعہ کلاں ہے جس میں سوارِ سلطانی رہتے ہیں۔ بیرون شہر یعنی در معظم سے باہر ایک بڑا قلعہ موسوم بہ قریطہ ہے اُس میں بھی لشکر رہتا ہے اس مقام کے نیچے جو میدان یعنی صحرا ہے وہاں

Presented by Ziaraat.Com

بدمعاش مستورات یعنی زنا کار جن کو ہم کسبیاں کہہ سکتے ہیں پھرا کرتی ہیں اور اسی جگہ بدمعاش مرد بھی آجاتے ہیں۔ یہیں وہ خراب ہوتے ہیں کیونکہ علی الاعلان اجازت زنا کی شہر میں نہیں ہے مگر شراب علی الاعلانِ بازار فروخت ہوتی ہے اور استعمال کی جاتی ہے۔ شراب خانے شہر میں موجود ہیں اور حرام کاری کی بوجہ یہود انتہا نہیں ہے اہل عصمت اور عفت مستورات یہاں کم ملتی ہیں یہودیوں کی سو میں ایک عورت بھی نیک نہیں پائی جاتی۔ شہر بہت بڑا ہے۔ اُس کی گلی کی کیفیت لکھنے کو ایک دفتر درکار ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ مسلمان مستورات سو میں دس خراب ہوں تو ہوں ورنہ مسلمانوں کا چال چلن اچھا ہے۔ میں سیر کرتے ہوئے شہر میں ناگاہ ایک کوچہ میں جو پہنچا ایک مکان کے دروازے پر دیکھا کہ لکھا ہے دخول غیر المشرکین ممنوع جب میں اُس کے اندر گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مدرسہ یہودیوں اور عیسائیوں کا تھا جس میں تعلیم انگریزی ہوتی تھی۔ ماسٹر سے دریافت کیا کہ دروازے پر یہ کیا لکھا ہے اور کس نے لکھا ہے تو اُس نے کہا کہ بحکم سلطان یہ تختہ دروازے پر لگا ہوا ہے اور جہاں جہاں ہم لوگ کا مدرسہ ہے سلطان کے حکم سے ایسا لکھ کر لگا دیتے ہیں۔ شہر کے مکانات کئی کئی منزل کے ہیں اور فصیلِ شہر پختہ اور سب پرانی ہیں جب میں کاظمین میں تھا تو یکا یک سے آکر یہاں آباد ہو گئے ہیں۔ نواب محامد دولہ و تاج محل بیگم نواب مرزا محمد حسین مدراسی صاحب میر محمد قاسم خان صاحب و نواب احمد آغا صاحب لکھنوی۔ چار حمام اور چار مسجدیں اس شہر میں ہیں اور چار ہی بازار ہیں دکانیں قریباً پانچ سو ہوں گی۔ ہر قسم کی چیز یہاں بہم پہنچ سکتی ہے۔ گوشت کا نرخ بغداد کا اور یہاں کا برابر رہتا ہے۔ گوشت کا نرخ ۴ سیر اور دودھ کا اڑھائی آنہ سیر ہے۔ ترکاری کی اگرچہ مثل ہندوستان افراط نہیں ہے پر کچھ ایسی کمی بھی نہیں۔ گڑا کو یعنی تمبا کو حقہ کا یہاں بھی ایک روپیہ کا سوا سیر پختہ مل جاتا ہے مگر ایک دو ہندی بناتے ہیں۔ نائب بالوس منجاب سرکاری انگریزی یہاں بھی رہتا ہے۔ چنانچہ ان دنوں مرزا محمد حسین خان صاحب عجمی نائب بالوس ہیں۔ بہت نیک مرد اور خلیق ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

چٹھیات کی آمد اس قصبہ کی پوسٹ خانہ بغداد سے علاقہ رکھتی ہے بیس قہوہ خانے اس شہر میں ہیں۔ پُر رونق قہوہ خانہ بغدادی دروازہ نزدیک اسٹیشن ٹیموے ہے۔ یہاں بڑا عمدہ میدان ہے اور صدہا آدمی ہر وقت چاء خوری وحقہ نوشی کو موجود رہتے ہیں۔ ایک حوض باب المراد کے سامنے نہایت خوبصورت متعلق روضہ مقدس قریب سرائے محل کے ہے۔ اس کا پانی نہایت شیریں اور سرد ہے۔ سرائیں اس شہر میں بہت ہیں۔ دو سرائیں سرکاری ہیں۔ ایک سرائے حاجی ابراہیم کی ہے۔ ایک سرائے بجانب درِ قبلہ روضہ منورہ قندھاری والی ہے اور ایک سرائے بطرف باب المراد قریب حوض ایک مغل کی ہے۔ علاوہ ازیں قریب تیس سرائیں اور بھی ہیں مگر وہ نسبت ان پانچ سراؤں کے چھوٹی ہیں۔ کرایہ سرائے کا فی نفر ایک پیسہ یومیہ مقرر ہے۔ سرائے سرکاری فرودگاہ زوار ان کو بشرطیکہ کسی خادم کے ہاں مسافر نہ ٹھہرے تو بہت خوب ہے۔ یہ مقام یعنی کاظمین علیہ السلام زیارت دورہ کے واسطے مثل مرکز کے ہے ہر صادر و وارد جو زیارت عتبات عالیات کے واسطے آتا جاتا ہے یہاں پہنچتا ہے۔ سامرہ اور کربلا معلیٰ نجف اشرف شہر مقدس مکہ معظّمہ سب طرف کو یہیں سے راہ ہے زبان عجمی یہاں کے باشندے خوب سمجھتے ہیں۔ اصلی زبان ان کی عربی ہے۔ گوشت گاوا کا رواج یہاں بھی نہیں۔ حاکم اعلیٰ جو اس شہر میں ہے اس کو نائب مصرف کہتے ہیں اور پولیس کی چوکیاں بھی جا بجا قصبہ میں موجود ہیں۔ مجھ کو یہاں ایک ماہ کے قریب رہنے کا اتفاق ہوا نہ کوئی واردات چوری کی شہر میں سنی نہ کوئی اور مقدمہ سنگین سننے میں آیا۔ غرض ہر طرح امن وامان ہے۔ صفائی شہر معمول ہے اور کوچوں میں فرش نہیں ہے اور صفائی کے واسطے منجانب سرکار ملازم مقرر ہے اور نگراں کار صفائی بھی ہے۔ رات کو تمام قصبہ میں لالٹین کی روشنی رہتی ہے اور دکانیں سرِ شام بند ہو جاتی ہیں۔

## روضہ مبارک واقع شہرِ کاظمین

اس روضہ میں امام ہفتم جناب امام موسیٰ کاظمؑ اور امام نہم حضرت امام محمد تقیؑ کا مزار

Presented by Ziaraat.Com

پاک ہے۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ پسرِ جناب امام جعفر صادقؑ ازبطن حمیدہ بنت المدینہ سکنہ بربر جو بتاریخ ہفتم ماہ صفر ۱۴۸ ہجری متولد ہوئے کنیت حضرت کی ابوابراہیم ابوالحسن تھی اور لقب آپ کا کاظم اور العبد الصالح تھا۔ عمر آپ کی ۵۵ سال کی ہوئی بروز جمعہ ۱۸۳ ہجری بمقام کاظمین آپ کی وفات ہوئی آپ کو حسب الحکم ہارون رشید سندی بن شاہک نے زہر سے شہید کیا۔ نقش خاتم آپ کا واللہ الملک ہے، مدت خلافت ۲۸ سال ۹ مہینے ہے۔ اولاد آپ کی یہ ہے علی، ابراہیم، عباس، قاسم، احمد، محمد، حمزہ، اسماعیل، جعفر، ہارون، حر، عبداللہ، اسحاق، عبداللہ اصغر، حسن اصغر، فضل، سلیمان، ۱۶ لڑکے اور ۱۹ بیٹیاں تھیں۔

امام نہم امام محمد تقیؑ ولد علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام از شکم سکینہ سکنہ حوالیہ حبشہ ۱۹۵ھ ماہ رجب شب جمعہ کو پیدا ہوئے کنیت آپ کی ابوجعفر ثانی وابوالفضل تھی۔ لقب آپ کا تقی آخر ماہ ذیقعد ۲۲۰ھ میں ام الفضل زوجہ حضرت نے بہ تحریک خلیفہ معتصم کھجور زہر آلودہ کر کے حضرت کو دیا۔ چند روز متورم ہو کر جناب کا انتقال ہوگیا۔ نقش خاتم حسب اللہ مدت خلافت گیارہ ماہ قبر آپ کی امام ہفتم کے پاس کاظمین میں ہے۔ حضرت علی نقیؑ و موسیٰ دو فرزند و دو دختر کل چہار نفر آپ کی اولاد سے تھے۔ روضہ مقدس دو سنہرے گنبد اور چار مینار یعنی دو کلان و دو خورد ہیں عینِ قلب شہر میں واقع ہے۔ اس کے احاطہ کے سات دروازے ہیں اول در قبلہ جس پر ایک گھنٹہ نصب ہے جو چار طرف سے گھڑی کے طرح بنا ہوا ہے اور اس کی آواز تمام قصبہ میں پہنچتی ہے۔ یہ گھنٹہ محمد مہدی ملک التجار سکنہ بوشہر کا نصب کرایا ہوا ہے۔ اس دروازے کے آگے ایک چھوٹا سا چوک ہے۔ قہوہ و چاء پلانے والے لوگ یہاں بیٹھتے ہیں اور سبیل آب بھی یہاں پر ہے۔ یہ چوک مسقف تھا مگر اب وہ چھت گر گئی۔ دوسرا دروازہ موسوم بہ باب المراد ہے اس پر بھی ایک گھنٹہ نصب ہے۔ یہ گھنٹہ بھی اگرچہ مثل پہلے گھنٹہ کی ہے مگر ایسا عمدہ نہیں۔ یہ گھنٹہ فرہاد مرزا سکنہ شیراز عموئے شاہ ایران کا نصب کیا ہوا ہے۔ اس دروازے کے مقابل کا صحن یعنی چوک بہت پر رونق ہے۔ ہر قسم کی روٹی دودھ دہی وغیرہ

Presented by Ziaraat.Com

اشیاء خوردنی یہاں فروخت ہوتی ہیں ایک حوض آب چھتا ہوا قریب در کا ہوا سرائے خوبصورت نقش و نگار سے آراستہ ایک سمت اس چوک کے بنا ہوا ہے جو روضہ مقدس سے متعلق ہے۔ اس کا پانی نہایت سرد اور شیریں ہے۔ اسی دروازہ کے برابر میں ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ کوفی صاحب کی قبر ہے۔ تیسرا دروازہ موسوم بہ فرہاد ہے۔ چوتھا دروازہ قاضی الحاجات ہے جس کے سامنے ایک مسجد ہے۔ پنجم در قریش یہ بہت بڑا دروازہ ہے۔ ششم در صاحب الزمان جس کے سامنے ایک قہوہ خانہ اور ایک حجام کی دکان ہے۔ ہفتم در امینیہ یہ دروازہ ایک شخص مسمی امین رئیس الخدام کے مکان کے سامنے ہی ہے۔ اس کی خواہش کے موافق اس دروازے کا نام امینیہ رکھا گیا۔

احاطہ میں چاروں طرف رواق اور حجرے بنے ہوئے ہیں بعض حجروں میں خام لوگ اپنا فرش اور گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں، شام کو ہر عطاق کے محراب میں ایک ایک ہانڈی روشن کی جاتی ہے۔ صحن مقدس میں بطرف در قبلہ ایک مقبرہ دو صاحبزادگان حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا ہے ان کی زیارت شیعہ لوگ نہیں کرتے، وجہ اس کی کچھ ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ کل احاطہ عطاق اور فرش صحن عرصہ تین سال کا ہوا از سر نو تیار ہوا ہے ایک گلدستہ کی بھٹی بلا تعمیر رہ گئی وہ آج تک ویسی ہی ہے پھر کسی نے نہیں بنائی بدستِ فرہاد مرزا عموئے شاہ ایران نے کی بستی اس وقت روضہ تمام روضہائے اقدس سے خوبصورت اور وسیع ہے بیچوں بیچ احاطہ کے جو تقریباً پچپن سگہ کا ہوگا ضریح مبارک ہے اس کے دو دروازے ہیں ایک باب القبلہ دوسرا باب المراد۔ باب المراد کی محراب طلائی ہے کواڑ اور چوکھٹ دروازوں کے نقری ہیں۔ عمارت پتھر کی ہے ضریح کا فرش سنگ مرمر کا ہے مرقد کا جنگلہ چاندی کا ہے۔ ایک ہی جنگلے میں دونوں قبریں ہیں ہر دروازہ کی سامنے جو چبوترہ ہے وہ مسقف ہے جہت لکڑی کے کھمبوں پر جن پر آئینہ بندی ہوئی ہے قائم ہے۔ پسِ پشت روضہ کے ایک مسجد ہے جس میں بغداد کی اہل سنت و جماعت کے لوگ اکثر جمعہ کو نماز پڑھتے ہیں۔۔۔۔ طرف در صاحب

Presented by Ziaraat.Com

الزمان مسجد زمانہ کہلاتا ہے۔ شیعہ لوگ احاطہ کے صحن میں اور احاطے میں اور ضریح کی جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں آٹھ مقام کفشداری کہلاتے ہیں جہاں پر زائر لوگ جوتے اتارتے ہیں۔ مینار پر موذن اذن دیتا ہے اور دوسرا اذن درضریح پر۔ تب ضرور قریب قد پہنچتا ہے۔ جہاں پر زیارت پڑھائی جاتی ہے احاطہ کے صحن کا فرش بھی بڑی بڑی سرخ پتھر کی سِلوں کا ہے چار عدد فتیلہ سوز نقری کلان جو دس دس سیر وزن کے ہوں گے۔ منجانب شاہ ایران اور دو عدد فتیا سوز نہایت کلاں جو پندرہ پندرہ سیر وزن کی ہوں گی۔ منجانب سلطان روم روضہ میں ہیں ایک پہاڑ بارہ بتی کا بکار طلا ایوان باب المراد کے سامنے شاہ ایران کی طرف سے نصب ہے اور ایک جھاڑ پچھتر کا خاص ضریح کے سامنے منجانب ملک التجار محمد مہدی سکنہ بوشہر نصب ہے اور ایک جھاڑ کلاں اور دو جھاڑ خورد ہر سہ جانب ضریح کے مجانب شاہ ایران نصب ہیں شاہ کی طرف سے علاوہ اشیاء متذکر بالا بہت سامان فرش اور روشنی کا بھی ہے اور مزار قربان علی صاحب عجمی کا بھی بہت سا سامان روشنی و فرش کا ایک حجرہ میں رکھا ہوا ہے وہ سب سامان محرم کو سجایا جاتا ہے اور مجلس عزا بھی ان کی طرف سے محرم میں ہوتی ہے پانچوں وقت پر چہار طرف صحنِ مقدس میں علماء کے پانچوں نماز جماعت ہوتی ہے اور اذان گلدستہ پر کہی جاتی ہے واشھد ان امیر المومنین کہتے ہیں مگر بصورت خفی اگرچہ حکومت کی طرف سے کچھ روک ٹوک نہیں ہے سردیوں میں رومی قالینوں کا فرش روضہ میں ہوتا ہے۔ سوائے جھاڑوں کے بہت فانوس اور فتیلہ روضہ میں روشن ہوتی ہیں جن سے مثل روز روشن روضہ میں روشنی رہتی ہے۔ روضہ کی ساتھ کوئی جائیداد نہیں ہے مگر شاہ کی طرف سے خدام کو تنخواہ ملتی ہے یعنی ایک لاکھ روپے سالانہ۔ شاہ کلید بردار روضہ شریف کی جلا کرتے ہیں۔

## خدام کا حال

اے شیعانِ علیؑ واے محبان حسینؑ اول اس سے کہ میں حالات خدام جیسے میں نے دیکھے اور جو جو کچھ معلوم کئے تحریر کروں۔ ضروری ہے کہ یہ امر بھی آپ صاحبان پر ظاہر

Presented by Ziaraat.Com

کروں کہ میں کوئی لفظ نسبت خدامان صرحتاً ایسا لکھوں گا جو موجب ان کی اہانت کا ہوئے
کیونکہ میں اپنے میں جرات اور دلیری نہیں دیکھتا کہ کوئی کلمہ کسی حضرت کے خادم کی طرف
ایسا لکھوں جو باعث اس کی توہین یا ہتک کا ہوئے کیونکہ **من اهان الغلام فقد اهان المولیٰ**۔ اگر اس حدیث سے جو غلام مراد ہیں ان کو خدام روضہائے متبرکہ سمجھ لیجئے تب تو
میں جس قدر کہ لکھنا چاہتا ہوں وہ بھی واسطے میرے مدفوم اور عیب ہے اور اگر یہ لوگ ان
سے مراد نہیں ہیں اور فی الحقیقت بھی یہ حضرات مصداق اس حدیث کے کسی طرح نہیں ہوسکتی
بلکہ یہاں مراد غلامان حضرات سے مجتہدین وعلماء دین ومردان مومن پاک وصالح یا جیسے
حضرت قنبرؓ کو جناب امیرؑ سے نسبت تھی مراد ہے۔ الا تا ہم اگر ان کو حضرت سے نسبت غلامی
مخصوصہ نہیں ہے۔ تو اس میں بھی کچھ شک نہیں ہے کہ یہ لوگ روضہ مطہر کے ساتھ ایک خاص
نسبت رکھتے ہیں اور چونکہ روضہ کو حضرت سے ایک خاص نسبت ہے پس ان کو بھی حضرت
سے ایک تعلق خاص ہوا۔ اندرین صورت ہر معتقد شخص جو حضرت سے ادعائے محبت وغلامی
رکھتا ہوگا وہ ان لوگوں سے بھی الفت رکھے گا اور ان کی تعظیم وتکریم مناسبہ سے انحراف نہ
کرے گا اور جب زیارات عتبات عالیات کو آوے گا وہ ایک توسل وذریعہ حضرتؑ کے
حضور میں حاضر ہونے کا اور سلام کرنے کا ان سے۔۔۔۔۔ میرا اعتماد نہیں ہے کہ کوئی شخص
زیارت کو آوے اور وہ خدام جناب آئمہ حضرات سے دل میں نفرت کر کے اپنے آپ براہ
راست کسی امام کی حضوری میں حاضر ہوئے۔ میں اس طرح کی حاضری کو سخت گستاخی خیال
کرتا ہوں۔ کچھ شک نہیں کہ زائر کا بھی بہت بڑا رتبہ ہے اور یہ کہ زائر کے استقبال کو فرشتے
معین ہوتے ہیں لیکن جس حضرت نے تمہاری یہ توقیر کی ان کے خدام کی طرف سے بعض
باین خیال کہ یہ لوگ ہم سے متوقع ہیں نفرت کرنا اگر سقیم القلبی نہیں۔ تو کیا ہے اے بھائیو!
اپنے اعمال اور افعال کو بھی تو دیکھو جن کے بخشانے کو یہاں حاضر ہوئے مولا تو ان تمہاری
بدکرداریوں کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے۔ تم ان کے ہر وقت کے حاضر باشوں اور مدمت

Presented by Ziaraat.Com

گزاروں سے کس طرح علیحدگی ڈھونڈتے ہو۔ میں جب سے جہاز پر سوار ہوا جو جو صاحب مجھ سے ملتے گئے مذمت اور بدی اور عیوب خدام کے بیان کرتے رہے حتیٰ کہ میں سنتا سنتا عاجز آ گیا۔ کسی نے کہا کہ یہاں یہ لٹیرے ہیں، کسی نے کہا کہ یہ بڑے دغاباز ہیں، کوئی کہتا تھا کہ بدافعال و بدکردار ہیں، کسی نے اپنا قصہ کہ جو ان کے ساتھ کسی خادم کا معاملہ ٹھہرا سنایا کسی نے کسی دوسرے کی زبانی کوئی حکایت کہہ سنائی۔ اس وقت ان کی وہ سب باتیں معرض شک میں تھیں نہ میں ان کو جھوٹ سمجھ سکتا تھا اور نہ راست خیال کرتا تھا مگر اب مجھے من وعن حقیقت حال خادمان سے آگاہی ہوگئی جس پر مجھے یہ کہتے ہوئے کچھ خوف معلوم نہیں ہوتا ہے کہ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ یعنی خدام میں طرح طرح کی خصائل و عادات کے آدمی ہیں۔ سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنا یہ انسان کی حماقتِ عقل پر دلالت کرتا ہے اور ان میں طمع اور حرص اور لالچ بھی ہے اور وہ زواروں سے متوقع بھی ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہو یہ ان کا حق بجانب ہے بنی و بین الیہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ زراعت نہیں رکھتے مزدوری پیشہ نہیں تجارت نہیں کرتے۔ پس سوائے اس کے کہ بوجہ خدمت روضہ مبارک مستحق توقع از زائران ہیں اور کس سے توقع رکھیں اور اگر وہ خدانخواستہ مفلس اور محتاج ہو کر سوائے خدمت روضہ مبارک اور کام کریں تو اس وقت میں سوال کرتا ہوں کہ کون زائر آ کر خدمت روضہ ہائے اقدس کرے گا۔ خداوند کریم ان وساوس شیطانی کو جو بعض نادار اور کم مایہ اور کم ظرف بداعتقاد لوگوں کے کہنے سے دل میں نسبت خداماں کے پیدا ہوتے ہیں ہمارے دلوں کو پاک اور صاف رکھے۔ آمین رب العالمین۔ واضح رہے کہ میں کچھ حالات خدام اس کتاب میں تحریر کرتا ہوں۔ اگر اس کتاب کے دیکھنے سے آپ کسی ایک خادم سے بدمظنہ ہوں تو پھر دوسرے خادم کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور امر واسطے تنبیہ اور راہ راست چلانے اور بتلانے خدام کیا و رروک ایسے امور اور حرکات سے کہ جن سے زائر ولسنگ ہوں اور جن سے زائروں کے حق ضائع ہوں ضروری اور لابد ہے اس کتاب میں حتیٰ الامکان صراحتاً کوئی لفظ

Presented by Ziaraat.Com

کسی خادم کی نسبت لکھا نہیں جاوے گا۔ مگر اشارتاً و کنایتہً جتلایا جاوے گا۔ جو جو معاملات میں نے دیکھے ہیں یا جن کا مجھ کو یقین بلکہ حق الیقین حاصل ہو گیا ہے اس کو کسی نہ کسی پیرایہ میں ظاہر بھی کروں گا و بس۔

## بیان خدام کاظمینؑ

یہاں پر کلید بردار شیخ عیسیٰ صاحب ہیں اور شیخ جو رئیس الخدما ہیں۔

۸ نفر کفش بردار۔ سید علی و سید عباس نامی چرخچی ہیں۔

مزدور یہاں تقریباً سو نفر ہیں۔ ضروری تفصیل یہ ہے۔

شیخ علی صاحب یہ حضرت ہندوستان میں گئے ہوئے ہیں۔

شیخ حسین صاحب۔ شیخ رضی صاحب یہ ہر سہ صاحبان اہل ہند کے مزدور ہیں شیخ محمد صالح زنگباریوں کے اور شیخ محمد شیخ داؤد، شیخ جواد یہ ہر سہ غریبوں کے اور سید علی صاحب امراء عجم کے اور اہل عجم کے واسطے اور اہل عرب کے واسطے بہت مزدور ہیں جن کا ذکر فضول ہے۔ مجھ کو ہندی مزدوراُن سے غرض ہے کیونکہ اہل ہند کا ان سے تعلق ہوتا ہے اور مجھ سے بھی واسطہ پڑتا تھا شیخ حسین صاحب مرد نیک مگر مزاج کے تند ہیں متدین وامین ہیں چست اور مضبوط اور ان کے پاس کسی طرح کی تکلیف آدمی کو نہیں ہوتی اور اگر ٹھیک ٹھیک خیال کر کے انسان ان کا حق محنت بھی دیدے خواہ حق مزدوری دبا ہی لے یا لیں تب بھی بے چارے کچھ نہیں کہتے اور شکر خدا کر کے قبول کر لیتے ہیں اور اگر مزدورانہ قاعدہ سے بہ سخاوت ان کے ساتھ سلوک کیا جاوے تب وہ اس قدر ممنون ہوتے ہیں کہ جس کا ٹھکانہ نہیں۔ لیاقت ایسی ہے کہ امیر و غریب ہر ایک صاحب کی خدمت اس کے موافق حال ایسی کرتے ہیں کہ جس میں وہ بہت خوش رہتے ہیں۔ زیارت ایسی خوش الحانی سے پڑھتے ہیں کہ سبحان اللہ۔ خود بخود رقت انسان پر طاری ہوتی ہے معاملات کرایہ و خرید و فروخت میں جو لوگ صاحب دولت اور امیر

Presented by Ziaraat.Com

داماد سید ناصر صاحب خدامِ کربلا کام کرتے ہیں۔ یہ خلق کا ایک مجسم نمونہ ہیں۔ ان کا مکان نہایت وسیع ہے۔ ان کے ملازم محمد حسن صاحب ہندی ہیں۔ وہ بھی نہایت قابل ہیں۔ اسٹیشن پر اُن کی طرف سے عموماً یہی آتے ہیں۔ اُن کے ہاں جانا چاہئے۔ اگر سامان کچھ زیادہ نہ ہو تو تین آنے دے کر ٹریم میں بیٹھ جاویں اور اگر سامان وغیرہ زیادہ ہو تو ایک اربانہ کر لینا چاہئے۔ جس کا کرایہ تقریباً تین روپے ہوتا ہے۔ اُس پر چار یا پانچ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ فی کس تقریباً دس بارہ آنے حصہ آجاتے ہیں۔ سیدھے کاظمین اُن کے مکان پر چلے جاویں۔ جب بالکل قریب پہنچیں گے تو روضہء منور پر آپ کی نظر پڑے گی فوراً احترام کے لئے صلوٰت و درود پڑھنا چاہئے اور خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ یہ نجس بدن اس قابل نہ تھے کہ اس مبارک زمین پر آتے۔ یہ صرف خدا کی رحمت ہے۔ مکان میں قدرے آرام کر کے حمام میں جانا چاہئے لیکن حمام میں جانے سے پہلے سب مبلغات وغیرہ مکان میں ٹرنک میں رکھ جانا چاہئے۔ یہاں کے حمام نہایت عالیشان ہیں۔ فی کس ۳ صرف غسل کرنے کے لیتے ہیں۔ حمام کے اندر کئی حوض ہیں۔ کوئی گرم پانی کا ہے۔ کوئی ٹھنڈے پانی کا ہے۔ غسل کے بعد تھوڑا حمام میں آرام کریں۔ شوقین چائے منگوالیں۔ چائے پی کر آرام کر کے کپڑے وغیرہ بدل کر سیدھے روضہ منورہ جائیں۔ وہاں خدام کی طرف سے ایک شخص زیارت پڑھانے والا موجود ہوگا۔ وہ آپ کو زیارت پڑھادے گا۔ پہلے دن وہ زیارت پڑھادیں گے۔ پھر ہر روز خواہ خود پڑھ لیا کریں یا اُن سے کہہ دیا جاوے کہ وہ پڑھوادیویں لیکن ہر ایک کو چاہئے کہ اِذنِ دخول اور زیارت و دیگر اعمالِ زیارت جانے سے پہلے خوب اچھی طرح سے یاد کر لئے جاویں کیونکہ وہاں کے چھوٹے چھوٹے بچے اس فصاحت و بلاغت سے زیارت پڑھتے ہیں۔ اگر یاد نہ کی ہو تو اُن کو دیکھ کر شرم آتی ہے۔ وہ ہندیوں کو دیکھ کر ہنستے ہیں کہ یہ امام علیہ السلام کی زیارت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ یہاں روضہء منورہ کے دو گنبد ہیں۔ جو سنہری ہیں اور ضریح مبارک کے دروازے چاندی کے ہیں۔ یہ جگہ ایک بہشت کا ٹکڑا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جہاں ہر وقت نور برستا رہتا ہے۔ یہاں دو امام مدفون ہیں۔ ایک تو ساتویں امام باب الحوائج امام موسیٰ کاظمؑ اور دوسرے نویں امام محمد تقی الجوادؑ۔ جس طرح پہلے زیارت پڑھو۔ اُسی طرح ہر روز بلکہ ہر دفعہ اذنِ دخول پڑھنا چاہیئے اور پھر زیارت۔ بغیر اذنِ دخول اندر جانا از روئے نص قرآن منع ہے۔ باہر صحن میں دو لڑکے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مدفون ہیں۔ بعض لوگ زیارت پڑھتے ہیں اور بعض نہیں پڑھتے۔ کہتے ہیں کہ یہ لڑکے امام علیہ السلام کے معتوب ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے توبہ کی تھی لیکن العلم عنداللہ۔ کسی عالم اَجل سے اِس کے متعلق دریافت کر لینا چاہیئے یا خدام سے دریافت کر لینا مناسب ہے **فاعتبروا یا اولی الابصار استغفر الله ربی و اتوب الیه. عملت سوءً ظلمت نفسی فاغفرلی ذنبی انه لایغفر الذنوب اِلاانت۔**

زیارت پڑھنے کے لئے چھ آنے کو ایک بیاض بھی مل سکتی ہے لیکن نئے ایڈیشن کی مفاتح الجنان ع اور ۱۲اع کو آ جاتی ہے اور خرید لینی بہتر ہوگی۔ اگر کسی وقت کوئی کتاب نہ ہو تو اذنِ دخول باہر کے ہر دروازے پر لکھی ہوئی ہے اور زیارت لکھی ہوئی ضریح مبارک پر آویزاں ہے۔ وہاں سے پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں مفصلہ ذیل علماء و مجتہدین کے مقبرے بھی ہیں۔ یہاں فاتحہ اور درود سے اُن کو یاد کرنا چاہیئے۔ اُن کے مقبروں کی زیارت نہ کرنا ناشکری ہوگی۔ ان کی دینی خدمات ایسی ہیں کہ اُن کو ہرگز فراموش نہ کرنا چاہیئے۔

۱۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور اُن کے اُستاد اندرون رواقِ حرم جانب مغرب مدفون ہیں۔

۲۔ علم الہدیٰ سید مرتضیٰ اعلی اللہ مقامہ بیرونِ بارگاہ بازار میں ایک طرف مدفون ہیں۔

۳۔ سید رضی اعلی اللہ مقامہ بیرونِ بارگاہ بازار کی دوسری طرف مدفون ہیں۔

۴۔ سید اسماعیل مجتہد اعلی اللہ مقامہ بھی یہیں مدفون ہیں۔

۵۔ سید حسن اعلی اللہ مقامہ مصنف ہفت بند کاشی احاطہ حرم کے ایک کونہ میں مدفون ہیں۔

۶۔ خواجہ نصیر الدین محقق طوسی علیہ الرحمۃ روضہ منورہ کے مشرقی جانب رواقِ حرم میں

Presented by Ziaraat.Com

مدفون ہیں۔

یہ حضرات بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ ان کے متعلق بہت سے واقعات ہیں لیکن بوجہ طوالت یہاں لکھنے سے معذور ہوں۔ اگر ان کے حالات پڑھے جاویں تو معلوم ہوگا کہ کس قدر بلند مراتب پر یہ فائز تھے۔

لیکن یہاں صرف سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اور سید رضی علیہم الرحمۃ کے متعلق اتنا لکھنا مناسب خیال کرتا ہوں کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب فاطمہؑ زہرا اُن کے پاس حسنؑ حسینؑ سید شباب اہل الجنتہ کو لے کر تشریف لائی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے مفید میرے حسنؑ وحسینؑ کو پڑھایا کر۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں بڑا حیران تھا کہ جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو پڑھانے کا کیا مطلب۔ یہ وجود تو ماں کے پیٹ سے ہی علم لے کر آتے ہیں۔ صبح کے وقت عین اس وقت جبکہ بحر تحیر میں غوطہ زن تھے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب مکرمہ ومحترمہ والدہ سید رضی اور سید مرتضیٰ اپنے بچوں کو لے کر آئی ہیں اور کہتی ہیں۔ کہ ''اے مفید! میں ان بچوں کو اس لئے لائی ہوں کہ ان کو علم دین سکھایا کرو'' شیخ مفید نے اپنی اس خواب کی تعبیر کو سمجھا اُستاد ہوں تو ایسے۔ شاگرد ہوں تو ایسے۔ یہ سب عجیب شان والے تھے۔ علمائے امتی انبیائے بنی اسرائیل کے مصداق تھے۔

آج کل یہاں دو مشہور علمائے دین ہیں۔ ایک تو جناب آغائے سید حسن صاحب۔ دوسرے آقائے سید مہدی صاحب ادام اللہ وجورہم موجود ہیں۔ دو تین دفعہ دن میں حرم کاظمین میں زیارت کرنا چاہئے اور بہت سا وقت وہاں عبادت اور قرآن خوانی میں صرف کرنا چاہئے خوش قسمتی ہے کہ جو اپنے آقا اور مولا کی زیارت کرے اور وہاں عبادت میں وقت گزارے۔

احاطہ حرم کے مشرقی اور جنوبی کونہ میں ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ کی بھی قبر ہے۔ یہ نامعلوم یہاں کیوں اور کس لئے دفن کیا گیا۔ قبر بہر حال موجود ہے۔ اس کی قبر کو بھی دیکھنا اور

Presented by Ziaraat.Com

کسی خادم کی نسبت لکھا نہیں جاوے گا۔ مگر اشارتاً و کنایۃً جتلایا جاوے گا۔ جو جو معاملات میں نے دیکھے ہیں یا جن کا مجھ کو یقین بلکہ حق الیقین حاصل ہوگیا ہے اس کو کسی نہ کسی پیرایہ میں ظاہر بھی کروں گا و بس۔

## بیان خدام کاظمینؑ

یہاں پر کلید بردار شیخ عیسیٰ صاحب ہیں اور شیخ جو رئیس الخدما ہیں۔

۸ نفر کفش بردار۔ سید علی و سید عباس نامی چرخچی ہیں۔

مزدور یہاں تقریباً سو نفر ہیں۔ ضروری تفصیل یہ ہے۔

شیخ علی صاحب یہ حضرت ہندوستان میں گئے ہوئے ہیں۔

شیخ حسین صاحب۔ شیخ رضی صاحب یہ ہر سہ صاحبان اہل ہند کے مزدور ہیں شیخ محمد صالح زنکباریوں کے اور شیخ محمد شیخ داؤد، شیخ جواد یہ ہر سہ غریبوں کے اور سید علی صاحب امراء عجم کے اور اہل عجم کے واسطے اور اہل عرب کے واسطے بہت مزدور ہیں جن کا ذکر فضول ہے۔ مجھ کو ہندی مزدور اُن سے غرض ہے کیونکہ اہل ہند کا ان سے تعلق ہوتا ہے اور مجھ سے بھی واسطہ پڑتا تھا شیخ حسین صاحب مرد نیک مگر مزاج کے تند ہیں متدین وامین ہیں چست اور مضبوط اور ان کے پاس کسی طرح کی تکلیف آدمی کو نہیں ہوتی اور اگر ٹھیک ٹھیک خیال کر کے انسان ان کا حق محنت بھی دیدے خواہ حق مزدوری دبا ہی لے یا لیں تب بھی بے چارے کچھ نہیں کہتے اور شکر خدا کر کے قبول کر لیتے ہیں اور اگر مزدورانہ قاعدہ سے بہ سخاوت ان کے ساتھ سلوک کیا جاوے تب وہ اس قدر ممنون ہوتے ہیں کہ جس کا ٹھکانہ نہیں۔ لیاقت ایسی ہے کہ امیر و غریب ہر ایک صاحب کی خدمت اس کے موافق حال ایسی کرتے ہیں کہ جس میں وہ بہت خوش رہتے ہیں۔ زیارت ایسی خوش الحانی سے پڑھتے ہیں کہ سبحان اللہ۔ خود بخود رقت انسان پر طاری ہوتی ہے معاملات کرایہ وخرید وفروخت میں جو لوگ صاحب دولت اور امیر

Presented by Ziaraat.Com

ہیں ان کے واسطے بہت اچھے ہیں آخر ان کا معاملہ کسی نہ کسی نوکر یا معتمد ہی طے کرتا ہے ان سے کام لے لیا اور جو لوگ اپنا معاملہ خود کر سکتے ہیں اور صاحب احتیاج بھی ہیں اور خرچ بھی کم رکھتے ہیں وہ اپنا معاملہ خود کر لیتے ہیں کیا معنی کہ آدمی جیسا اپنا کام آپ کرتا ہے ویسا دوسرے سے نہیں ہوسکتا۔ نہ ایسا درد دوسرے کو ہوتا ہے اور اگر کسی دوسرے سے کام روپیہ کا لیا تو خواہ مخواہ آدمی بدمظنہ ہو جاتا ہے غرض یہ حضرت نہایت خوب اور لائق آدمی ہیں۔

شیخ رضی میرا ان سے معاملہ نہیں پڑا لیکن بہت ہندی ان کے یہاں بھی وارد ہوتے ہیں ان کی امانت داری کی نسبت بعض بعض لوگ مشکوک ہیں اور قصہ جو انہوں نے بیان کئے وہ قابل تحریر نہیں ہیں۔ مرد خلیق اور چالاک بھی معلوم ہوتے ہیں کارروائیاں زوروں کی ان کے ہاں بھی اچھی نکلتی ہیں۔ معاملات کرنے کو میرا دہی خیال ہے کہ جب تک انسان اپنا معاملہ خود کرے۔ دوسرے سے معاملہ کرانا فضول ہے اور اگر اپنا معاملہ خود نہیں کر سکتا ہے تو معاملہ دوسرے سے کرا کر تفتیش و تجسیس لا حاصل بلکہ ناجائز۔ میں نے یہ بھی معلوم کیا ہے کہ جب تک آدمی خدام کے گھر میں فروکش ہے جو چیز ان کے مکان پر بیٹھ کر خریدی جاوے۔ اس میں ایک آنہ روپیہ دستوری حق صاحب مکان کا ہے۔ قاطرچیسان سے بھی ان کے خاص تعلقات ہوتے ہیں۔

## ذکر علمائے کاظمین

شیخ محمد حسین صاحب مجتہد، مولوی شیخ محمد تقی، مولوی مرزا اسماعیل صاحب وکیل مرزا حسن شیرازی مجتہد مقیم سامرہ، مولوی سید ہادی، مولوی سید البشیر، مولوی مرزا محمد ہمدانی، علاوہ ازیں چند مولوی اور بھی ہیں مگر نامی اور مشہور یہی تھے جن کے اسماء گرامی صدر میں تحریر ہوئے۔

خمس و زکوٰۃ مجتہد صاحب کے حضور میں پیش ہوتا ہے اور کچھ لوگ خمس و زکوٰۃ معرفت مولوی مرزا اسماعیل صاحب بخدمت مجتہد صاحب سامرہ بھیجتے ہیں۔"

(سلوک الزائرین صفحہ ۳۰ تا ۴۹)

Presented by Ziaraat.Com

## کتاب ''تاریخِ آلِ امجاد'' ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۳۱۰ھ

ابوالفضل محمد عباس شیروانی شاگرد مرزا غالب لکھتے ہیں:۔

''[ کاظمین] بغداد کہنہ سے ایک فرسخ دور ہے چار منارا اور دو قبہ طلائی دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک مزار امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام کا ہے دوسرا امام محمد تقی علیہ السلام کا۔ عمارت روضہ بلند عالیشان اندرون ہر دو قبہ کاشی کاری بہت نفیس ہے قنادیل ونقرئی وشیشہ آلات عمدہ آویزاں ہیں اور ہر طرف دریائے نقرہ کار ہیں پنجرہ ضریح فولادی مشبک طغرائی ہے اُس پر شال کا شامیانہ ہے صندوق قبور جدا جدا ہیں چادریں سبز پڑی ہیں گرد مقبرہ رواق اور ایوان اور مسجد بزرگ ہے دو ایوان طلا کار ہیں۔ رواق کے حجروں میں علماء صلحاء مدفون ہیں۔ صحن وسیع زمین سنگین حجرات کاشی کاری سے منقش دروازے متعدد بعض پر ساعاتِ کلاں آویزاں ہیں ہر شب روشنی بکثرت ہوتی ہے۔ اذان پنجگانہ دی جاتی ہے نماز جماعت بطریق امامیہ پڑھی جاتی ہے۔ صحن میں دو صاحبزادوں کا مزار ہے مگر ہر دو حجرہ کا در بند رہتا ہے گردِ روضہ کاظمین کے آبادی ہے اکثر مکانات پختہ بازار مسقف مال تجارت بکثرت اقسام اطعمہ بازاروں میں تر و خشک و بقولات ہر شئے بافراط حمام کاروان سرائیں متعدد خدام روضہ تخمیناً شش صد نفر عرب ہیں''۔

(تاریخ آلِ امجاد صفحہ ۶۰)

## کتاب ''ہدایت الزائرین'' ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۲۵ء

شیخ خادم حسین نارووالی لکھتے ہیں:۔

''بغداد اسٹیشن پر اکثر خداموں کے آدمی لینے کے واسطے آتے ہیں۔ جس کے ہاں رہنا چاہیے۔ وہ سب مناسب انتظام کرادے گا لیکن سب سے زیادہ خلیق خدام کاظمین میں شیخ محمد کاظم ہیں۔ وہ آج کل لکھنو میں رہتے ہیں۔ ان کی جگہ پر ان کی طرف سے ان کے

Presented by Ziaraat.Com

داماد سید ناصر صاحب خدامِ کربلا کام کرتے ہیں۔ یہ خلق کا ایک مجسم نمونہ ہیں۔ ان کا مکان نہایت وسیع ہے۔ ان کے ملازم محمد حسن صاحب ہندی ہیں۔ وہ بھی نہایت قابل ہیں۔ اسٹیشن پر اُن کی طرف سے عموماً یہی آتے ہیں۔ اُن کے ہاں جانا چاہئے۔ اگر سامان کچھ زیادہ نہ ہوتو تین آنے دے کر ٹریم میں بیٹھ جاویں اور اگر سامان وغیرہ زیادہ ہوتو ایک اربانہ کر لینا چاہئے۔ جس کا کرایہ تقریباً تین روپے ہوتا ہے۔ اُس پر چار یا پانچ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ فی کس تقریباً دس بارہ آنے حصہ آجاتے ہیں۔ سیدھے کاظمین اُن کے مکان پر چلے جاویں۔ جب بالکل قریب پہنچیں گے تو روضہء منور پر آپ کی نظر پڑے گی فوراً احترام کے لئے صلوٰت و درود پڑھنا چاہئے اور خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ یہ نجس بدن اِس قابل نہ تھے کہ اس مبارک زمین پر آتے۔ یہ صرف خدا کی رحمت ہے۔ مکان میں قدرے آرام کر کے حمام میں جانا چاہئے لیکن حمام میں جانے سے پہلے سب مبلغات وغیرہ مکان میں ٹرنک میں رکھ جانا چاہئے۔ یہاں کے حمام نہایت عالیشان ہیں۔ فی کس ۴ صرف غسل کرنے کے لیتے ہیں۔ حمام کے اندر کئی حوض ہیں۔ کوئی گرم پانی کا ہے۔ کوئی ٹھنڈے پانی کا ہے۔ غسل کے بعد تھوڑا حمام میں آرام کریں۔ شوقین چائے منگوالیں۔ چائے پی کر آرام کر کے کپڑے وغیرہ بدل کر سیدھے روضہ منورہ جائیں۔ وہاں خدام کی طرف سے ایک شخص زیارت پڑھانے والا موجود ہوگا۔ وہ آپ کو زیارت پڑھا دے گا۔ پہلے دن وہ زیارت پڑھا دیں گے۔ پھر ہر روز خواہ خود پڑھ لیا کریں یا اُن سے کہہ دیا جاوے کہ وہ پڑھوا دیویں لیکن ہر ایک کو چاہئے کہ اِذنِ دخول اور زیارت و دیگر اعمالِ زیارت جانے سے پہلے خوب اچھی طرح سے یاد کر لئے جاویں کیونکہ وہاں کے چھوٹے چھوٹے بچے اس فصاحت و بلاغت سے زیارت پڑھتے ہیں۔ اگر یاد نہ کی ہوتو اُن کو دیکھ کر شرم آتی ہے۔ وہ ہندیوں کو دیکھ کر ہنستے ہیں کہ یہ امام علیہ السلام کی زیارت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ یہاں روضہء منورہ کے دو گنبد ہیں۔ جو سنہری ہیں اور ضریح مبارک کے دروازے چاندی کے ہیں۔ یہ جگہ ایک بہشت کا ٹکڑا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جہاں ہر وقت نور برستا رہتا ہے۔ یہاں دو امام مدفون ہیں۔ ایک تو ساتویں امام باب الحوائج امام موسیٰ کاظمؑ اور دوسرے نویں امام محمد تقی الجوادؑ۔ جس طرح پہلے زیارت پڑھو۔ اُسی طرح ہر روز بلکہ ہر دفعہ اذنِ دخول پڑھنا چاہئے اور پھر زیارت۔ بغیر اذنِ دخول اندر جانا از روئے نص قرآن منع ہے۔ باہر صحن میں دو لڑکے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مدفون ہیں۔ بعض لوگ زیارت پڑھتے ہیں اور بعض نہیں پڑھتے۔ کہتے ہیں کہ یہ لڑکے امام علیہ السلام کے معتوب ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے توبہ کی تھی لیکن العلم عند اللہ۔ کسی عالم اَجل سے اِس کے متعلق دریافت کر لینا چاہئے یا خدام سے دریافت کر لینا مناسب ہے **فاعتبروا یا الوالابصار استغفر الله ربی واتوب الیه. عملت سوٓءً ظلمت نفسی فاغفرلی ذنبی انه لایغفر الذنوب اِلاّ انت۔**

زیارت پڑھنے کے لئے چھ آنے کو ایک بیاض بھی مل سکتی ہے لیکن نئے ایڈیشن کی مفتاح الجنان ع اور ۱۲ اع کو آجاتی ہے اور خرید لینی بہتر ہوگی۔ اگر کسی وقت کوئی کتاب نہ ہو تو اذنِ دخول باہر کے ہر دروازے پر لکھی ہوئی ہے اور زیارت لکھی ہوئی ضریح مبارک پر آویزاں ہے۔ وہاں سے پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں مفصلہ ذیل علماء و مجتہدین کے مقبرے بھی ہیں۔ یہاں فاتحہ اور درود سے اُن کو یاد کرنا چاہئے۔ اُن کے مقبروں کی زیارت نہ کرنا ناشکری ہوگی۔ ان کی دینی خدمات ایسی ہیں کہ اُن کو ہرگز فراموش نہ کرنا چاہئے۔

۱۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور اُن کے اُستاد اندرون رواقِ حرم جانب معرب مدفون ہیں۔

۲۔ علم الہدیٰ سید مرتضیٰ اعلی اللہ مقامہ بیرونِ بارگاہ بازار میں ایک طرف مدفون ہیں۔

۳۔ سید رضی اعلی اللہ مقامہ بیرونِ بارگاہ بازار کی دوسری طرف مدفون ہیں۔

۴۔ سید اسماعیل مجتہد اعلی اللہ مقامہ بھی یہیں مدفون ہیں۔

۵۔ سید حسن اعلی اللہ مقامہ مصنف ہفت بند کاشی احاطہ حرم کے ایک کونہ میں مدفون ہیں۔

۶۔ خواجہ نصیر الدین محقق طوسی علیہ الرحمۃ روضہ منورہ کے مشرقی جانب رواقِ حرم میں

Presented by Ziaraat.Com

مدفون ہیں۔

یہ حضرات بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ان کے متعلق بہت سے واقعات ہیں لیکن بوجہ طوالت یہاں لکھنے سے معذور ہوں۔اگر ان کے حالات پڑھے جاویں تو معلوم ہوگا کہ کس قدر بلند مراتب پر یہ فائز تھے۔

لیکن یہاں صرف سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اور سید رضی علیہم الرحمۃ کے متعلق اتنا لکھنا مناسب خیال کرتا ہوں کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب فاطمہؑ زہرا اُن کے پاس حسنؑ حسینؑ سید شباب اہل الجنۃ کو لے کر تشریف لائی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے مفید میرے حسنؑ وحسینؑ کو پڑھایا کر۔شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں بڑا حیران تھا کہ جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو پڑھانے کا کیا مطلب۔یہ وجود تو ماں کے پیٹ سے ہی علم لے کر آتے ہیں۔صبح کے وقت عین اس وقت جبکہ بحر تحیر میں غوطہ زن تھے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب مکرمہ ومحترمہ والدہ سید رضی اور سید مرتضیٰ اپنے بچوں کو لے کر آئی ہیں اور کہتی ہیں۔کہ ''اے مفید! میں ان بچوں کو اس لئے لائی ہوں کہ ان کو علم دین سکھایا کرو'' شیخ مفید نے اپنی اس خواب کی تعبیر کو سمجھا اُستاد ہوں تو ایسے۔شاگرد ہوں تو ایسے۔یہ سب عجیب شان والے تھے۔علمائے امتی انبیائے بنی اسرائیل کے مصداق تھے۔

آج کل یہاں دو مشہور علمائے دین ہیں۔ایک تو جناب آغائے سید حسن صاحب۔دوسرے آقائے سید مہدی صاحب ادام اللہ وجورہم موجود ہیں۔دو تین دفعہ دن میں حرم کاظمین میں زیارت کرنا چاہئے اور بہت سا وقت وہاں عبادت اور قرآن خوانی میں صرف کرنا چاہئے خوش قسمتی ہے کہ جو اپنے آقا اور مولا کی زیارت کرے اور وہاں عبادت میں وقت گزارے۔

احاطہ حرم کے مشرقی اور جنوبی کونہ میں ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ کی بھی قبر ہے۔یہ نامعلوم یہاں کیوں اور کس لئے دفن کیا گیا۔قبر بہر حال موجود ہے۔اس کی قبر کو بھی دیکھنا اور

Presented by Ziaraat.Com

جس کا مستحق ہو اسے پہنچانا چاہئے۔

یہاں زیارتوں سے مشرف ہو کر بغداد بھی جانا چاہئے اور وہاں سے شام کو واپس آجانا چاہئے۔

ٹریم جاتی ہے۔ فی کس ۳ کرایہ ہے۔ اسباب ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں۔ وہاں بہت سی زیارات ہیں ان سے ضرور مشرف ہونا چاہئے۔ ثوابِ عظیم ہے۔ مفصلہ ذیل زیارات بمعہ پتہ درج کی جاتی ہیں۔ تاکہ تکلیف نہ ہو ٹریم سے اُترتے ہی پل کو عبور کیجئے پھر ان مقامات کی زیارت کیجئے:

۱۔ جناب حضرت حسین بن روح نائب حضرت حجۃ عجل اللہ فرجہ، مسجد جامع المرجان کے متصل سوق العطاطر میں مدفون ہیں۔

۲۔ جناب حضرت علی ابن محمد سامری نائب امام آخرالزمان عجل اللہ فرجہ واقعہ سوق الحراج مسجد جامع قبلانیہ میں مدفون ہیں۔ افسوس یہ مسجد قبضہ اہل سنت ہے۔ یہ مقبرہ بھی ان ہی کی زیرنگرانی ہے۔

۳۔ جناب ابوعمر الاسدی عثمان علیہ الرحمۃ بن سعید العسکری علیہ الرحمۃ سفیر و نائب اول امام آخرالزمان و مصاحب امام نہم و دہم و یازدہم واقعہ سوق ایمیدان عقب ہیڈ پوسٹ آفس میں مدفون ہیں۔

۴۔ جناب شیخ محمد خلانی بن جناب عثمان بن سعید العسکری علیہ الرحمۃ واقعہ باب الشیخ میں مدفون ہیں۔

۵۔ مقبرہ جناب حضرت قنبر علیہ السلام واقعہ بازار قنبر علی میں ہے۔ وہاں ایک یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

ہم قطارِ من ماست قنبر من
نعل و نعلین دُلدل و قنبر

Presented by Ziaraat.Com

مالک ہر دو ماست حیدر من
جیغہ تاج و پر افسر من

مقبرہ کے کونہ میں ایک سفید پتھر ہے۔ جو ایک دُنبہ آپ کی کرامت سے پتھر ہو گیا تھا۔اس میں دُنبہ کی شکل دکھائی دیتی ہے۔

۶۔ روضہ جناب سید محمد طاہر بن علی بن حسین بن علی علیہ السلام المعروف بہ امام طٰہٰ کوچہ امام طٰہٰ بازار عطار خانہ میں ہے۔

۷۔ پنجہ علی امام طٰہٰ کے بالکل قریب ہے۔ پتھر پر ایک پنجہ لگا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ کا پنجہ ہے واللہ اعلم۔

۸۔ قید خانۂ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ محلّہ راس الگریہ جانب شمال دریائے دجلہ نزد حمام حیدر متصل موڈ برج لیکن افسوس یہاں نئے مکان بنے ہوئے ہیں۔ وہ قید خانہ یا تو مکان کے اندر ہے یا اُس کا نام ونشان مٹا دیا ہوا ہے۔ بہر حال وہاں ضرور جانا چاہئے۔ جہاں جناب امام علیہ السلام کو قید کیا تھا۔ وہاں جانے سے حالت متغیر ہو جاتی ہے۔

۹۔ جناب یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ جو کہ بڑے پائے کے بزرگ تھے محلّہ جسر مسجد جامع داؤد کے ایک طرف مدفون ہیں۔

۱۰۔ مقبرہ بنت الحسن۔ نزدیک ہی ایک بازار میں ایک قبر ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے۔ قبر بنت الحسن لیکن اس کے متعلق گو وہاں کوئی خاص طور پر معتبر روایت نہیں ملتی لیکن کیا تعجب ہے کہ یہ سچ ہو۔ گلستانِ فاطمہؑ کی کلیاں کہاں کہاں بکھیری گئیں۔

۱۱۔ دیوار جس میں سادات زندہ چنوائے گئے تھے۔ پل عبور کرنے کے بعد چونگی خانہ ہے۔ اس کے نزدیک ہی یہ دیوار ہے۔ جس میں سادات زندہ چنوائے جاتے تھے۔ بغداد میں یہ زیارات ہیں جن کی زیارت کرنا ثوابِ عظیم ہے۔ ان کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ایک دن میں نہ ہو سکیں تو شام کو کاظمین چلا جانا چاہئے۔ آخری ٹریم سات بجے

Presented by Ziaraat.Com

شام جاتی ہے۔ پھر دوسرے دن یہ سب زیارات کر لینی چاہئیں۔ یہاں مکان میں پانی کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ چھوٹا سا حوض ہے۔ پانی کا رنگ بدلتا رہتا ہے۔ مشک پانی کی فی اور کو آتی ہے ہر روز اگر ضرورت ہو۔ تو ایک مشک لے لینی چاہیئے۔

## بغداد سے مدائن / مدائن سے بغداد

جب ان زیارات سے فارغ ہو جاویں تو پھر تیسرے دن بغداد میں آجاویں اور موٹر کاروں کے اڈے میں آکر سلمان پاک کا کرایہ دریافت کیجئے۔ یہاں موٹروں والے نہ تو مدائن سمجھتے ہیں اور نہ حضرت سلمان فارسیؒ بلکہ صرف سلمان پاک کہیئے فوراً سمجھ جاویں گے۔ سلمان پاک کا کرایہ عموماً موٹر کا بارہ سے پندرہ روپیہ تک ہوتا ہے۔ موٹر والے کو پہلے کرایہ ہرگز نہ دینا چاہیئے اور یہ بھی ساتھ ہی طے کر لینا چاہیئے کہ ہم نے وہاں حذیفہ یمانیؓ اور عبداللہ بن جابر انصاریؓ کی بھی زیارت کرنی ہے۔ تا کہ وہ ہمیں وہاں پہنچا سکے۔ مدائن جانے سے روضہ جناب سلمان فارسیؒ کے ذرا آگے۔ ایک احاطہ ہے۔ جس کے ایک طرف تو مقبرہ جناب حذیفہ یمانیؓ ہے اور دوسری طرف مقبرہ جناب عبداللہ بن جابر انصاریؓ ہے۔ اِن کی زیارت سے مشرف ہو لیجئے۔ پھر اسی موٹر میں سوار ہو کر واپس آیئے۔ راستہ میں دائیں طرف بہت بلند دیواریں نظر آئیں گی۔ وہاں اُتر کر دیکھئے۔ یہ کاخ کسریٰ نوشیرواں ہے جہاں نوشیرواں بیٹھ کر عدالت کیا کرتا تھا۔ دیواروں کے آثار بیس فٹ سے کم نہیں ہیں اور بہت بلند دیواریں اور پھر اِن دیواروں پر ایک بہت بڑا گنبد ہے۔ جو کہ پرانے کاری گروں کی صنعت کا ایک نمونہ ہے۔ یہ دیکھنے کے قابل اور جائے عبرت ہے۔ وہاں سے راستہ میں ہی حضرت سلمان فارسیؒ کا روضہ ہے۔ السلمان منّا اہل البیت کی زیارت سے مشرف ہو لیجئے۔ پھر واپس بغداد آیئے۔ اس روضہ منورہ کے گردونواح میں یا بغداد کے اردگرد کہیں نہ کہیں آپ کو عرب لوگ عموماً ناچتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن تھا کہ لوگ ان سے تدین اور تمدن سیکھتے تھے اور ایک دن یہ ہے کہ یہ خود

Presented by Ziaraat.Com

قعرِ مذلت میں پڑے ہوئے ہیں اور اِن کی حالت قابل رحم ہے۔

## بغداد

یہ شہر بلحاظ اپنی آبادی اور خوبصورتی کے اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ ماموں رشید کے زمانہ میں صرف شہر بغداد کی مردم شماری دس لاکھ سے زائد تھی۔ لکھا ہے کہ کسی زمانہ میں صرف شہر بغداد میں تیس ہزار مسجدیں اور دس ہزار حمام تھے۔ گبن ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ شہر بغداد میں آٹھ سو طبیبوں کو خلافت کی طرف سے مطب کی اجازت تھی۔ گو بغداد کئی دفعہ اُجڑا۔ لیکن آج کل کی آبادی بھی قریباً دو لاکھ ہے اور بیس ہزار سے زیادہ مکان ہیں۔ یہاں مختلف اقوام کے آدمی ہیں۔ تقریباً چالیس ہزار یہودی ہیں اور تقریباً پچیس ہزار عیسائی، ارمنی، کلدانی، سریانی۔ باقی سب مسلمان سنی اور شیعہ ہیں۔ نصف شیعہ اور نصف سنی۔ شیعوں کی زیادہ آبادی کاظمین میں ہے۔ بغداد کی عمارتیں عام طور پر پتھر کی بنی ہوئی ہیں۔ اب اِس شہر میں ایک سو پندرہ مسجدیں ہیں۔ جن میں سے ۳۹ جامع مسجد کے لقب سے یاد کی جاتی ہیں۔ باقی دوسری مسجدیں ہیں۔ پچیس معبد یہودیوں کے ہیں۔ عیسائیوں کے لئے بھی چھ سے زیادہ گرجے ہیں۔ یہاں پندرہ سے زیادہ حمام ہیں۔ علاوہ ازیں بغداد میں حماموں کا ایسا رواج ہے کہ بہت کم مکان ایسے ہیں جن میں حمام نہ ہوں۔ بغداد سے ملحق اکتیس بتیس قصبہ اور چھوٹے چھوٹے شہر ہیں بعض ان میں ایسے ہیں کہ بیکسی دُنیا ان پر ناز کر رہی تھی۔ بابل، نینوا، قادسیہ، مدائن دُنیا کے کوئی معمولی شہر نہ تھے۔ کبھی ان سب کی مواد میں ایک خدائی جلوہ گر تھی۔ آج سب تباہ و برباد پڑے ہیں اور بغداد کی قدامت یاد دلاتے ہیں۔ بغداد کے قبرستان خدا جانے کن کن جواہرات کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں۔ بغداد میں مشہور سنی عالموں اور صوفیوں کی بھی قبریں ہیں۔ مغربی بغداد میں بہلول دانا اور نبی یوشع بن نونؑ کے مزار سے قریب شیخ معروف کرخی اور سر مستعطی کی قبر ہے۔ اس کے گرد ایک بڑا قبرستان ہے۔ کچھ فاصلہ پر ایک مخروطی شکل کا مقبرہ نظر آتا ہے۔ جس میں خلیفہ ہارون

Presented by Ziaraat.Com

الرشید کی بی بی زبیدہ خاتون دفن ہے۔ مغربی بغداد میں شیخ عبدالقادر کا مقبرہ ہے۔ جس میں ایک عالیشان مسجد بھی ہے اور وہاں سے دو میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف ندی کے کنارے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا مقبرہ ہے اور کاظمین کے احاطہ میں قاضی ابویوسف اور قاضی محمد کی قبر ہے۔ جو ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ شہر کے شمال کی جانب قدیم شہر پناہ کے باب الفتح کے قریب شیخ شہاب الدین سہروردی کی قبر ہے۔ یوشع بن نون کی زیارت یہود کرتے ہیں۔ مسجد اور مقبرہ انہی کے قبضے میں ہے۔ دریا میں صاف سنہری اور خوشنما کشتیاں بھی ادھر ادھر پھرا کرتی ہیں۔ اگر دور جانا ہو تو جال بوٹ اسٹیم لانچ کشتی بھی مل سکتی ہے۔ رات کو دریا کی سیر کرنے کا خوب لطف آتا ہے۔ سڑکیں بالکل بمبئی کے مشابہ ہیں۔ مسلمانوں کی طرح یہودی بھی ترکی ٹوپی پہنتے ہیں اور ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں۔ یہودیوں اور ترکوں میں تمیز نہیں ہوسکتی۔ اسٹیمروں کے گزرنے کے وقت دونوں پل کئی دفعہ کھولے جاتے ہیں۔ اس وقت لوگ دریا کو بذریعہ گفہ یا جفہ اور پلوں کو عبور کرتے ہیں۔ جفہ گول ٹوکرے کو کہتے ہیں۔ یہ ٹوکرے کھجور کی چٹانوں یا انار کی شاخوں سے بنائے جاتے ہیں اور اندر رال پھرائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی اندر نہیں جاتا۔

## فضیلتِ کاظمین

یہ جگہ نہایت ہی متبرک ہے اور کیوں نہ ہو۔ دو اماموں کا مسکن ہے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام باب الحوائج مشہور ہیں۔ بلامبالغہ ہر روز یہاں اعجاز ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ شیخ ابن شہر آشوب نے علی ابن بھلال سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی سختی پیش آئی میں نے فوراً روضہ منورہ پر جا کے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو وسیلہ گردانا۔ فوراً ہی میری سختی مجھ پر آسان ہوگئی۔ ایک جماعت نے بغداد میں ایک عورت کو دیکھا کہ بھاگ رہی ہے۔ پوچھا کہ تو کہاں جاتی ہے۔ کہا کہ موسیٰ بن جعفر کی قبر پر جارہی ہوں کہ دعا

Presented by Ziaraat.Com

کروں کیونکہ میرا پسر محبوس ہو گیا ہے۔ ایک حنبلی شخص بھی وہاں موجود تھا اس شخص نے استہزا کیا۔ اِس عورت نے کہا خداوندا واسطہ ہے تجھ کو اِس شخص کا جس کو زندان میں شہید کیا گیا۔ اپنی قدرت کا اظہار مجھ پر کر۔ ناگاہ اس عورت کا بیٹا رہا کر دیا گیا اور اِس حنبلی کا بیٹا اِس کے عوض پکڑا گیا بسند معتبر حسن بن جمہور عمی سے روایت ہے کہ اس نے کہا۔ ۲۹۶ھ میں کہ جس زمانہ میں علی بن محمد مقتدار کا وزیر تھا میں نے دیکھا کہ احمد بن ربیعہ کاتب کا ہاتھ کسی بیماری کی وجہ سے گل گیا اور اس سے بدبو آتی تھی۔ حکماء علاج کرنے سے عاجز آگئے تھے۔ سب نے صلاح دی کہ اس ہاتھ کو کاٹ دیا جائے۔ شاید یہ بچ رہے۔ ان کو جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر سے مس کیا گیا اور دعا مانگی گئی۔ دوسرے دن وہ ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا اور بدبو وغیرہ جاتی رہی تمام لوگوں نے دیکھا اور تعجب کیا۔ ان ہر دو کے روضہ منورہ میں آج کل بھی ہر روز ایسی کرامتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ۷ صفر ولادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۲۵ رجب شہادت امام موسیٰ کاظم ۱۵ ماہ رجب یا ۱۵ ماہ شوال روز امامت آں جناب۔ دس رجب ولادت امام محمد تقی علیہ السلام ۲۹ ذی قعد شہادت امام محمد تقی علیہ السلام اِن دِنوں زیارت اِن بزرگوار کی کرنا خاص ثواب رکھتا ہے۔

## فضیلت مسجد بُراثا

افسوس کسی نے نہیں بتایا لیکن علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کی ایک کتاب میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ نہایت ہی فضیلت والی جگہ بغداد اور کاظمین کے درمیان مسجد براثا ہے کہا جاتا ہے کہ اب بھی وہ ہے گو میں نے نہیں دیکھا۔ زائرین کو چاہئے کہ اس کی تلاش کریں اور اس مقام کی زیارت کریں۔

علماء نے لکھا ہے کہ مسجد براثا بغداد اور کاظمین کے درمیان تا حال باقی ہے۔ بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام جنگ نہروان سے واپس تشریف لائے ایک جگہ پر جہاں اب شہر بغداد واقعہ ہے اصحاب کو فرمایا یہ زمین شورہ

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔اس کے دائیں طرف کو چلو۔ وہاں سے چلے یہاں تک کہ ایک صومعہ کے پاس پہنچے جس میں ایک راہب بیٹھا ہوا تھا۔ جب جناب امیر علیہ السلام بمعہ اصحاب کے وہاں اُترنے لگے تو راہب نے کہا۔ یہاں کوئی نہیں اُترے گا۔ مگر پیغمبر یا وصی پیغمبر۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں وصی پیغمبر ہوں۔ پس وہ راہب صومعہ سے باہر نکل کر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہا مجھے مسلمان کیجئے کہ میں نے آپ کے وصف انجیل میں پڑھے ہوئے ہیں۔ کہ آپ اِس زمین براثا میں جو حضرت مریمؑ کا گھر اور حضرت عیسیٰؑ کی زمین ہے اُتریں گے۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ مجھ کو کیا خبر دیتا ہے۔ میں اس سے بہتر جانتا ہوں۔ بس اُس کے نزدیک ہی ایک جگہ ٹھہر گئے اور مٹی کو اُس جگہ سے کھودا تو ایک بہت بڑا پتھر نمودار ہوا۔ جب اُس پتھر کو اُٹھایا تو ایک چشمہ پانی کا نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ چشمہ ہے جو حضرت مریمؑ کے واسطے ظاہر ہوا تھا۔ اُس چشمہ سے ۷ اذرائع آگے گئے اور فرمایا کہ یہاں سے مٹی کو دُور کرو۔ جب دُور کیا تو ایک سفید پتھر ظاہر ہوا فرمایا۔ کہ یہاں حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو رکھا تھا اور یہاں نماز پڑھی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اُس پتھر کو گاڑ دیا اور وہاں نماز پڑھی اور چار دن اُسی جگہ تشریف رکھی۔ فرمایا کہ یہ زمین براثا ہے اور یہ حضرت مریمؑ کا گھر ہے اور یہ مقدس جگہ ہے اور پیغمبروں نے یہاں نماز پڑھی ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے وہاں نماز پڑھی تھی۔ اس جگہ کے متعلق اور بھی چند ایک روایتیں ہیں۔ جو اس جگہ کی فضیلت اور چشمہ ظاہر ہونے کا اور راہب کے مسلمان ہونے کا اظہار کرتی ہیں۔

(ہدایت الزائرین صفحہ ۷۰ تا ۹۲)

## کتاب ''زائرِ حسینؑ کا روزنامچہ'' ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۲ء

عمدۃ الاطیاب جناب علی اختر لکھتے ہیں:

''اس مقام (کاظمین) میں پہلے سے خاندانِ قریش کا مقبرہ تھا، روضہ کی تعمیر کا

Presented by Ziaraat.Com

سنگ بنیاد کب رکھا گیا۔اس کا تعین نہیں ملتا۔مقامی کتبوں سے پتہ چلتا ہے کہ ۳۵۶ھ میں معزالدولہ اور ۴۳۵ھ میں جلال الدولہ شاہان آل بویہ کی لاشیں یہاں دفن ہوئیں۔۶۲۳ھ میں ایک بڑا دائرہ چھ ہزار مربع گز کا گھیر کر فصیل سے محدود کر دیا گیا تھا۔اسی دائرہ کے اندر دونوں اماموں کی قبر تھی۔خاندان آل بویہ کا خاص رُجحان ومیلان تھا۔لہٰذا تعمیری ترقی اُسی عہد میں ہونا قرین قیاس ہے شیعوں کی آبادی اس احاطہ کے چاروں طرف ہوتی رہی۔اس سے پہلے ۴۴۳ھ میں غربی بغداد کے شیعہ وسنیوں میں جھگڑا فساد ہوا۔اس ہنگامہ میں کاظمین میں بھی لوٹ پھونک ہوئی تھی۔روضۂ مبارک سے بھی قیمتی سامان لٹ گیا تھا لیکن یہ سب خرابیاں بعد ختم فساد جلد دور ہوگئی تھی کیونکہ ملک شاہ سلجوقی نے جب ۴۷۹ھ میں ان مزارات مبارکہ کی زیارت کی تھی تو یہ مزارات اچھی حالت میں تھے۔۶۲۲ھ میں گنبد روضہ کا آگ لگ جانے سے خراب ہوگیا تھا۔جس کو خلیفہ طاہر باللہ نے بنوانا شروع کیا تھا دوران تعمیر میں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔

اس کے جانشین مستنصر باللہ نے تکمیل کرائی۔۶۵۶ھ میں ہلاکو کے حملہ سے جو صدمہ ونقصان بغداد کو پہنچا تھا اس سے کاظمین بھی نہ بچ سکا۔عمارت درگاہ موجود تھی مگر خراب وشکستہ حالت میں۔مختصر یہ کہ یہ سلسلہ تعمیر وتخریب کا اس وقت ختم ہوا جبکہ ۹۲۶ھ میں شاہ عباس صفوی نے اس روضہ کی مکمل تعمیر جدید کرائی۔۱۲۵۵ھ میں محمد شاہ قاچار نے زرکثیر صرف کر کے تجدید تعمیر اس عمارت روضہ کی کرائی اور موجودہ حالت اسی وقت کی بنا کردہ ہے۔مشہور ہے کہ برائے تعمیر احاطہ صحن وعمارت ومزار عمومی وغیرہ پچیس لاکھ روپیہ ناصرالدین شاہ نے صرف کیا تھا۔رفتہ رفتہ چھوٹی چھوٹی ترمیمیں یا نصب دروازہ ہائے نقرئی وغیرہ مختلف اوقات میں ایرانی بادشاہ ایرانی تجار ایرانی افراد قوم کی طرف سے ہوتی رہیں۔

عمارت روضہ مبارکہ کاظمین کربلا ونجف سے وسعت میں زیادہ ہے۔گنبد ومینار طلا بہت ہی شاندار ہیں۔سامان آرائش وزیبائش،روشنی،فرش وغیرہ بہت کافی ہے۔تمام

Presented by Ziaraat.Com

حشم وخدم شاہانہ موجود ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات عبودیت کا صلہ دُنیا والوں کے سمجھنے کے لئے اس عنوان سے دے رہا ہے اور منزلت روحانی یہ ہے کہ شبانہ روز یا باب الحوائج کہہ کر پکارنے والے اپنا اپنا گوہر مراد پاتے ہیں اور عارفان مرتبتِ آل محمدؐ چہار سمت دھونی رمائے ہاتھوں میں تسبیح زبان پر درود۔ آنکھوں سے اشک مسلسل جاری۔ جن کے تاثرات قلبی اس شعر کی مصداق ہیں ؎

ظہور و غیبت ہے ایک دونوں کمال جذبِ ولی کے آگے
نظر سے اُوجھل ہوا جو سورج تو چاند سے روشنی ملے گی

شیخ کاظم صاحب (خادم) کے مہمان خانہ میں قیام ہوا۔ اچھی حیثیت کا مکان تھا۔ بالا خانہ پر ایک بڑے کمرہ میں مقیم ہوئے۔ اطمینان سے سامان وغیرہ کھولا گیا۔ کپڑے بدلے۔ سب لوگ روضہء مبارک میں پہنچے۔ بہ ہمراہی شیخ کاظم صاحب آداب زیارت بجالائے۔ مجھ کو یہ اتفاق دو مرتبہ ہوا کہ خادم صاحب نے بیٹھ کر اور سب لوگوں کو اپنے پاس بیٹھا کر زیارت پڑھانی چاہی۔

ایک مرتبہ نجف میں یوم بعثت ۲۷ رجب کو سید جعفر کمونہ صاحب کے ساتھ۔ دوسری مرتبہ آج شیخ کاظم صاحب کے ساتھ لیکن میں نے یہ گوارا نہیں کیا۔ نہ میری جرات پڑی کہ پیش ضریح امام کے بیٹھ کر زیارت پڑھوں۔ جبکہ بچپنے سے اس تہذیب کا عادی تھا کہ ہزاروں کوس کے فاصلہ پر زیر آسمان روضہ امام کی جانب رُخ کر کے کھڑے کھڑے زیارت ہمیشہ پڑھتا رہا اور آج بیٹھے بیٹھے سلام کروں۔ میں نے خادم سے یہ کہا کہ آپ بیٹھے بیٹھے پڑھیئے۔ ہم کھڑے کھڑے ساتھ ساتھ زیارت پڑھتے جائیں گے اور ان کو بتلایا کہ ہمارے اودھ کی تہذیب اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ خود انہوں نے بھی ہماری پیروی کی اور کھڑے ہو کر آدابِ زیارت پورے کیئے گئے۔ نماز ظہر کا وقت قریب تھا۔ حرم مبارک ہی میں اور دالان میں نماز جماعت کے لئے لوگ صف بستہ بیٹھے مصروف تسبیح تھے۔ میں بھی بیٹھ

Presented by Ziaraat.Com

گیا اور درود شریف مسلسل پڑھتا رہا اور یہی ہدیہ ہر دو امام کی خدمت میں پیش کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد اذان ہوئی۔ نماز جماعت ظہرین کی پڑھ کر اس مقدس ماحول سے فیض روحانی اٹھاتا رہا سامنے دو امام کو مرقد مطہر۔ چاروں جانب عبادت گزاروں کا اجتماع زائرین کا پروانہ صفت طوافِ مسلسل یا بابُ الحوائج وخلیک۔ عربی و ایرانی عورات کا (سلوگن) نعرہ۔ حاجت مندوں کا رو رو کر جالی سے لپٹے ہوئے دعائیں کرنا۔ آلِ محمدؐ کی منزلِ شفاعت کی جانب خیالات کا رُخ بس ہماری حالت اس شعر کی مصداق تھی ۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
خود ہماری خبر نہیں آتی

اسی عالم میں تھے کہ ہمارے ساتھ کے بچے اور مستورات نماز وغیرہ سے فرصت کرکے ہمارے پاس پہنچ گئے۔ توجہ منتشر ہوگئی۔ سب کو ساتھ لے کر کچھ دیر چاروں جانب رواق میں ٹہلتے رہے۔ سب سے پہلے ایک جانب دالان میں علامہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ کا مزار دکھائی دیا۔ جس پر ایک کتبہ بطور تعارف اور سلام کے لکھا ہوا آویزاں تھا۔ اُس جگہ کھڑے ہوکر سورۂ فاتحہ وسورۂ اخلاص کی تلاوت کرکے ایصال ثواب کیا اور سب کو ہمراہ لئے ہوئے گھر واپس آئے۔ ہماری قیام گاہ روضہ کے متصل ہی ہے۔ آنے جانے میں بہت سہولت ہے۔ کچھ دیر آرم کیا۔ قبل مغرب دوبارہ روضہ میں حاضر ہوا۔ چاروں جانب بیرونِ حرم صحن میں ٹہلتا رہا۔ نمازِ مغرب کے لئے صفیں متعدد جگہ بچھائی گئی تھیں لوگ آکر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ اس روضہ کا احاطہ اور صحن۔ اندر حرم کی عمارت سب بمقابلہ کربلا و نجف کے زیادہ وسیع ہے۔ صحن میں علاوہ نمازیوں کے مقامی و متصل آبادی کے رہنے والوں کے بچوں کی تعداد بھی کافی تھی۔ ابتدائی تعلیم کے مکتب بھی اسی احاطہ میں ہیں۔ زائرین کی آمدورفت بغداد سے شام کے وقت زیادہ ہوتی ہے۔ اس وقت اچھا خاصہ مجمع تھا۔ نماز مغربین بہ اقتدا ر وقبلہ وکعبہ جناب سید ابراہیم صاحب مجتہد با جماعت ادا کی۔ داخل حرم ہوکر

Presented by Ziaraat.Com

زیارت کے آداب بجالایا۔ شب جمعہ تھی لہٰذا اعمال شب جمعہ کے ساتھ ساتھ دعائے مشلول ودعائے کمیل کی تلاوت کے بعد قریب دس بجے شب کو گھر واپس آیا۔

## ۲ مئی ۱۹۵۲ء۔۔۔۔۔۔۔ ۷ شعبان جمعہ

صبح بعد فراغ ناشتہ وغیرہ حاضری روضہ مبارکہ پر دی اور زیارت واعمال بجالایا۔ سہ پہر کو نوابین اربعہ (چار نائب امام عصرؑ) کی قبور پر فتحہ خوانی کے لئے بسواری موٹر ہم سب لوگ بغداد گئے۔ شہر میں داخل ہوا۔ دریا دجلہ پر خوبصورت پل تعمیر تھا۔ اس کو عبور کر کے متصل ہی داہنے ہاتھ ایک مسجد ملی۔ اسی مقام پر عالم جلیل جناب یعقوب کلینی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر ہے۔ فاتحہ پڑھ کر آگے بڑھا۔ متصل ہی ایک سایہ دار بازار ہے۔ اسی بازار میں لب راہ ایک چھوٹا سال کمرہ ہے۔ اسی کمرہ میں جناب علی ابن محمد سمری کی قبر ہے۔ کمرہ مقفل تھا۔ خادم متعلقہ موجود نہ تھے۔ سلاخ دار کھڑکیاں کھلی تھیں۔ تابوت قبر پر ایک موٹے کپڑے کی سبز رنگ کی پوشش پڑی تھی۔ اسی جگہ سب لوگوں نے کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کی اور واپس ہو کر بازار شورجہ پہنچے۔ تنگ گلیوں میں ہوتے ہوئے ایک مکان پر پہنچے۔ جہاں جناب حسین ابن الروح کا مزار ہے۔ اس جگہ چند عربی عورتیں اور بچے موجود تھے۔ ایک عربی معمر خاتون نے ہم لوگوں کا استقبال کیا۔ وہی اس عمارت کی متولی اور محافظ تھیں۔ ایک کمرہ ہے جس میں اندر سرداب میں قبر ہے اور اس پر کمرہ کی سطح پر بلند تعویز قبر بنا کر ایک سبز رنگ کی پوشش ڈال دی گئی ہے۔ جس پر قرآن پاک رکھا تھا اور کچھ پھول وغیرہ تھے روشنی کا بھی انتظام ہے۔ اسی حجرہ کے متصل ایک بڑا کمرہ ہے جو مسجد ہے اُس میں بھی فرش وروشنی وغیرہ کا صاف ستھرا انتظام ہے۔ ایک کتبہ آویزاں تھا۔ زیارت وسلام اُسی سے پڑھ کر سورہ حمد واخلاص ہدیہ کیا۔ وہاں سے بھی واپس ہو کر محلہ باب الشیخ پہنچے۔ یہاں شیخ خلانی کا مزار ہے ایک عمارت ہے۔ جس کا بڑا پھاٹک ہے۔ اندر بڑا صحن ہے۔ جو پارک کی طرح لوہے کے کٹہرے سے گھرا ہے۔ ایک لانبا دالان ہے۔ اس کے کونہ پر ایک کمرہ تعمیر ہے۔ یہی جگہ ہے۔ جہاں ان

Presented by Ziaraat.Com

بزرگوار کی قبر ہے۔ مقام قبر پر ایک جالی دار خوبصورت کٹہرہ ہے۔ چند عجمی عورتیں بیٹھی ہوئی زیارت صاحب العصرؑ پڑھ رہی تھیں۔

کتبہ آویزاں تھا۔ اُسی سے سلام درود پڑھ کر ہدیہ کر کے واپس آئے اور محلہ میدان میں پہنچے۔ جہاں جناب عثمان ابن سعید کا مرقد ہے۔ یہ بزرگ نائب اوّل امام عصر تھے۔ متصل مزار مبارک مسجد ہے۔ جہاں لوگ مصروف نماز مغربین تھے۔ ہم لوگوں کے پہنچتے پر وہ کمرہ جس کے اندر مزار ہے۔ کھول دیا گیا۔ یہاں بھی لکڑی کی خوبصورت سی ضریح بنی تھی۔ کتبہ اویزاں تھا۔ اُسی سے مندرجہ زیارت وسلام پڑھ کر ہم لوگ واپس آئے۔ اب رات ہو چکی تھی۔ سب عورتیں بچے ساتھ تھے لہٰذا کاظمین کی واپسی مناسب معلوم ہوئی۔ ڈرائیور نے کچھ دیر مختلف سڑکوں کو بغداد کی دکھلایا۔ ہم نے اس آمد ورفت میں جہاں تک بغداد کو دیکھا۔ اس سے یہ اندازہ ہو گیا کہ موجودہ بغداد میں وہ تمام شہری ترقیاں موجود ہیں جو بڑے متمدن شہروں میں آج کل کہی جاتی ہیں۔ کشادہ سڑکیں دُور تک سیدھی۔ اُن میں بجلی کی رنگا رنگ روشنی کے ستونوں کی مسلسل قطار۔ کنارے کنارے دجلہ کی نہریں۔ سرسبز نخلستان، ان کی وجہ سے ہوا میں خوشگوار خنکی۔ راستہ طے کرنے والوں کے لئے سبب راحت وتفریح۔ دیکھنے میں دلکش وخوشنما۔ غرض کہ سیر کنان موٹر سے ہم لوگ تھوڑی دیر بعد کاظمین پہنچ گئے۔ میں سب لوگوں کو گھر چھوڑ کر حرم گیا۔ نماز مغربین ادا کی۔ آداب زیارت بجالایا۔ کچھ دیر تعقیبات نماز پڑھتا رہا۔ اس سعادت سے بہرہ مند ہو کر گھر واپس آیا۔

## ۳ مئی ۱۹۵۲ء۔۔۔۔۔۔ ۸ شعبان ہفتہ

آج صبح گھر میں رہا۔ ہندوستان و پاکستان خطوط لکھ کر روانہ کئے۔ تین بجے سہ پہر کو معہ اہل وعیال کے مدائن میں آرام کرنے والے بزرگوں کی زیارت کو روانہ ہوا۔ کاظمین سے مدائن کا فاصلہ ۲۵ میل بتلایا گیا۔ بغداد کی شہری سڑکوں سے گزرتا ہوا موٹر ایک گھنٹہ کے اندر اندر مدائن پہنچ گیا۔ آج بھی آمد ورفت میں بغداد کے مختلف شاہراہوں کو دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

پارک متعدد دیکھے جن کی چمن بندی بہت باسلیقہ خوش نما، دکانیں بھی جدید وضع قطع کی آراستہ وپیراستہ نظر پڑیں۔ عام طور پر لباس بھی انگریزی وضع کا رائج ہے۔

مدائن میں ایک بڑا وسیع احاطہ بلند چہار دیواری سے گھرا ہوا ہے صدر کا پھاٹک بڑا ہے۔ ایک جانب صحن میں پانی کا اچھا انتظام ہے ہم سب لوگوں نے وضو کیا۔ ایک وسیع کمرہ ہے۔ جہاں جناب سلمان فارسیؓ کا مدفن ہے۔ کفش بردار و خادم موجود ملے۔ اندر داخل ہو کر بہ ہمراہی خادم صاحب زیارت پڑھی۔ ہدیہ درود وسلام پیش کر کے متصل ہی دوسرے کمرے میں گئے۔ جہاں ایک جانب حذیفہ یمانیؓ اور دوسری جانب عبداللہ ابن جابر انصاریؓ کی قبریں ہیں اور اسی کمرہ میں جناب سید طاہر ابن امام زین العابدین علیہ السلام بھی دفن ہیں۔ ان سب بزرگواروں کی خدمت میں ہدیہ زیارت درود وسلام پیش کیا گیا۔ فاتحہ خوانی کے بعد باہر صحن میں آ کر کچھ دیر رُکے۔ اپنے ہمراہ نقل لیتے گئے تھے۔ وہاں احاطہ میں بچوں کو تقسیم کرنا شروع کیا تو چاروں طرف سے عورتوں مردوں نے بھی گھیر لیا۔ تقسیم دشوار ہوگئی۔ زمین صحن میں پھینک دیا۔ سب لوگ اٹھانے میں مصروف ہو گئے اور ہم لوگ باہر نکل آئے۔ موٹر پر بیٹھ کر تھوڑے فاصلہ پر گئے۔ یہاں ایک عمارت کے کھنڈرات عہد نوشیروانِ عادل بطورِ آثار قدیمہ موجود تھے۔ جس کا وہ حصہ جو ''طاقِ کسریٰ'' کے نام سے موسوم ومشہور ہے۔ موجود ہے۔ یہ چیز بھی ایک تاریخی یادگار ہے۔ طاقِ کسریٰ کی تعمیر میں سے جو حصہ آج بھی باقی ہے۔ بہ اعتبار فن تعمیر ایک اہمیت رکھتا ہے۔ پیمائش کا تو کوئی امکان میرے لئے اُس وقت نہ تھا لیکن نظری اندازہ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اتنی بڑی گول ڈاٹ شاید ہی دُنیا کی دوسری عمارت میں مل سکے۔ بہر حال ''آثار پدیدست صنادید عجم را''

جناب رسالت مآبؐ کی پیدائش کے زمانہ کے حالات اور نوشیروانِ عادل کی سلطنت کے کچھ کچھ واقعات گوش گزار تھے۔ سب یاد آتے رہے اور عالمِ خیال میں اوراقِ عالم کی الٹ پلٹ دیکھتے رہے۔ کچھ اور لوگ بھی مصروف دید تھے۔ باہم اسی

Presented by Ziaraat.Com

عمارت کے متعلق کچھ دیر باتیں کرتے رہے اور چونکہ دن ختم ہورہا تھا۔ لہٰذا واپسی کے لئے موٹر پر بیٹھ گئے۔

قریب غروب بغداد الجدید پہنچ گئے۔ سیر گناں مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے اُس پل پر سے دریائے دجلہ کے گزرے جس پر ریل بھی آتی جاتی ہے اور موٹر اور پیدل چلنے کا راستہ بھی علیحدہ علیحدہ بنایا گیا ہے۔ یہ نوتعمیر بڑا شاندار پل ہے اور بہترین تفریح گاہ ہے۔ تھوڑی دیر میں کاظمین پہنچ گئے۔ باب قبلہ پر موٹر رُکا، نماز مغرب کے لئے اذان ہورہی تھی۔ سیدھا روضہ اقدس میں دخل ہوا صحن میں باجماعت نماز مغربین ادا کی۔ بعد فراغ نماز حرم مبارک میں داخل ہوا۔ زائرین کا مجمع اس وقت زیادہ ہوجاتا ہے۔ ہر طرف لوگ مصروف زیارت خوانی یا نماز یا قرآن خوانی۔ کافی دیر تک اِسی ماحول میں بیٹھا ہوا برکت حاصل کرتا رہا۔ ۹ بجے شب کو گھر واپس آیا، کھانا کھایا سوگیا۔

## ۴ مئی ۱۹۵۲ء۔۔۔۔۔۔۹ شعبان اتوار

نمازِ صبح حرم مبارک میں پڑھی۔ آداب زیارت بجالایا۔ باہر روضہ کے قریب ہی بازار میں جناب سید رضی صاحب وسید مرتضیٰ صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہا کے مزار پر گئے۔ یہ دونوں بزرگ بڑے پایہ کے عالم دین مذہب حقہ اثناعشریہ کے گزرے ہیں اور نسباً امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سے بہت قریب تھے۔ غالباً دو پشت کا فصل تھا۔ دونوں بزرگواروں کے مرقد پر درود وسلام کا تحفہ پیش کیا اور فاتحہ خوانی کے بعد واپس ہوکر جناب خواجہ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمۃ (صاحب کتاب تجرید) کی قبر پر فاتحہ خوانی کی۔ ان کے علاوہ اور بہت سے صاحب علم وزہد وتقویٰ علماء اس احاطہ میں دفن ہیں۔ اس مشغلہ خیر سے قریب ۸ بجے صبح فراغت کرکے گھر واپس ہوا۔ ناشتہ کیا اور تھوڑی دیر بعد سامرہ کے لئے روانہ ہوگیا۔ ایک چھوٹی لاری پر اپنے ہمسفر زائرین کے ساتھ قریب ۹ بجے صبح کے روانہ ہوگیا''۔

(زائرِ حسینؑ کا روزنامچہ صفحہ ۴۰ تا ۱۰۳)

Presented by Ziaraat.Com

## کتاب ''سفر نامہ عراق، عرب وعجم'' ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۳۴۷ھ

سید شہباز حسین کربلائی مشہدی لکھتے ہیں:

''بغداد، یہ شہر بڑا پُرانا شہر ہے۔لبِ دجلہ پر آباد ہے۔دریا کے ہر دو جانب آبادی پائی گئی ہے۔عمارات اکثر پختہ ہیں۔ بڑا آباد اور پُر رونق شہر ہے۔زیادہ تر یہودی آباد ہیں اور ان کا پیشہ اکثر تجارت پایا گیا ہے۔ بانی اس بغداد کے عباسی ہیں یعنی خاندان عباسیوں نے آباد کیا تھا۔ بغداد میں کمشنر صاحب بہادر رہتا ہے۔شہر بغداد میں بہت خاصانِ خدا لوگ گزرے ہیں۔اکثر مقابر پائے گئے ہیں۔ جناب صاحب العصر والزمان جناب مہدی ہادی صلوات اللہ والسلام کے چار اصحاب کی جگہ ہے۔جن کو عام لوگ نواب مہدی ہادی بولتے ہیں۔جناب قنبر علیہ السلام کا مزار مقدسہ بھی اسی شہر میں پایا گیا ہے۔محلّہ قنبر علیؑ کے نام مشہور ہے۔اس محلّہ میں آپ کا چھوٹا سا قبہ نورانی ہے۔باہر آ گئے قبہ مقدسہ کے چھوٹی سی چار دیواری ہے اندرون روضہ منورہ کے لکڑی کی ضریح تیار شدہ ہے۔زیر سرداب دو قبریں پائی گئی ہیں۔ ایک قبر کے بالائے سر مبارک نام کندہ تھا۔ جو شیخ عبداللہ لکھا ہوا ہے اور دوسری قبر دلدل جناب امیر علیہ السلام کی بیان کی گئی ہے۔واللہ اعلم بالثواب

تیسرا بارگاہ عالی جناب غوث اعظم پیر دستگیر روشن ضمیر کی اظہر من الشمس ہے۔ بڑی بارگاہ عالی بنی ہوئی ہے۔نہایت شاندار قابل عمارت ہے۔مسجد قابل تعریف بنی ہوئی ہے اور حضرت کے ساتھ آپ کے پوتے کا مزار ہے۔یہ ہر دو قبہ مسجد کے ساتھ شامل ہیں۔ اکثر لوگ سندھی و پنجابی دربار عالیہ پر پائے گئے ہیں۔

جناب قنبر علی کی بارگاہ عالی کے دروازہ پر یہ رباعی لکھی ہوئی تھی۔

ہم قطار من است قنبر من

مالک ہر دو ماست حیدرؑ من

Presented by Ziaraat.Com

نعل و نعلین دلدل وقنبر

خیقہ تاج و پر افسر من

دوسرا بغداد میں جو دیوار قلعہ کی بنی فاطمہ کے خون سے خاندان عباسی نے تیار کرائی تھی اس کا کچھ حصہ اب تک موجود ہے۔ اس پر جلی قلم سے اشعار عربی اور سورہ قرآنی مندرج ہیں بتایا جاتا ہے کہ اس جگہ باورچی خانہ تھا۔

# بارگاہ معلیٰ جناب موسیٰ ابن جعفرؑ و جناب امام محمد تقیؑ

## مقام کاظمین الشریفین

کربلائے معلیٰ سے قریباً پینتالیس میل انگریزی کی مسافت پائی گئی ہے۔ کرایہ موٹر فی کس تین روپیہ دیا گیا۔ اس کرایہ کو مقررہ خیال نہ فرماویں وقت پر کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ اثنائے راہ میں چند منزلیں ہیں۔ پہلی منزل کربلا معلیٰ سے روانہ ہو کر مقام میب جو لب فرات پر واقع ہے۔ نہایت بارونق جگہ ہے۔ ہر چیز مل جاتی ہے۔ دوسری منزل اسکندریہ اس جگہ بھی سامان خورد نوش پایا جاتا ہے۔ تیسری منزل کاظمین الشریفین ہے اور ساتھ ساتھ ریل بھی جاتی ہے۔ جس پر مناسب سمجھا جاوے سوار ہو سکتا ہے۔ کرایہ ریل تھرڈ کلاس ع ۵ ہے۔ میرے خیال میں موٹر پر آرام سے سفر ہوتا ہے۔ قریباً چار گھنٹے کا راستہ ہے۔ ہم لوگ شیخ عبدالکاظم خدام کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ جناب کے دربار عالیہ کی تعریف وتوصیف بیان کرنی تحریر وتقریر سے باہر ہے۔

اس بارگاہ عالیہ پر جو کام دیکھا گیا ہے اُس کی مثال عراق عرب میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ نفیس اور پائیدار اور خوبصورتی میں بے مثل پایا گیا ہے۔ حضور انور کے حرم مقدسہ میں آپ کے دو فرزندوں کے مزار مقدس ہیں۔ جن پر دو چھوٹے چھوٹے قبہ نورانی ہیں۔ سبز

Presented by Ziaraat.Com

کانسی رنگ عبریدار۔ اندرون ہر دو صاحبان کی ضریح مبارک لکڑی کی تیار شدہ ہے۔ ایک صاحبزادہ کا نام اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے کا ابراہیم علیہ السلام۔ زیارت پڑھی جاتی ہے۔

اندرون سرکار عالیہ جناب موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کی ضریح اقدس پر بڑا باریک اور نفیس قابل تعریف کام ہوا ہے۔ سورہ قرآنی یعنی سورۃ النبا و اشعار عربی و فارسی مندرج ہیں۔ نہایت خوشخط جو نقرئی تختیوں پر تحریر میں آئے ہوئے ہیں۔ ہر دو گنبد نورانی و ہر چہار مینار و گلدستہ کلاں طلائی تیار شدہ ہیں۔ صحن نہایت اعلیٰ پایہ کی تیار شدہ ہیں۔ جناب کے دربار معلیٰ کے ساتھ ایک مسجد نہایت عالیشان عمارت کی بنی ہوئی ہے۔ یہ مسجد بھی قابل دیکھنے کے ہے۔ حضور انور کے دربار عالیہ میں سات عدد دروازے بڑے عالیشان اور بلندی کے تیار شدہ ہیں۔ جن کے نام تفصیل وار درج ہیں۔

پہلا باب قبلہ یعنی باب الحوائج کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اُوپر اس کے ساعت لگی ہوئی ہے۔ جو وقت کا پتہ دیتی ہے۔

دوسرا باب علی الرضا یعنی باب المراد کے نام سے مشہور ہے۔

تیسرا باب جناب امیر المومنین علیہ السلام کے نام سے نامزد ہے۔

چوتھا باب صاحب الزمان مہدی ہادی کے نام سے نامزد ہے۔

پانچواں باب باب قریشی کے نام سے مشہور ہے۔

چھیواں باب قاضی الحاجات کے نام سے مشہور ہے۔

ساتواں باب مرزا فرہاد کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

## دربارنِ دربارِ معلیٰ جناب موسیٰ ابن جعفرؑ کاظمین الشریفین

صحن اقدس و باب ہائے حاجی عبدالحاجی صاحب مازندرانی ایرانی و جناب مرزا فرہاد صاحب مرحوم کی یادگار ہے۔ ایوان و گنبد قبہ نورانی و گلدستہ و مینار طلائی یہ شاہانِ ایران

Presented by Ziaraat.Com

یعنی فتح علی شاہ قاچار و ناصر علی شاہ و محمد شاہ قاچار خلد اللہ و ملکہ و معتمد الدولہ العالیہ منوچہر خان و سلطان مرادادی و خاندان عالبوا و خاندان عباس صفوی علیہ الرحمتہ یہ ان شاہان وقت نے اپنے اپنے عہد حکومت میں حصہ ثواب کا حاصل کیا ہے۔ چنانچہ ضریح صاحب موصوف کے بالائے سر مبارک دیوار پر فتح علی شاہ قاچار کا نام درج ہے اور باب طلائی پر معتمد الدولہ منوچھر خان کا نام درج ہے۔ حضرات یہ اس مظلوم کی یادگار ہے جس مقدس ہستی نے اپنی تمام عمر قید خانہ بغداد میں گزار دی۔ حتیٰ کہ آپ کے پاؤں مبارک میں جو جولان تھے۔ وہ غسل دینے کے وقت پاؤں سے باہر نکالے گئے تھے ساری عمر قید خانہ میں بسر کر دی۔

(سفرنامہ عراق، عرب و عجم صفحہ ۱۶۲ تا ۱۷۲)

## کتاب ''معین الزائرین'' ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۳۱ء

سید عباس رضا رضوی مشہدی لکھتے ہیں:

''روضہ اقدس کے تین پھاٹک نہایت عالیشان ہیں:

ایّام مخصوص حسب ذیل ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ ۷ صفر المظفر | یوم ولادت | امام موسیٰ کاظم علیہ السلام |
| ۲۔ ۲۵ رجب المرجب | شہادت | امام موسیٰ کاظم علیہ السلام |
| ۳۔ ۱۰ رجب المرجب | ولادت | امام محمد تقی الجواد علیہ السلام |
| ۴۔ ۲۹ ذیقعدہ | شہادت | امام محمد تقی الجواد علیہ السلام |

اس کے علاوہ ہر نوچندی پنجشنبہ و پنجشنبہ کو بہت مجمع رہتا ہے حرم محترم بھی کھلا رہتا ورنہ ۹ بجے شب کو بند ہو جاتا ہے از طلوع صبح صادق تا طلوع آفتاب ہر روضہ پر ایک موذن اذان دینے کے بعد نہایت خوش الحانی سے مناجات پڑھتا ہے۔ بے اختیار رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بعد فراغت زیارت کاظمین علیہ السلام بذریعہ ٹرام بغداد کو بغرض زیارت کے زائرین کو جانا چاہیئے اور اگر ہندوستان سے پاسپورٹ عراق کا ہو اور عراق سے ایران

Presented by Ziaraat.Com

جانا مطلوب ہو یا عراق سے پھر ہندوستان جانا مطلوب ہو تو بغداد سے پاسپورٹ اجازت خارجہ عراق اور داخلہ ایران سے لیوے۔ اجازت خارجہ عراق صرر کا ٹکٹ لگانا پڑتا ہے اور اگر ایران بھی جانا مطلوب ہو تو دو تومان یعنی تخمیناً صرر کا ٹکٹ اور لگا سے یہ جملہ کام بذریعہ سید ناصر صاحب خادم کاظمین نہایت آسانی سے ہوسکتا ہے اور اگر ہندوستان سے پاسپورٹ ایران اور عراق کا بنوالیا ہو تو بھی خارجہ عراق میں ضرور دینا پڑے گا۔

بغداد میں ٹرام سے اتر کر دریائے دجلہ کے کنارے چند دکانیں بسکٹ والوں اور باورچیوں کی ہیں یہاں نہایت اعلیٰ درجے کے ورقی پراٹھے (مثل سموسے کے ورق ہوتے ہیں) اور اعلیٰ درجے کی بالائی اور شیرہ قند ملتا ہے ۴ میں ایک بڑا پراٹھا قریب چھٹانک سے زائد بالائی اور شیرہ قند دیتے ہیں۔ شربت، برف وغیرہ بہت ارزاں ہے بالائی برف بکثرت اور ارزاں بکتی ہے۔

بغداد بہت پُرانا اور عالی شان شہر ہے۔ بندرگاہ بھی ہے دریائے دجلہ کے دونوں طرف آباد ہے۔ بہت کشادہ اور عالی شان بازاریں، سڑکیں پختہ تمام سڑک اور گلیوں میں بجلی کی روشنی ہے۔ یہاں قریب قریب تمام قومیں آباد ہیں۔ یہودی اور روسیوں کی بہت عالی شان دُکانیں، ہوٹل، بینک، ڈاکخانہ، کلان، بائسکوپ، تھیٹر، پارک، قہوہ خانے، انگریزی دفاتر فوج و کچہریاں وغیرہ سب موجود ہیں۔ گاڑیاں (جن کو عربانہ کہتے ہیں) بے حد ہیں موٹر بھی بہت ہیں۔ مہر کن فوراً ہر کھود کر اور طفر بنا کر دے دیتے ہیں۔ میونسپلٹی کا اچھا نظام ہے۔ یہاں کی بازاریں مثل بمبئی اور کلکتہ کے ہیں۔ سوداگر بازار، ڈاکٹر بازار، بزازہ بازار وغیرہ وغیرہ کپڑا ہر قسم کا نہایت عمدہ اور ستا۔ بالخصوص ریشم جالی مخمل وغیرہ نہایت درجہ بہترین اور سستی فروخت ہوتی ہیں۔ روسی چھینٹیں، نقلی جامہ وار، دیکھنے سے متعلق رکھتی ہیں۔ الغرض تمام عراق میں یہ شہر جواب نہیں رکھتا۔ ریلوے کے جملہ دفاتر، ہائی کمشنر اور امیر فسیل عراق اور کونسل ایران کا مسکن ہے۔ دو پل ناؤ کے ایک پل کہنہ اور ایک نیا پل (نیوڈ برج

Presented by Ziaraat.Com

۱۹۱۸ء میں بنایا گیا ہے) پان بھی یہاں فروخت ہوتے ہیں۔ایک روپیہ کے سول یا بیس مل جاتے ہیں۔ ہندوستان کی اشیاء اگر دکھائی دیتی ہے تو بغداد میں۔اس کے علاوہ میوہ جات تر وخشک ،مساجد وغیرہ عراق بھر سے عالی شان اور عمدہ بنی ہیں۔اگر کوئی ہندوستانی کے پاس خدانخواستہ روپیہ چوری جائے یا کوئی حادثہ پیش آئے تو وہ ہائی کمشنر صاحب بغداد سے جو کہ انگریز ہیں درخواست دے کر روپیہ قرض لے سکتا ہے پھر ہندوستان میں آ کر یا قساط یکمشت ادا کردے۔اب مقامات زیارات تحریر ہیں۔ بغداد میں ریلوے اسٹیشن چار ہیں۔ بغداد مشرقی ،بغداد غربی ،بغداد جنوبی ،بغداد شالی یہاں سے متفرق مقامات پر گاڑیاں جاتی ہیں۔ کاظمین سے تیل بھی بغداد جاتا ہے اور عربانہ (گھوڑا گاڑی) بھی جاتی ہے گھوڑا گاڑی کے جانے میں راستہ میں قبر امام اعظم یعنی ابوحنیفہ کی پڑتی ہے۔اچھی عمارت بنی ہے۔بغداد پل کہنہ سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر مقبرہ شیخ عبدالقادر گیلانی ہے۔مقبرہ بالکل تنگ اور مختصر ہے اور اس کے عقب میں ایک مسجد کشادہ ہے قبہ پختہ اینٹ چینی کا بنا ہے۔سامنے باغ یا پارک بنا ہے۔ میں وہاں بھی گیا تھا، سجادہ نشین صاحب بغیر نذرانہ لیے ہوئے مقبرہ نہیں کھولتے قفل لگا رہتا ہے۔بعد دروازہ در دروازہ قبر ہے قبر کرپچے سے منڈھی ہوئی ہے یعنی خلاف چڑھا ہے۔قبر پر چادریں وغیرہ چڑھی ہوئی ہیں یہاں کے خدام اور فقیروں نے نوچ کھایا۔مقام زیارات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نائب حضرتؑ عثمان بن سعید مصاحب حضرت امام عسکریؑ دنہم ودہم ویازدہم ہیں نائب اول امام آخرالزمانؑ بمقام روبرو ڈاکخانہ بزرگ سعیدان سوق مدفون ہیں۔

۲۔ حضرت قنبرؓ ۔قنبر بازار باب السرا میں مدفون ہیں۔آپ کی کرامت سے ایک دُنبہ پتھر کا ہوگیا تھا۔

۳۔ جناب حضرت حسین بن روح نائب امام آخرالزمانؑ مقام سورجہ باب السرا میں مدفون ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۴۔ جناب حضرت علی ابن محمد سامری نائب امام آخرالزمان مقام ہراج بازار میں مدفون ہیں۔

۵۔ حضرت طٰہٰ بن امام زین العابدینؑ کو پختہ قبر میں مدفون ہیں۔

۶۔ جناب شیخ محمد کلینی بن یعقوب کلینی، ہراج بازار باب السرا میں مدفون ہیں۔

۷۔ پنجہ امام طٰہٰ کے متصل ہے (پتھر پر ایک پنجہ بنا ہے)

۸۔ محبس خانہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام دریائے دجلہ کے کنارے پل کے پاس اُس پار ہے۔

۹۔ دیوار سادات جہاں محبان علیؑ و سادات زندہ چنوائے گئے تھے۔

مندرجہ بالا زیارات ضروری ہیں۔ اگر شام ہو جاوے تو دوسرے دن زیارت کریں ٹرام متعدد مرتبہ بعد ہر پندرہ منٹ کے ۶ بجے صبح سے ۹ بجے شام تک برابر چھوٹتی رہتی ہیں۔

بغداد میں قہوہ خانے بہت ہیں بعض لب دجلہ ہیں جہاں بیٹھ کر عجیب فرحت حاصل ہوتی ہے ہر وقت قہوہ خانوں میں عربی گانوں کے گراموں نوں بجتے رہتے ہیں۔ آبادی یہاں کی تقریباً ۴ لاکھ سے زائد ہے۔

مدائن ایک پُرانا مقام ہے۔ اگرچہ بالکل اُجڑ گیا ہے گر پُرانے کھنڈر گواہی دیتے ہیں کہ کسی زمانہ میں بہت زیادہ آباد ہوگا۔ کاظمین سے برابر زائرین زیارت کو جاتے رہتے ہیں لہٰذا اگر بارہ آدمی ہوسکیں تو موٹر لاری پر ورنہ موٹر کار پر چار پانچ آدمی جاسکتے ہیں۔ کاظمین سے یہ مقام تقریباً ۱۲ میل ہے اور اگر نہ ہوسکے تو بغداد سے جا کر موٹر طے کرلیں اور جہاں موٹر مع آدمیوں کے جانے کو تیار ہوں بیٹھ جاویں کرایہ فی کس۔۔۔۔۔ بذریعہ موٹر لاری۔

پڑتا ہے۔ مدائن میں تین زیارات ہیں۔ قبل بیٹھنے موٹر کے تینوں زیارات کا طے کرلے۔

Presented by Ziaraat.Com

مناسب یہ ہوگا کہ بذریعہ سید ناصر صاحب خادم کاظمینؑ طے کرے ذیل کے زیارات مدائن میں ہیں۔

۱۔ حضرت سلمان فارسیؓ، عراق کے لوگ سلمان پاک کہتے ہیں۔

۲۔ حُذیفہ یمانیؓ

۳۔ عبداللہ بن جابر انصاریؓ

(دونوں روضہ ایک احاطہ میں ہیں حضرت سلمان فارسیؓ آگے پڑتے ہیں۔)

زیارات پڑھانے والے موجود رہتے ہیں۔

اس کے بعد راستے میں طاق کسریٰ پڑتا ہے، یہاں نوشیروان بیٹھ کر انصاف کرتا تھا دیوار کا آثار بیس فٹ کا ہے یہاں کی زیارات سے مشرف ہونے کے بعد سیب کی زیارت کیجئے پہلے اونٹ اور گدھوں پر سفر ہوتا تھا اس لئے عراق میں اونٹ بکثرت ہیں۔ اونٹ سیاہ، سفید و بادامی بھی میں نے دیکھے ہیں غلہ اونٹوں پر لایا جاتا تھا۔

(معین الزائرین صفحہ ۱۰۷ تا ۱۱۴)

## مولوی مظہر حسن سہارنپوری کا بیان۔۔۔۔۱۳۳۰ھ

مولوی مظہر حسن سہارنپوری لکھتے ہیں:۔

''حقیر فقیر مظہر حسن موسوی کہ ۱۳۳۰ھ میں زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہوا تو اپنے مولد و مسکن سہارنپور سے بسواری ریل کراچی بندر اور وہاں سے بذریعہ مرکب دخانی کلاں خلیج فارس کی راہ مسقط، بوشہر، وغیرہ بندرگاہوں سے ہوتا ہوا بصرہ پہنچا اور بصرہ سے دخانی جہاز کوچک میں بیٹھ کر دجلہ کی راہ بغداد میں داخل ہوا اور اسی گھوڑا ریل مذکورہ بالا پر جسے ٹریموے بھی کہتے ہیں سوار ہو کر مشہد کاظمینؑ میں مشرف ہوا تھا کوئی نصف گھنٹہ میں ہم لوگ بغداد سے یہاں پہنچ گئے تھے۔ بغداد سے کاظمین تک برابر کھجوروں اور دیگر میوہ دار درختوں کے باغات چلے گئے ہیں۔ لب دجلہ ہونے کی وجہ سے نواح کاظمین تمام

Presented by Ziaraat.Com

سرسبز وشاداب ہے۔

وسط حرم شہر اقدس وہ عمارت عالی شان رفیع البنیان واقع ہے جس میں دو معصوم امام ہفتم ونہم خوابِ راحت میں مشغول ہیں۔شاعر اس بقعہ مبارکہ کی مدح میں کہتا ہے۔

لئن یفخر موسیٰ طور موسیٰ

فھذا طور موسیٰ والجوادؑ

فذا باب الحوائج للبرایا

وھذا للوریٰ بابُ المراد

اگر طور موسیٰ آنحضرتؑ کے اوپر فخر کرے تو کرنے دو۔ یہ طور موسیٰ اور جوادؑ کا طور ہے۔وہ (موسیٰ) خلائق کے لئے باب حاجات ہیں اور یہ حضرت جوادؑ عالم کے لئے مطلب رسی اور کامیابی کے دروازے ہیں۔

روضہ ہائے شریف کے اوپر دو گنبد طلا چاروں گوشوں پر چار مینار رخشندہ و تاباں جنہیں دور سے دیکھ کر زوّار کی جان میں جان آتی اور دل باغ باغ ہوتا ہے۔ مکان میں ایک شاندار نقرئی ضریح دونوں قبروں کو محیط اندر صندوق قبروں کے جدا۔ اوپر ایک شامیانہ سبز کسا ہوا۔ گرداگر اس مکان جنت نشان کے رواق اور الوان سراسر مینا کاری و کاشی کے کام سے آراستہ۔ زمین پر مرمر کا فرش جس پر موسم سرما میں رومی نفیس قالینیں بچھائی جاتی ہیں۔ تمام مکان قندیلہائے طلا و نقرہ جھاڑ فانوس وغیرہ شیشہ آلات سے جگمگ رہتا ہے۔ رات کو اس قدر روشنی ہوتی ہے کہ دن اس کے آگے مات ہے۔

## صحن

روضہ مقدسہ کے گرد چاروں طرف وسیع وفراخ صحن سنگی فرش کا چھوٹا ہوا ہے۔ صحن کے گرد ہر سمت اتاق (حجرے) دو درجہ کے۔ پچھلے میں کواڑ اگلے مثل برانڈے کے کھلے۔

Presented by Ziaraat.Com

پچھلے درجہ کے اوپر ایک طبقہ کا بالا خانہ کہ اگلے کی چھت اس کا صحن بنا ہے۔ ٹھیک ویسا ہے جیسا کہ کربلا معلٰی و نجف اشرف میں ہے۔

## دروازے

حرم سے باہر جانے کے چند پھاٹک اور دروازے بدیں تفصیل ہیں۔

پھاٹک بسمت پیش روئے مبارک جانب جنوب موسوم بباب قبلہ۔

پھاٹک سمت بالائے سر مبارک جانب مغرب موسوم بباب صاحب الامر

پھاٹک سمت پائین پا جانب مشرق موسم بباب الحوائج والمراد۔

دروازہ سمت پشت سر جانب شمال مائل بمغرب موسوم بباب قریش کیونکہ مقابر قریش کی وہی جگہ ہے۔

دروازہ سمت پشت سر جانب شمال مائل بمشرق موسوم بباب مشہد امام رضاؑ

دروازہ سمت پیش رو جانب جنوب مائل بمغرب

بعض دروازوں پر مینارہ بنا کر انگریزی گھڑی کلاں لگائی ہے اس کے گھنٹے کی آواز دور دور پہنچتی ہے۔

## مسجد

سمت پشت سر مبارک ایک مسجد عہد سلاطین صفویہ کی تعمیر کردہ ہے اس کی شمالی حد صحن مبارک کی حد شمالی اور جنوب میں روضہ اقدس کے رواق شمالی سے ملتے ہیں۔ یہ مسجد آج کل سنیوں کے قبضہ میں ہے وہی جمعہ کے روز اس میں نماز پڑھتے ہیں۔

## حرم انور کی چہل پہل

روضہ منورہ اور اس کی گرد کی عمارتیں اور صحن یوں تو ہر وقت زوار ساکنین دیار و امصار سے مالا مال رہتی ہیں۔ الا اوقات نماز میں بہت ہجوم ہوتا ہے۔ خاص کر مغربین میں ہر طرف مصلے بچھتے اور متعدد جماعتیں ہوتی ہیں۔ علمائے دین حضرات مجتہدین نمازیں پڑھاتے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔ صبح کو طلوع صبح صادق سے پہلے مناجات پڑھنے والے خوش الحانی سے منا جاتیں پڑھتے ہیں۔ صبح ہونے پر صداہائے اذان بلند ہوتی اور اس کو سن کر زن و مرد وضو کر کے جوق جوق حاضر ہوتے ہیں۔ نماز کے بعد مجالس وعظ و محافل عزا برپا ہوتی ہیں۔ رات دن عبادت، نماز، تلاوتِ قرآن کا شغل رہتا ہے۔ دعائیں پڑھتے اور زیارتیں بجالاتے ہیں۔ گریہ و بکا کرتے ہیں۔ غرض عجیب صحبت و غریب مجمع ہے۔ مومنین عرب، عجم، ہند، عمامے باندھے، عبائیں پہنے، نورانی چہرے، معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے فرشتے اُترے ہیں۔ خدا ہر مومن کو وہاں جانا اور اس دریا میں غوطہ زن ہونا نصیب کرے۔

## بلدہ کاظمین

یہ شہر عتبات عالیات اعنی کربلائے معلّٰی، نجف اشرف، سرمن رای کے لئے بمنزلہء مرکز واقع ہے۔ یہیں سے مقدس مقامات کو راہیں جاتی ہیں لہٰذا تمام زوار پہلے کاظمین سے مشرف ہوتے ہیں، بعد کو جس طرف کو جانا چاہتے ہیں روانہ ہوتے ہیں۔ بیشتر اوقات پہلے سامرہ کا سفر کرتے ہیں پھر کاظمین واپس آ کر کربلائے معلّٰی جاتے ہیں۔ حرم محترم شہر کاظمین کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ اس کے گرد ہر طرف مکانات پختہ و بلند، بازار ہائے عمدہ مسقّف ہیں۔ خیمے، مال تجارت قسم قسم کا، غلہ، ظروف، پارچہ، وغیرہ، گوشت نان، پلاؤ، دودھ، دہی وغیرہ طعامہائے لذیذ، میوہ جات۔ اکثر ترکاریاں، چارقند، شکر بکتا ہے۔ کجاوہ، محمل وغیرہ سامان سفر سب آمادہ و مہیا رہتا ہے۔ نعلین سوزہ و اسلحہ ہر نوع کے فروخت ہوتے ہیں۔ متعدد حمام غسل کرنے کو اور بکثرت کارواں سرائیں زائروں مسافروں کے ٹھہرنے کو ہیں۔ ہر چند زوار زیادہ تر خدام کے اہتمام میں قیام کرتے اور انہی کی معرفت کرائے سواری بار برادری کے طے ہوتے ہیں بلکہ اشیاء خوردنی تک ان کے ذریعے خریدی

Presented by Ziaraat.Com

جاتی ہیں۔ گلی کوچوں کی صفائی خاصی ہے۔ رات کو ان میں لالٹینیں روشن ہوتی ہیں۔ ملکی زبان عربی ہے مگر چونکہ باشندے عموماً اہلِ ایران ہیں اس لئے وضع قطع عجمی اور زبان بھی زیادہ تر فارسی ہی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

(عقد الناظم صفحہ ۴۱۲ تا ۴۱۶)

Presented by Ziaraat.Com

﴿باب ـ ۷﴾

# زیارتِ کاظمین کا ثواب

۱۔ حسن بن علی وشاء سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے پوچھا کیا امام موسیٰ کاظمؑ کی زیارت، قبر حسینؑ کی زیارت کے مانند ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(وسائل الشیعہ جلد۱۴ صفحہ ۵۴۶)

۲۔ حسین بن یسار واسطی سے روایت ہے، کہ میں نے امام رضاؑ سے کہا کہ بغداد میں قبر امام موسیٰ کاظمؑ کی زیارت کروں؟ فرمایا اگر کسی چیز کا خوف نہ ہو، ورنہ پشت پردہ سے زیارت کرو۔

(بحارالانوار جلد۱۰۲ صفحہ ۳)

۳۔ حسن بن علی وشاء کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے پوچھا جو شخص آپ کے باپ ابوالحسنؑ کی زیارت کرے اس کا کیا ثواب ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: ان کی زیارت کرو، راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اس زیارت میں کیا فضیلت ہے؟ فرمایا: ''لہ مثل من زار قبر الحسین علیہ السلام'' آپ کی قبر کی زیارت کی فضیلت، قبر حسینؑ کی زیارت کی فضیلت جیسی ہے۔

(مستدرک الوسائل جلد۱۰ صفحہ ۳۵۴)

۴۔ علی بن حسان واسطی نے بعض محدثین کے توسط سے امام علی رضاؑ سے امام موسیٰ کاظمؑ کی زیارت سے متعلق ایک حدیث نقل کی ہے جس میں آپ نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؑ کی قبر کے اطراف کے مساجد میں نماز پڑھو۔

(وسائل الشیعہ، ج ۱۴، ص ۵۴۶)

۵۔ حسین بن یسار واسطی سے روایت ہے، کہ میں نے امام علی رضاؑ سے پوچھا جو شخص آپ کے باپ کی قبر کی زیارت کرے اس کا کیا ثواب ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا اس زیارت کی فضیلت آپ کے والد یعنی رسول خداؐ کی زیارت کے مانند ہے۔ میں (راوی) نے عرض کیا اگر خوف پیدا ہو جائے اور حرم میں داخل ہو کر زیارت نہ کرسکوں تو کیا کروں؟ حضرتؑ نے فرمایا پشت دیوار سے سلام کرو۔

(تہذیب الاحکام جلد ۶ صفحہ ۸۳)

۶۔ حسین بن محمد اشعری قمی سے روایت ہے، کہ مجھ سے امام علی رضاؑ نے فرمایا:
"من زار قبر ابی ببغداد کان کمن زار رسول الله صلی الله علیه و آله و قبر امیر المومنین الا ان الرسول الله و امیر المومنین فضلهما" جس نے بغداد میں میرے باپ کی زیارت کی اس نے گویا رسول خداؐ اور قبر امیر المومنینؑ کی زیارت کی، البتہ رسول خداؐ اور امیر المومنینؑ کی زیارت کا مرتبہ زیادہ ہے۔

(مستدرک الوسائل، ج ۱۰، ص ۳۵۳)

۷۔ عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت ہے، کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو قصد و ارادہ کے ساتھ رسول خداؐ کی زیارت کرتا ہے، حضرتؑ نے فرمایا: "له الجنة، ومن زار ابی الحسن علیه السلام فله الجنة" اس کے لیے جنت ہے اسی طرح جو شخص (ساتویں امام) ابوالحسن موسیٰ بن جعفر کی قبر کی زیارت کرے اس کے لیے بھی جنت ہے۔

(بحار الانوار جلد ۱۰۲ صفحہ ۵)

۸۔ حسن بن علی وشاء سے روایت کی ہے کہ امام رضاؑ نے فرمایا: میرے باپ

Presented by Ziaraat.Com

کی قبر کی زیارت، قبر حسینؑ کی زیارت کے مانند ہے

۹۔احمد بن عبدوس خلنجی نے اپنے باپ رحیم سے روایت کی ہے، رحیم کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے عرض کیا آپ پر قربان ہو جاؤں، بغداد میں ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ کی زیارت کرنا ہمارے لیے دشوار ہے اس لیے صرف نزدیک جا کر دیوار کی پشت سے آپ کو سلام کر لیتے ہیں، اس کا کیا ثواب ہے؟ فرمایا خدا کی قسم اس کا ثواب اس شخص کے ثواب کے مانند ہے جو قبر رسولؐ خدا کی زیارت کرتا ہے۔

(بحار الانوار، ج ۱۰۲ صفحہ ۵ وسائل الشیعہ، ج ۱۴، ص ۵۴۷)

۱۰۔محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے اور انہوں نے رحیم سے روایت کی ہے، رحیم کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے عرض کیا کہ ہمارے لیے بغداد میں ابوالحسنؑ (امام موسیٰ کاظمؑ) کی قبر کی زیارت کرنا دشوار ہے، اس حالت میں جو شخص آپ (ساتویں امامؑ) کی زیارت کرے اس کا کیا ثواب ہے؟ فرمایا اس کا ثواب زیارت حسینؑ کے برابر ہے، راوی کا بیان ہے کہ اتنے میں ایک شخص داخل ہوا، اس نے سلام کیا اور بیٹھ کر بغداد، وہاں کے پست فطرت افراد اور زمین میں دھنسنے اور بجلی گرنے جیسے بلاؤں کے نازل ہونے کا ذکر کیا، راوی کا بیان ہے کہ میں جانے کے لیے اٹھ رہا تھا کہ امام علی رضاؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حرم ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) ان سب چیزوں سے محفوظ رہے گا۔

(وسائل الشیعہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۴۸)

۱۱۔علی بن عبداللہ بن مروان سے اور انہوں نے ابراہیم بن عقبہ سے روایت کی ہے، ابراہیم کا بیان ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے خط کے ذریعے امام حسینؑ، امام موسیٰ کاظمؑ اور امام محمد تقیؑ کی زیارتوں کے بارے میں سوال کیا، حضرتؑ نے جواب میں لکھا ہے کہ "ابو عبداللہ (امام حسین) المقدم وھذا اجمع واعظم اجرا" ابو عبداللہ (امام حسینؑ) کی

Presented by Ziaraat.Com

زیارت افضل و مقدم ہے اور یہ (کاظمین کی) زیارت جامع تر اور اجر عظیم کی حامل ہے۔

(بحارالانوار جلد ۱۰۲ صفحہ ۵)

۱۲۔ عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت کی ہے، عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد تقیؑ سے قصد و ارادے کے ساتھ پیغمبر اسلامؐ کی زیارت کے بارے میں سوال کیا، حضرتؑ نے فرمایا: اس کا اجر جنت ہے اور جو شخص ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) کی زیارت کرے اس کا بھی اجر جنت ہے۔

(بحارالانوار، ج ۱۰۲، ص ۵، وسائل الشیعہ، ج ۱۴، ص ۵۴۸)

Presented by Ziaraat.Com

# کتابیات


﴿ ا ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔امالی | شیخ صدوق | منہاج الصالحین، لاہور |
| ۲۔اثبات الوصیۃ | علی بن حسین مسعودی | -- |

﴿ ب ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۳۔بصائرالدرجات | حسن بن صفار | -- |
| ۴۔البدایہ والنہایہ | ابن کثیر دمشقی | نفیس اکیڈمی کراچی |
| ۵۔بدایع الانساب | سید مہدی تفریشی | طبع تہران، ۱۳۱۹ش |

﴿ ت ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۶۔تاریخ بغداد | خطیب بغدادی | طبع بیروت |
| ۷۔تاریخ طبری | محمد بن جریر طبری | نفیس اکیڈمی کراچی |
| ۸۔تاریخ یعقوبی | احمد بن ابی یعقوب | نفیس اکیڈمی کراچی |
| ۹۔تاریخ مسعودی | ابوالحسن بن حسین مسعودی | نفیس اکیڈمی کراچی |
| ۱۰۔تاریخ مشہد الکاظمی | شیخ محمد حسن آل یٰسین | طبع نجف اشرف |
| ۱۱۔تاریخ العراق بین احتلالین | عباس عزاوی | طبع بغداد |
| ۱۲۔تاریخ ابوالفداء | علامہ علی بن اسماعیل | -- |
| ۱۳۔تاریخ آل امجاد | محمد عباس انصاری | -- |
| ۱۴۔تہذیب المتین | مولوی مظہر حسن سہارنپوری | مطبع یوسفی دہلی |
| ۱۵۔تجارب الامم | مسکویہ | |


Presented by Ziaraat.Com

﴾ ج ﴿

| | | |
|---|---|---|
| ۱۶۔جلاء العیون | علامہ مجلسی | شیعہ بک ایجنسی لاہور |
| ۱۷۔جامع التواریخ | رشید الدین ہمدانی | -- |
| ۱۸۔جغرافیہ خلافت مشرقی | جی۔لی اسٹرینج | سنگ میل پبلیکیشنز لاہور |
| ۱۹۔جامع الانساب | محمد علی روضاتی | طبع اصفہان، ۱۳۳۵ش |

﴾ ح ﴿

| | | |
|---|---|---|
| ۲۰۔حوادث الجامعہ | کمال الدین بغدادی | طبع بغداد، ۱۳۵۱ھ |

﴾ د ﴿

| | | |
|---|---|---|
| ۲۱۔دوحۃ الوزراء | عبدالرحمٰن سویدی | طبع بغداد، ۱۹۶۴ء |
| ۲۲۔دیوان العمری | عبدالباقی عمری | طبع بغداد |

﴾ ر ﴿

| | | |
|---|---|---|
| ۲۳۔رفیق الزائرین | سید محمد علی جونپوری | مطبع شعلہ طور کانپور |
| ۲۴۔روضات الجنات | معین الدین صمدزچی | طبع قدیم |

﴾ ز ﴿

| | | |
|---|---|---|
| ۲۵۔زائر حسینؑ کا روزنامچہ | علی اختر | ایجوکیشنل پرنٹنگ پریس کراچی |

﴾ س ﴿

| | | |
|---|---|---|
| ۲۶۔سفرنامہ ابن بطوطہ | ابنِ بطوطہ | مطبوعہ امرتسر، ۱۳۱۶ھ |
| ۲۷۔سلوک الزائرین | سید تفضّل حسین انبالوی | مطبع صحافی لاہور ۱۸۸۸ء |
| ۲۸۔سفرنامہ عراق، عرب وعجم | سید شہباز حسین کربلائی | اقبال برقی پریس ملتان |

﴾ ش ﴿

| | | |
|---|---|---|
| ۲۹۔شذرات الذہب | ابن عماد حنبلی | -- |


Presented by Ziaraat.Com

﴿ ص ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۳۰۔صدی الفواد | شیخ محمد سماوی | -- |

﴿ ع ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۳۱۔عیون المعجزات | شیخ حسین بن عبدالوہاب | مکتبۃ الساجد ملتان |
| ۳۲۔عمدۃ الطالب | ابن مھنہ داؤدی | طبع بمبئی |
| ۳۳۔عیون اخبار الرضاً | شیخ صدوق | رحمت اللہ بک ایجنسی کراچی |
| ۳۴۔عقد الناظم | مولوی مظہر حسن سہارنپوری | طبع میرٹھ ۱۹۱۸ء |

﴿ غ ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۳۵۔غیبۃ الطوسی | شیخ طوسی | -- |
| ۳۶۔غایۃ الاختصار | ابن زھرہ | -- |

﴿ ف ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۳۷۔فرحۃ الغری | عبدالکریم طاؤس | طبع نجف، ۲۰۱۰ء |
| ۳۸۔فوائد الرضویہ | شیخ عباس قمی | طبع قم |

﴿ ک ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۳۹۔کتاب الارشاد | شیخ مفید | طبع نجف |
| ۴۰۔کتاب المناقب | ابن شہر آشوب | طبع نجف |
| ۴۱۔کتاب الاقبال | علی ابن طاؤس | طبع نجف |
| ۴۲۔کامل التاریخ | ابن اثیر جزری | طبع بیروت |

﴿ گ ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۴۳۔گنجینہ دانشمندان | محمد شریف رازی | طبع قم، ۱۳۵۴ش |

Presented by Ziaraat.Com

﴿ م ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۴۴۔معجم البلدان | یاقوت حموی | طبع بیروت ۱۹۷۹ء |
| ۴۵۔من لا یحضرہ الفقیہ | شیخ صدوق | الکساء پبلیکشنز کراچی |
| ۴۶۔مشاہیر مدفون در کاظمین | ابراہیم زنگنہ | طبع مشہد، ۱۳۸۹ش |
| ۴۷۔معجم الادباء | یاقوت حموی | طبع بیروت، ۱۹۸۰ء |
| ۴۸۔مراۃ الزمان | سبط ابن جوزی | طبع بیروت |
| ۴۹۔موسوعۃ العتبات المقدسہ | جعفر خلیلی | طبع بیروت، ۱۹۶۶ء |
| ۵۰۔منتخب التواریخ | محمد ہاشم مشہدی | مکتبہ ساجد ملتان |
| ۵۱۔منتہی الآمال | شیخ عباس قمی | امامیہ پبلی کیشنز لاہور |
| ۵۲۔مفاتیح الجنان | شیخ عباس قمی | عمران پبلی کیشنز لاہور |

﴿ ن ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۵۳۔نہر المصائب | مرزا قاسم علی کربلائی | مطبع اثنا عشری لکھنؤ |
| ۵۴۔النجوم الزاہرہ | جمال الدین اتابکی | طبع مصر، ۱۳۸۳ھ |

﴿ و ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۵۵۔وفیات الاعیان | ابن خلکان | طبع قم ۱۳۶۴ش |

﴿ ہ ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ۵۶۔ہدایت الزائرین | خادم حسین ناروالی | کتب خانہ اثنا عشری لاہور |

Presented by Ziaraat.Com

# تاریخ نجف اشرف

تالیف و تحقیق

سید ارتضیٰ عباس نقوی

Presented by Ziaraat.Com

# تاریخ جنت البقیع

تالیف وتحقیق

سید ارتضیٰ عباس نقوی

Presented by Ziaraat.Com

# تاریخ مشہدِ مقدس

تالیف و تحقیق

سید ارتضیٰ عباس نقوی

Presented by Ziaraat.Com

# فنِ خطاطی اور حضرت علیؑ

ترتیب، تدوین، تحقیق

سید ارتضی عباس نقوی

Presented by Ziaraat.Com